ماہنامہ
جہدِ حق
پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

Monthly JEHD-E-HAQ - November 2014 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 21...... شمارہ نمبر 11 ...... نومبر2014..... قیمت 5روپے

روٹی، روزگار کب ملے گا؟

18 اکتوبر، اسلام آباد:

ایچ آر سی پی نے ''پاکستان کے ترقیاتی اہداف کے حصول'' پر مشاورت کا اہتمام کیا

25 اکتوبر، کوئٹہ: ''معاشرے کی فلاح میں مصنفین/فنکاروں کا کردار پر مصنفین/فنکاروں'' کے کنونشن کا انعقاد کیا گیا

فہرست

سیاسی صورتحال انسانی حقوق کے معاملات پر سے توجہ ہٹا رہی ہے 3

سزائے موت کے خلاف عالمی دن 5

خواتین، بچوں، مزدوروں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر زور 7

قابلِ تجدید توانائی.....بجلی کے بحران کا حل 8

عمرکوٹ کے مظاہرین کی داستانِ عالم 9

عسکریت پسند تنظیموں کی لیاری پر یورش 12

جنوبی ایشیا میں انسانی ترقی کی وحشت ناک صورتحال 13

ہزارہ: قصور اُن کے چہروں کا ہے 14

گلگت بلتستان.....مرکزِ توجہ 15

زندگی اور موت کا مسئلہ 17

ہمیں بتایا جائے کہ ہماری حیثیت کیا ہے؟ 18

سماجی، سیاسی اور ثقافتی ہم آہنگی کے فروغ میں ادیبوں اور فنکاروں کا کردار 20

انتہا پسندی کی روک تھام کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس 21

صحت 31

مزید 10 بچوں میں پولیو کی تصدیق 32

پاکستان میں ایبولا وائرس پھیلنے کا خدشہ 33

خودکشی کے واقعات 34

اقدامِ خودکشی کے واقعات 39

اقلیتیں 41

عورتیں 42

پانی پر بنیادی معلومات اور مشترکہ نگرانی کی ضرورت 43

جوابی غلط فہمیاں 44

بچے 45

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا 46

جنسی تشدد کے واقعات 47

جہدِ حق پڑھنے والوں کے خطوط 50

سیاسی صورتحال انسانی حقوق کے معاملات پر سے توجہ ہٹا رہی ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ملک بھر میں انسانی حقوق کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ موجودہ سیاسی صورتحال اور بڑھتی ہوئی مذہبی انتہا پسندی انسانی حقوق سے متعلق مسائل سے نبٹنے کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو رہی ہے۔

ایچ آر سی پی کونسل کی دو روزہ اجلاس کے اختتام پر جاری ہونے والے ایک بیان میں کہا گیا: ''ایچ آر سی پی کی ایگزیکٹو کونسل کو اس امر پر شدید تشویش لاحق ہے کہ گزشتہ اپریل میں کونسل کے اجلاس سے لے کر اب تک ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں شدید اضافہ ہوا ہے۔ کونسل کے خیال میں درج ذیل معاملات خاص طور پر توجہ طلب ہیں:

- دھرنوں پر مشتمل سیاسی صورتحال نے زیادہ اہم معاملات سے لوگوں کی توجہ ہٹا دی ہے۔ اس کا ایک نتیجہ فرقہ وارانہ طاقتوں کے استحکام کی صورت میں نکلا ہے۔ عوام پُر امید ہیں کہ حکومت اگر دھرنے میں شریک جماعتوں سے معاملات طے کرنے کی کوشش جاری بھی رکھے تو وہ لوگوں کے مسائل کے ازالے کے حوالے سے اپنے اوپر عائد کردہ فرائض سے پہلو تہی نہیں کرے گی۔

- مذہبی شدت پسندی میں اضافے کا بلا روک ٹوک سلسلہ جاری ہے اور مذہبی و مسلکی اقلیتوں کے لیے صورتحال ابتر ہو گئی ہے۔ پشاور میں سکھوں، عمرکوٹ میں ہندوؤں پر حملے، سندھ کے علاقوں میں مندروں پر یورش، میرپور خاص میں احمدی ڈاکٹر کی ٹارگٹ کلنگ، گوجرانوالہ میں احمدیوں، آواران میں ذکریوں کا قتل اور اڈیالہ جیل میں تضحیک مذہب کے ملزم پر حملہ مذہبی جنونیت اور عدم رواداری میں شدت کی محض چند مثالیں ہیں۔ تضحیک مذہب کے الزام کی زد میں آنے والے افراد کا مقدر پُر خطر بن چکا ہے کیونکہ ان کے لیے دورانِ مقدمہ اپنا دفاع کرنا تقریباً ناممکن بن چکا ہے۔ تضحیک مذہب کے ملزم کا دفاع کرنے پر کوئی وکیل آمادہ نہ تھا، اس کا دفاع کرنے پر راشد رحمان کے قتل اور اس کے قاتلوں کی گرفتاری میں حکام کی عدم دلچسپی سے سزا سے استثناء کو مزید تقویت ملی ہے۔

- رینجرز کی جانب سے جاری کراچی آپریشن موثر ثابت نہیں ہو سکا۔ لوگوں کو مسلسل اٹھائے جانے کی شکایات منظرِ عام پر آ رہی ہیں اور ان کا ازالہ نہیں کیا جا رہا۔ اس حوالے سے عدالتی کارروائی نہایت سست روی کا شکار ہے۔ فرقہ وارانہ قتل اور ٹارگٹ کلنگ کا عمل شہر میں جاری ہے اور ہلاکتوں سمیت دیگر اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ آپریشن اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکا۔ ملک کے کسی بھی حصے میں امن عامہ کی بدتر صورتحال میں بہتری لانے کے لیے خلوص نظر نہیں آ رہا۔ ناقص نظم و نسق نے حالات کو مزید خراب کیا ہے۔ اغواء برائے تاوان معمول بن چکا ہے اور مجرموں کی گرفتاری میں ناکامی نے خوف کی فضا

پیدا کردی ہے۔

- بلوچستان سے ٹارگٹ کلنگ کی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں جہاں جبری غائب کئے جانے اور مسخ شدہ نعشوں کی برآمدگی کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ ایسے واقعات کی تعداد کم ہوئی ہے۔
- گزشتہ عشرے میں سات قوانین کی منظوری کے باوجود خواتین اور کمسن بچیوں پر تشدد کے واقعات میں اضافے پر ایچ آر سی پی نے شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور صوبائی حکومتوں سے سخت قانون سازی کرنے اور ان کے نفاذ کے لیے موثر اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور سرکاری و نجی ذرائع ابلاغ سے مطالبہ کیا کہ وہ ایک عشرہ قبل منظور کردہ جنس سے متعلقہ حساس رضا کارانہ ضابطہ اخلاق پر عملدرآمد کریں۔
- ڈبلیو ایچ او نے بیرونی سفر کے حوالے سے پاکستان کے لیے سخت اقدامات اپنائے ہیں جن میں مزید ممکنہ پابندیاں شامل ہیں۔ ایچ آر سی پی کے خیال میں ان پابندیوں سے پاکستان کی معیشت اور بین الاقوامی تشخص پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ کمیشن نے پولیو ورکرز بالخصوص پاکستان کے دور افتادہ اور قدامت سند علاقوں میں غیر محفوظ بچوں کو ویکسینیشن دینے کی کوشش کرنے والے پولیو ورکرز کی ٹارگٹ کلنگ کی بھی مذمت کی ہے۔ کمیشن نے مطالبہ کیا ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں ان پولیو ورکرز بالخصوص فاٹا، خیبر پختونخوا، بلوچستان، کراچی اور دیگر علاقوں میں کام کرنے والے پولیو ویکسنیٹرز کے تحفظ کے لیے موثر اقدامات کریں۔
- بلوچستان میں صحافیوں کا قتل اور صوبے میں صحافیوں کی حالت زار کو ملک بھر میں انتہائی کم توجہ کا ملنا نہایت افسوسناک امر ہے۔ صحافیوں پر حملوں کی تحقیقات ہونی چاہئے اور قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔
- سیلاب متاثرین اور کشیدگی کے باعث اندرون نقل مکانی کرنے والوں کی حالت باعث تکلیف ہے۔ متاثرہ شہریوں کی زندگی پر اثر انداز ہونے والے فیصلوں پر ان سے مشاورت نہیں لی گئی۔ ان کی جلد اور استحکام پذیر واپسی کے لیے بامعنی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ایچ آر سی پی نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ شمالی وزیرستان سے بے دخل ہونے والی خواتین کو قومی شناختی کارڈ کی فراہمی کے لیے نادرا کے موبائل سروس یونٹ قائم کئے جائیں اور خواتین سربراہوں پر مبنی گھرانوں کو ترجیح دی جائے۔ اس کے باعث وہ ایف ڈی ایم اے/ پی ڈی ایم اے/ این ڈی ایم اے میں بطور آئی ڈی پیز رجسٹر ہونے کے قابل ہوں گی اور نتیجتاً نقدی رقم کے حصول، اقامت کاری، صحت اور تعلیم کی سہولیات سے مستفید ہونے کی اہل بن سکیں گی۔ ہندوستان کے ساتھ سرحدی کشیدگی سے ہونے والی بے دخلی بھی فوری توجہ طلب ہے۔
- حراستی مراکز پر زیر حراست افراد کی حالت کا بھی فوری نوٹس لینا ضروری ہے۔ اپنے خاندان کے ساتھ ملاقات کا نہ ہونا اور ان کی صحت اور باضابطہ قانونی کارروائی کے حقوق کی پامالی جیسے اقدامات کو ترک کرنے اور دوران حراست ہلاکت کی آزادانہ تحقیقات کروانے کی ضرورت ہے۔ ایچ آر سی پی فاٹا اور پاٹا میں ''سول اتھارٹی کی معاونت میں اقدام'' جیسے قانون کی بدستور مذمت کرتا ہے۔ مذکورہ قانون بنیادی حقوق کے اصولوں کے منافی ہے اور من مانی حراست، ایذار سانی اور جبری گمشدگیوں جیسے معاملات میں سکیورٹی فورسز کے غیر قانونی اقدامات کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس قانون کے زیادہ تر متاثرین مالاکنڈ ڈویژن کے رہائشی ہیں۔
- خیبر پختونخوا کے تدریسی نصاب میں ہونے والی مثبت تبدیلیوں کو ختم کرنے اور سندھ کے نصاب میں ''ہم سب مسلمان'' جیسے نعروں سے پاکستان میں عدم رواداری اور شدت پسندی کو ہوا ملی ہے۔ ایچ آر سی پی کا صوبائی حکومتوں سے مطالبہ ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائیں کہ نصاب امتیازی سلوک اور لوگوں کو معاشرے سے خارج کرنے کی بجائے انسانیت اور مثبت اقدار کو فروغ دے۔
- کونسل نے ملالہ یوسف زئی کو نوبل امن ایوارڈ ملنے کو خوش آئند قرار دیا اور کہا کہ ملالہ کو ایوارڈ کا ملنا پورے ملک کے لیے فخر کا باعث ہے اور امن وتعلیم خصوصاً لڑکیوں کے لیے حوصلہ افزائی کا سبب بنے گا۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔14اکتوبر2014]

آسیہ بی بی کے مقدمہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے امید کا اظہار کیا ہے کہ عدالتِ عظمیٰ آسیہ بی بی کے مقدمے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے گی۔ یاد رہے کہ آسیہ بی بی توہین رسالتؐ کے مقدمہ میں سیشن کورٹ سے ملنے والی سزا کے خلاف اپیل کو ہائی کورٹ نے گزشتہ ہفتے مسترد کر دیا تھا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے آج ایک بیان جاری کیا جس میں کہا گیا ہے کہ آسیہ بی بی کی اپیل پر عدالتی فیصلے نے بڑی تعداد میں لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے اور اب تمام نظریں سپریم کورٹ پر لگی ہوئی ہیں۔ کمیشن کا کہنا ہے کہ کوشش ہونی چاہئے کہ تبصرہ کر کے عدالتی عمل میں مداخلت سے باز رہا جائے لیکن اس مقدمہ سے پیدا ہونے والے حالات کو نظرانداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اس وقت پاکستان ایک مشکل صورتحال سے دوچار ہے اس لیے کہ جس طرح توہین رسالت کا استعمال کیا جارہا ہے اور اس پر جس طرح عمل درآمد ہو رہا ہے، اس کا تنقیدی نظر سے جائزہ نہیں لیا گیا۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ پاکستان کی عدلیہ ایک غریب عورت کو انصاف مہیا کرنے میں ناکام نہیں ہوگی۔ اصل معاملہ تو قانون سازوں اور علماء کے ہاتھوں میں ہے۔ اس قانون پر عملدرآمد سے جو رد عمل پیدا ہوگا، اس کے اثرات کا تصور بھی مشکل ہے۔ اس کے نتیجہ میں لوگوں میں کٹرپن اور عدم برداشت کا احساس شدت اختیار کر جائے گا جس کے باعث ہمیں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

کمیشن کو توقع ہے کہ جب عدالت عظمیٰ مقدمہ کی سماعت کرے گی تو وہ اس کو بھی دیکھے گی کہ کس طرح ہجوم نے عدالت کے اندر داخل ہو کر سماعت کے دوران عدالتوں کے اردگرد چکر لگا کر توہین آمیز سلوک روا رکھا تھا۔

ایچ آر سی پی کو یقین ہے کہ سماعت کے دوران عدالتِ عظمیٰ معاملے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے گی اور ثبوتوں کے معیار کی سختی کے ساتھ جانچ پڑتال کرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف آسیہ بی بی کے مقدمہ کا معاملہ نہیں ہے بلکہ حکومت اور عوام دونوں کو اس قسم کے معاملات پر نتائج کے حوالے سے دیکھنا ہوگا۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔21اکتوبر2014]

سزائے موت کے خلاف عالمی دن

کوئٹہ 10 اکتوبر کو سزائے موت کے عالمی دن کے موقع پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق بلوچستان چیپٹر کے زیر اہتمام سزائے موت کے خاتمے کے لیے کوئٹہ چیپٹر آفس میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والوں لوگوں نے شرکت کی۔ ایچ آر سی پی کے صوبائی کوآرڈی نیٹر فرید احمد نے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایچ آر سی پی نے پاکستان میں سزائے موت کے خاتمے کے لیے کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ کچھ سالوں سے پاکستان میں سزائے موت پر عمل درآمد نہیں ہورہا جو کہ ایک مثبت پیش رفت ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ سزائے موت کو پاکستان میں ہمیشہ کے لیے ختم کیا جائے اور ہمارے نظام انصاف میں موجود خامیوں کو دور کیا جاسکے تاکہ لوگوں کو فوری انصاف مل سکے۔ اس میں آپ دوستوں کا HRCP کیساتھ تعاون بہت ضروری ہے تاکہ ہم حکومت کو اس بات پر آمادہ کرسکیں کہ وہ سزا موت کو کالعدم قرار دے کر اس پر مکمل پابندی عائد کرے۔

ڈاکٹر فیض ہاشمی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کے اکثر ممالک میں سزائے موت ختم ہوچکی ہے لیکن پاکستان میں ابھی تک برقرار ہے۔ سزائے موت سے معاشرے پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور جیل میں قیدیوں میں خوف و ہراس پھیل جاتا ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ سزائے موت ختم کرانے کیلئے قانون سازی کرے۔

فہیم ایڈوکیٹ نے کہا کہ عدالتی کاروائیوں میں تاخیر اور صحیح تفتیش نہ ہونے کی وجہ سے اکثر بے گناہ لوگ سزائے موت کا شکار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا ہے۔ اکثر غریب لوگوں کو سزائے موت کی سزا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ملک کی عدالتوں میں انصاف فراہم نہیں ہوتا بلکہ اس کی بنیادی وجہ ملک میں کمزور قانون کی عمل داری ہے۔

شمس الملک مندوخیل نے کہا اس ملک میں عدالتوں اور عدلیہ سے صحیح طور پر لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا ہے دنیا میں سزائے موت ختم ہوچکی ہے لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں سزائے موت ختم کرانے کیلئے کوئی خاص کام نہیں ہوا۔ سزائے موت اور انتہاء پسندوں کی طرف سے لوگوں کو ذبح کرنا ایک ہی عمل ہے۔ سزائے موت ختم کرانے کیلئے سول سوسائٹی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

ظہیر احمد شاہوانی ایڈوکیٹ نے کہا کہ انسانی حقوق کمیشن نے سزائے موت ختم کرانے کیلئے طویل عرصہ سے مہم شروع کر رکھی ہے۔ آج کا اجلاس اس مہم کی ایک کڑی ہے کہ سزائے موت ختم ہونی چاہیے اس کیلئے انسانی حقوق کے کارکن ہر فورم پر اقدام اٹھائیں اور حکومت کو چاہیے کہ وہ اس کیلئے قانون سازی کرے۔

اجلاس کے آخر میں متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی گئی کہ سزائے موت کو جلد از جلد ختم کرنے کیلئے قانون بنایا جائے اور اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ تاکہ پاکستان بھی دنیا کے مہذب ممالک کے فہرست میں شامل ہو۔ آخر میں سزائے موت کے خاتمے کے حق میں مظاہرہ کیا گیا۔

> دنیا کے اکثر ممالک میں سزائے موت ختم ہوچکی ہے لیکن پاکستان میں ابھی تک برقرار ہے۔ سزائے موت سے معاشرے پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور جیل میں قیدیوں میں خوف و ہراس پھیل جاتا ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ سزائے موت ختم کرانے کیلئے قانون سازی کرے۔ سزائے موت کے حوالے سے پاکستان کی پالیسی میں حالیہ تبدیلی کو عالمی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ذہنی طور پر بیمار شخص کو کسی صورت پھانسی نہیں دی جانی چاہئے۔ پھانسی ایک غیر انسانی سزا ہے۔ جس سے جرم کبھی کم نہیں ہوتا۔

(ایچ آر سی پی کوئٹہ چیپٹر)

ملتان 10 اکتوبر کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق سپیشل ٹاسک فورس ملتان کے زیر اہتمام 10 اکتوبر کو سزائے موت کے خاتمہ کا عالمی دن ''ذہنی عدم توازن کی سزا موت نہیں'' کے نعرے پر منایا گیا۔ انسانی حقوق کے کارکنوں نے علامہ اقبال پارک سے نواں شہر چوک تک پرامن ریلی نکالی۔ ریلی میں انسانی حقوق کمیشن کے کارکنان، ممبران، سماجی تنظیموں کے عہدیداران، وکلاء اور شہریوں نے شرکت کی۔ شرکاء نے سزائے موت کے خاتمہ کے حوالے سے مختلف پلے کارڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے۔ شرکاء سے بات چیت کرتے ہوئے جسٹس اینڈ پیس کمیشن کے رکن عمانوایل عاصی نے کہا کہ سزائے موت کے حوالے سے پاکستان کی پالیسی میں حالیہ تبدیلی کو عالمی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ذہنی طور پر بیمار شخص کو کسی صورت پھانسی نہیں دی جانی چاہئے۔ پھانسی ایک غیر انسانی سزا ہے۔ جس سے جرم کبھی کم نہیں ہوتا۔ سپارک تنظیم کے رکن ہائی سینٹ پیٹر نے شرکاء سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ کسی مجرم کو سزائے موت دینے سے جرائم میں کمی نہیں آتی بلکہ خاندان کے خاندان تباہ ہوتے ہیں۔ ہمارا قانون اکثر کمزور پر ہی اپنی گرفت جماتا ہے جبکہ پیشہ ور اور جرائم پیشہ افراد ہمیشہ اس سزا سے بچے رہتے ہیں۔ حکومتی اداروں کو مضبوط ہونا چاہئے اور کرپشن کا خاتمہ کرنا چاہئے۔ عاصمہ خان ایڈووکیٹ نے کہا کہ ذہنی طور پر معذور اور فاترالعقل شخص پر ایسے جرم یا الزام کے تحت مقدمہ چلانا جس کی سزا موت ہو قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اور جہاں پر تفتیشی ادارے غیر جانبدارانہ طور پر اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر ہوں تو ایسی صورت میں معصوم لوگ بھی ایسی سخت قسم کی سزا کا نشانہ بن جاتے ہیں جو قانون وفطرت کے خلاف ہے۔ بات چیت کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے انسانی حقوق کمیشن ملتان کے کوآرڈینیٹر فیصل محمود نے کہا کہ سزائے موت دینے سے جرائم ختم نہیں ہوتے۔ اگر اس نظریہ پر سخت سزائیں دی جاتی ہیں کہ معاشرے میں توازن برقرار رہے تو یہ نظریہ غلط ہے اور حکومت کو چاہئے کہ انسانوں کو ختم کرنے کی بجائے جرائم کو ختم کرنے کی مربوط حکمت عملی بنائے۔ ایسے کیسوں کی شفاف طریقہ سے انکوائری کرائی جائے اور تفتیش کے عمل کو مضبوط کیا جائے۔

(ایم اکمل، ایچ آر سی پی، ملتان

حیدرآباد 10 اکتوبر کو ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی جانب سے پھانسی کے خاتمے کے عالمی دن کے سلسلے میں حیدرآباد میں ریلی نکالی گئی۔ ریڈیو پاکستان سے پریس کلب تک نکالی جانے والی ریلی میں مختلف سماجی تنظیموں کے رہنماؤں اور سول سوسائٹی کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ریلی کے شرکاء پلے کارڈز اور بینرز اٹھائے ہوئے تھے۔ ریلی کی قیادت ڈاکٹر اشوتھاما، چندن کمار، لالہ عبدالحلیم شیخ، سید جمیل الرحمان ایڈووکیٹ، لالہ حسن پٹھان، معشوق بھرگڑی، عامر نصاری، سول سوسائٹی سے فریدہ چنا، نوبہار وسان، ڈاکٹر جمیل جونیجو، بوٹا امتیاز مسیح، کرشنا لال کوہلی، انور خاص خیلی، دانیال سومرو و دیگر نے شرکت کی۔ اس موقع پر ایچ آر سی پی کے

ڈاکٹر اشوتھا، لالہ حسن پٹھان اور ایڈووکیٹ جمیل الرحمان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 2011ء کے اختتام تک پاکستانی جیلوں میں موت کی سزا پانے والوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی جس میں سے 6175 قیدیوں کا تعلق پنجاب سے تھا۔ انہوں نے کہا کہ 21 جون 2008ء کو سابق وزیر اعظم رضا گیلانی نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ صدر مملکت کو ایک سمری بھیجی جائے گی جس میں سزائے موت کے قیدیوں کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کرنے کی سفارش کی جائے گی۔ تاہم اس رعایت کا اطلاق سنگین جرائم میں ملوث قیدیوں پر نہیں ہوگا۔ اس تجویز کی وفاقی کابینہ نے بھی منظوری دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جرائم کے اسباب کے خاتمے سے

پاکستان میں **1947**ء کے وقت قتل انسانی اور بغاوت دو ایسے جرائم تھے جن کے لیے موت کی سزا مقرر تھی، جبکہ آج ایسے جرائم کی تعداد **27** ہے جن پر موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ذہنی مریض کو پھانسی جیسی سزا دینا انسانی قتل کے مترادف ہے۔ ذہنی امراض میں مبتلا کسی شخص کی پھانسی کی سزا کسی بھی صورت میں نہیں دینی چاہیے۔ پاکستان میں پولیس کے تفتیشی طریقے میں بہت خامیاں موجود ہیں جنہیں ٹھیک کیا جانا چاہیے کیونکہ تفتیش غلط ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات بے گناہ لوگ پھانسی کی سزا بھگتتے ہیں۔

بھی جرائم کو کم کیا جا سکتا ہے۔ اس موقع پر ماہر نفسیات ڈاکٹر جمیل جونیجو نے کہا کہ ذہنی مریض کو پھانسی جیسی سزا دینا انسانی قتل کے مترادف ہے۔ ذہنی امراض میں مبتلا کسی شخص کی پھانسی کی سزا کسی بھی صورت میں نہیں دینی چاہیے۔ ریلی سے لالہ حسن پٹھان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مہذب ممالک میں جرائم کے خاتمے کے لیے سزاؤں پر نظر ثانی کی جا رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ موت کی سزا کے خاتمے کے لیے پہلا قدم وینز ویلا میں اٹھایا گیا جس کے تحت 1863ء میں سزائے موت کے خاتمے کا اعلان ہوا، حالیہ رپورٹ کے مطابق 137 ممالک اپنے قوانین اور معمولات دونوں میں سزائے موت ختم کر چکے ہیں جبکہ ساٹھ ممالک میں اس کا اطلاق صرف قتل کے جرم پر ہوتا ہے۔ پاکستان میں 1947ء کے وقت قتل انسانی اور بغاوت دو ایسے جرائم تھے جن کے لیے موت کی سزا مقرر تھی، جبکہ آج ایسے جرائم کی تعداد 27 ہے جن پر موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ دیگر مقررین نے کہا کہ پاکستان میں پولیس کے تفتیشی طریقے میں بہت خامیاں موجود ہیں جنہیں ٹھیک کیا جانا چاہیے کیونکہ تفتیش غلط ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات بے گناہ لوگ پھانسی کی سزا بھگتتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ چھ سال کے دوران پاکستان میں سزائے موت پانے والوں کو پھانسی نہیں دی گئی جو کہ خوش آئند امر ہے۔ انہوں نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ پھانسی کی سزا کے قانون کو ختم کیا جائے تاکہ کسی بھی مجرم کو پھانسی کی سزا نہ ہو سکے۔

(لالہ عبدالحلیم)

سزائے موت کے خلاف پٹیشن سماعت کے لیے منظور

سپریم کورٹ آف پاکستان نے سزائے موت کے قانون کو ختم کیے جانے کی درخواست سماعت کے لیے منظور کر لی ہے۔ درخواست گزار بیرسٹر ظفر اللہ خان نے بی بی سی کو بتایا کہ انھوں نے یہ درخواست 2011 میں عدالت عظمیٰ میں دائر کی تھی تاہم غلط فہمی اور اعتراضات کی بنا پر اسے سماعت کے لیے منظور نہیں کیا گیا تھا۔ ان کو غلط فہمی تھی کہ اس سے قبل کوئی پٹیشن دائر ہو چکی ہے۔ 2008 میں اخبارات میں لکھا گیا کہ حکومت نے 7000 آدمیوں کی سزائے موت عمر قید میں تبدیلی کر دی ہے، اس پر از خود نوٹس لیا گیا تھا۔ عدالت کا موقف تھا کہ ایک پٹیشن کی موجودگی میں دوسری نہیں سنی جا سکتی۔ انھوں نے بتایا کہ سپریم کورٹ نے اپنے اعتراضات کو خارج کیا ہے جبکہ سزائے موت سے ہی متعلق ان کی ایک اور درخواست پر سپریم کورٹ کا لارجر بینچ بن چکا ہے۔ بیرسٹر ظفر اللہ کے مطابق پاکستان میں اس وقت تقریباً 9 ہزار ایسے قیدی بھی موجود ہیں جو 12 سے 30 سال کی قید بھگت چکے ہیں جو کہ عمر قید سے زیادہ ہے۔ ان کا موقف ہے کہ کسی کو سزائے موت نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی پاکستان کے آئین میں لکھا ہے اور نہ ہی مذہب اسلام سمیت دیگر مذاہب میں سزائے موت کی بات کی گئی ہے۔ وطن پارٹی کے چیئرمین ظفر اللہ کہتے ہیں کہ سزائے موت کے قانون میں پیسے والے شخص کو تو چھوٹ مل جاتی ہے لیکن غریب کو سزا ملتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ناکافی شواہد اور سزا کے طریقہ کار میں غلطی کی وجہ سے بے گناہ شخص کی جان چلی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قید کی سزا سزائے موت سے زیادہ سخت ہے اس میں مجرم کو سزا دینے کے ساتھ ساتھ اس کی اصلاح بھی کی جا سکتی ہے۔ معاشرہ اجتماعی دانشمندی کا مظاہرہ کرے اور بنیاد پرستی سے نکل کر سوچے۔ بنیاد پرستوں سے پوچھیں کہ کیا اسلام میں یہ سزا تھی؟ دوسری جانب انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے ادارے ایچ آر سی پی کی سربراہ زہرہ یوسف نے سپریم کورٹ کی جانب سے سزائے موت کے قانون کے خلاف دائر درخواست کو قابلِ سماعت قرار دینے کے فیصلے کو مثبت پیش رفت قرار دیا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ ’پچھلے برسوں میں عدالت کا رویہ اس معاملہ پر بہت قدامت پسندانہ تھا، درخواست کو منظور کیا جانا ایک طرح سے شروعات ہے اور امید ہے کہ فیصلہ سزائے موت کے خلاف ہوگا۔ وہ کہتی ہیں کہ آٹھ ہزار سے زائد لوگ موت کی سزا سننے کے بعد اس کے منتظر ہیں۔ پاکستان میں سزائے موت کے قانون کو اگر ختم کیا جائے تو عوام کا ردعمل کیا ہوگا؟ اس سوال کے جواب میں زہرہ یوسف کہتی ہیں کہ اگر آپ عوامی رائے لیں تو زیادہ تر کا جواب اس سزا کو برقرار رکھنے کے لیے ہوگا۔ اکثریت

انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے ادارے ایچ آر سی پی کی پاکستان میں سربراہ زہرہ یوسف نے سپریم کورٹ کی جانب سے سزائے موت کے قانون کے خلاف دائر درخواست کو قابل سماعت قرار دینے کے فیصلے کو مثبت پیش رفت قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ’پچھلے برسوں میں عدالت کا رویہ اس معاملہ پر بہت قدامت پسندانہ تھا، درخواست کو منظور کیا جانا ایک طرح سے شروعات ہے اور امید ہے کہ فیصلہ سزائے موت کے خلاف ہوگا۔ وہ کہتی ہیں کہ **8** ہزار سے زائد لوگ موت کی سزا سننے کے بعد اس کے منتظر ہیں۔ پاکستان میں سزائے موت کے قانون کو اگر ختم کیا جائے تو عوام کا ردعمل کیا ہوگا؟ اس سوال کے جواب میں زہرہ یوسف کہتی ہیں کہ اگر آپ عوامی رائے لیں تو زیادہ تر کا جواب اس سزا کو برقرار رکھنے کے لیے ہوگا۔

چاہتی ہے کہ ہر مجرم کو سخت سے سخت سزا دی جائے، مگر اس قانون کے خلاف یہ دلیل دی جاتی ہے کہ 130 سے زائد ممالک میں جہاں موت کی سزا ختم ہوئی وہاں جرم کی شرح بڑھی نہیں۔ زہرہ یوسف کا خیال ہے کہ موت کی سزا ختم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ جو جرم کرے اسے چھوڑ دیا جائے، اس کے لیے دوسرے آپشنز کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عمر قید کی سزا دی جا سکتی ہے، یہاں پر تحقیقات کا طریقہ کار بہت کمزور ہے زبردستی اور تشدد کر کے اعتراف جرم کروایا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ پاکستان میں قانون کے مطابق صرف ملک کے صدر ہی موت کی سزا کے کسی قیدی کو معاف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

خواتین، بچوں، مزدوروں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر زور

تعلیم ہر بچے کا بنیادی حق ہے مگر والدین غریب کے باعث اپنے بچوں کو سکول کی بجائے مزدوری کے لیے ورکشاپوں اور دیگر جگہوں پر بھیج دیتے ہیں جہاں ان کا استحصال کیا جاتا ہے اور انہیں جنسی طور پر بھی ہراساں کیا جاتا ہے۔ بچوں کو نگہداشت صحت تک بھی رسائی حاصل نہیں۔ ہر سال لاکھوں بچے ان بیماریوں کے باعث ہلاک ہوجاتے ہیں جو قابل علاج ہیں۔ کروڑوں بچے مشقت کرنے پر مجبور ہیں جنہیں سکولوں میں ہونا چاہئے تھا۔ پانچ سے 16 برس کے بچوں کی مفت تعلیم کا اعلان تو کر دیا گیا مگر حکومت نے اس امر کو یقینی بنانے کے لیے عملی اقدامات نہیں کئے کہ بچے مفت تعلیم کے آئینی حق سے مستفید بھی ہوسکیں۔ پس یہ ضروری ہے کہ معاشرے میں عدم مساوات کا خاتمہ کیا جائے اور بچوں کے لیے مساوی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ تمام انسان برابر پیدا کئے گئے ہیں اور انہیں برابر کے حقوق حاصل ہیں چاہے ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ کسی بھی فرد کو محض اس بناء پر نشانہ نہیں بنایا جاسکتا کہ اس کا تعلق کسی اور مذہب سے ہے اور نہ ہی بندوق کے زور پر کسی فرد کے نظریات کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں مذہبی اقلیتیں خاص طور پر عدم تحفظ کا شکار ہیں اور گزشتہ برسوں کے دوران اس میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ اقلیتی عورتوں کی جبری شادی اور تبدیلی مذہب کا مسئلہ شدت اختیار کر رہا ہے۔ سالانہ ہزاروں ہندو اور سکھ ملک سے نقل مکانی کر رہے ہیں جو کہ ایک لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔ پس اس صورتحال کے پیش نظر اقلیتوں کو مساوی حقوق فراہم کئے جائیں تا کہ ان میں تحفظ کا احساس پیدا ہو۔

سوات پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) پشاور چیپٹر آفس کی جانب سے 3 ستمبر کو ضلع سوات میں ''خواتین، بچوں، اقلیتوں اور مزدوروں کے حقوق'' کے عنوان سے ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ خیبر پختونخوا میں ایچ آر سی پی کے نائب چیئر پرسن جناب شیر محمد خان نے ورکشاپ کے اغراض ومقاصد اور اہمیت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو بہت سے مسائل درپیش ہیں مگر وہ ان مسائل اور اپنے حقوق سے واقف نہیں ہیں۔ اس ورکشاپ کا مقصد یہ ہے کہ یہ پتہ لگایا جائے کہ لوگوں کو ان کے حقوق تک رسائی کے حوالے سے کن مسائل کا سامنا ہے۔ انہوں نے خواتین کے حقوق کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ خواتین کے حقوق 1948ء میں منظور کئے گئے ''انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے'' (یو ڈی ایچ آر) کا حصہ ہیں جس کی تمام فریق ریاستوں نے توثیق کی تھی۔ بعدازاں 1979ء میں ''خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کا میثاق'' منظور کیا گیا جس کا نفاذ 3 ستمبر 1981ء کو کیا گیا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ہمارے معاشرے میں خاندان مرد پر انحصار کرتے ہیں اور اسی بنا پر وہ خود کو عورت سے برتر تصور کرتے ہیں۔ اسلام کے ظہور میں آنے سے پہلے خواتین کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا لیکن اسلام نے عورت کو معاشرے میں عزت کا مقام دیا۔ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے میں خواتین کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ان میں ملازمت کا حق، عزت نفس کے تحفظ کا حق، دفتر میں مساوی اجرت کا حق اور جائیداد کا حق وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے متعدد حقوق ہمارے قوانین کا حصہ نہیں ہیں۔ اس حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں پاکستانی قوانین خواتین کے جن حقوق پر زور دیتے ہیں ان کا نفاذ نہیں کیا جاتا۔ لیکن عمومی طور پر انہیں یہ حقوق میسر نہیں ہیں۔ لہٰذا معاشرے میں صنفی امتیاز اور استحصال کے خاتمے اور خواتین کو مساوی حقوق کی فراہمی کے لئے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ بچوں کے حقوق کے حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ اقوام متحدہ نے 20 نومبر 1989ء کو بچوں کے حقوق کے میثاق کی منظوری دی تھی اور اس کا نفاذ 1990ء میں کیا گیا۔ اس میثاق کے تحت یہ اعلان کیا گیا کہ اٹھارہ سال سے کم عمر افراد بچے یا کم سن بچے کہلائیں گے۔ اس عمر میں بچے کو مناسب توجہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس دوران وہ سیکھنے کے عمل سے گزر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا والدین اور معاشرے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں مناسب وقت اور توجہ دیں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ تعلیم ہر بچے کا بنیادی حق ہے مگر والدین غربت کے باعث اپنے بچوں کو سکول کی بجائے مزدوری کے لیے ورکشاپوں اور دیگر جگہوں پر بھیج دیتے ہیں جہاں ان کا استحصال اور جنسی طور پر بھی ہراساں کیا جاتا ہے۔ بچوں کو نگہداشت صحت تک بھی رسائی حاصل نہیں۔ ہر سال لاکھوں بچے ان بیماریوں کے باعث ہلاک ہوجاتے ہیں جو قابل علاج ہیں۔ کروڑوں بچے مشقت کرنے پر مجبور ہیں جنہیں سکولوں میں ہونا چاہئے تھا۔ پانچ سے چھ برس کے بچوں کی مفت تعلیم کا اعلان تو کر دیا گیا مگر حکومت نے اس امر کو یقینی بنانے کے لیے عملی اقدامات نہیں کئے کہ بچے مفت تعلیم کے آئینی حق سے مستفید بھی ہوسکیں۔ پس یہ ضروری ہے کہ معاشرے میں عدم مساوات کا خاتمہ کیا جائے اور بچوں کے لیے مساوی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ انہوں نے اقلیتوں کے حقوق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تمام انسان برابر پیدا کئے گئے ہیں اور انہیں برابر کے حقوق حاصل ہیں چاہے ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ کسی بھی فرد کو محض اس بناء پر نشانہ نہیں بنایا جاسکتا کہ اس کا تعلق کسی اور مذہب سے ہے اور نہ ہی بندوق کے زور پر کسی فرد کے نظریات کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں مذہبی اقلیتیں خاص طور پر عدم تحفظ کا شکار ہیں اور گزشتہ برسوں کے دوران اس میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ اقلیتی عورتوں کی جبری شادی اور تبدیلی مذہب کا مسئلہ شدت اختیار کر رہا ہے۔ سالانہ ہزاروں ہندو اور سکھ ملک سے نقل مکانی کر رہے ہیں جو کہ ایک لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔ پس اس صورتحال کے پیش نظر اقلیتوں کو مساوی حقوق فراہم کئے جائیں تا کہ ان میں تحفظ کا احساس پیدا ہو۔

مزدوروں کے حقوق کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے اور مزدوروں کو کسی قسم کا تحفظ حاصل نہیں اور مزدوروں کو اجرت کا معقول معاوضہ بھی ادا نہیں کیا جاتا۔ جبکہ ان کے اوقات کار بھی خاصے طویل ہیں۔ ریاست کو اپنے شہریوں کو روزگار کے مساوی مواقع فراہم کرنے چاہئیں اور اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ کام کا ماحول پر امن ہو اور لیبر قوانین لچکدار ہوں۔ ہمارے ملک میں افرادی قوت کی کمی نہیں ہے مگر روزگار نہ ہونے کے باعث ہنر مند افراد ملازمتوں کے حصول کے لئے بیرون ملک چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ مزدور، جن کا ملکی معیشت میں ایک بہت بڑا کردار ہے، ان کی فلاح وبہبود کے لیے اقدامات کئے جائیں اور ان کے حقوق فراہم ہے جائیں جن کا آئین میں وعدہ کیا گیا ہے۔

قابلِ تجدید توانائی

بجلی کے بحران کا حل

عباس بلگرامی

کیا قابل تجدید توانائی، بجلی کے حالیہ بحران کو ختم کرنے میں پاکستان کی معاونت کرسکتی ہے؟ میری رائے میں یہ کوئی حتمی حل تو نہیں ہے تاہم ایک بات واضح ہے کہ قابلِ تجدید توانائی ملک کی مخلوط توانائی کا ضروری حصہ ہے۔

نباتات سے حاصل کی گئی توانائی (بائیو ماس)، مقامی فطری ذرائع کے اتصال یا مرکب کے طور پر کردار ادا کرسکتی ہے جس سے اعلیٰ درجے کے اس ایندھن کی پیداوار میں مدد ملتی ہے جو پودوں کے خلیوں کی اندرونی سطح کے نشاستہ دار اور غیر نشاستہ دار مادوں کی دوسری اور تیسری پیڑھی یا نسل کے کیمیاوی طریقوں کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ نباتات سے حاصل کی گئی توانائی یعنی بائیو ماس کو یا تو نظر انداز کیا گیا ہے یا بہت ہی کم استعمال کیا گیا ہے۔

بائیو ماس وسیع پیمانے پر دستیاب ہے۔ یہ اس روایتی ایندھن کا ایک بڑا حصہ مہیا کرتا ہے جو ترقی پذیر دنیا میں استعمال ہوتا ہے۔ توانائی کے شعبہ میں قدرتی ایندھن کی جگہ بائیو ماس ایک ترجیحی ذریعہ بن سکتا ہے۔ پاکستان زرعی حیاتیاتی بائیو ماس، مثال کے طور پر گندم کے سوکھے ڈنٹھل، چاول کا بھوسہ، کپاس کی شاخیں، گنے کا پھوک، چھوٹی ہوئی مکئی اور دوسری متعدد فصلوں کی تلچھٹ، بڑے پیمانے پر میسر ہے۔ یہ فالتو چیزیں یا تو کھیتوں میں جلا دی جاتی ہیں یا دیہی علاقوں میں گھروں میں ایندھن کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔

ملک میں کل زرعی بائیو ماس کی مقدار تقریباً 80 ملین ٹن ہے۔ یہ ذخیرہ اتنا بڑا ہے کہ اس سے اتنی ہی توانائی حاصل کی جاسکتی ہے جتنی تیل کے پچیس ملین بیرل سے حاصل ہوسکتی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ہم ہر سال پیدا کی جانے والی توانائی میں سے 67 ایم ایم ٹی او ای توانائی استعمال کرتے ہیں جو ایندھن سے پیدا کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بائیو ماس کے ذریعے پاکستان کی توانائی کی ضرورتوں کا بڑا حصہ پورا کیا جاسکتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں دس لاکھ ٹن فضلہ روز مہیا ہوتا ہے۔ اس فضلہ میں گھروں میں پائے جانے والے پرندوں یعنی مرغیوں، بطخوں وغیرہ کی بیٹھیں اور پالتو جانوروں کا گوبر شامل نہیں ہے۔ 2006ء میں پالتو جانوروں کی جو اعداد شماری کی گئی، اس کے مطابق پاکستان میں ان کی تعداد تقریباً پانچ کروڑ ستر لاکھ ٹن ہے۔ درمیانی جسامت کا ایک جانور، مثال کے طور پر بھینس یا گائے وغیرہ دن میں تقریباً پندرہ کلوگرام گوبر دیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم روزانہ 854 ملین کلوگرام گوبر حاصل کرتے ہیں۔ اس میں سے ہم آدھا گوبر بھی جمع کرلیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم روزانہ 427 ملین کلوگرام تازہ گوبر حاصل کرسکتے ہیں۔

وی اولیا (veolia) کی تحقیق کے مطابق اطلاقی طور پر بائیو میتھائل کے کیمیائی عمل کے ذریعے سے 745 ملین معیاری کیوبک فٹ بائیو گیس حاصل کی جاسکتی ہے۔ اندازہ ہے کہ جانوروں کے گوبر سے سالانہ تقریباً 300 بلین کیوبک فٹ بائیو گیس حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر ہم سالانہ حاصل ہونے والے گائے کے گوبر اور دوسرے جانوروں کے فضلے کے آدھے حصے کو بائیو میتھین کیمیکلز حاصل کرنے کے لیے استعمال کریں تو اس سے ہم پاکستان کو توانائی کے بحران سے نکال سکتے ہیں۔ تاہم اس مقدار میں بائیو ماس کو دوسری جگہ لے جانے پر بھاری اخراجات ہوں گے اور اس مسئلہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

نباتات سے حاصل کی گئی توانائی (بائیو ماس)، مقامی فطری ذرائع کے اتصال یا مرکب کے طور پر کردار ادا کرسکتی ہے جس سے اعلیٰ درجے کے اس ایندھن کی پیداوار میں مدد ملتی ہے جو پودوں کے خلیوں کی اندرونی سطح کے نشاستہ دار اور غیر نشاستہ دار مادوں کی دوسری اور تیسری پیڑھی یا نسل کے کیمیاوی طریقوں کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے۔

الٹرنیٹو انرجی ڈویلپمنٹ بورڈ (اے ای ڈی بی) نے امریکہ کی نیشنل رینیوایبل انرجی لیبارٹریز (این آر ای ایل)، جرمنی کی جی آئی ٹی اور ڈنمارک کے ادارے ریسوئے (Risoe) نے عالمی شہرت یافتہ ماہرین کی مدد سے قابل تجدید توانائی کے متعدد امکانات کی شناخت کرلی ہے۔ انہیں یقین ہے کہ گنے کے پھوک سے کم از کم 1800 میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔

بائیو گیس کی پیداوار کے اضافی فوائد میں سے ایک اعلیٰ معیار کی کیمیاوی کھاد کی پیداوار ہے۔ بائیو میتھینیشن سے بھاری مقدار میں کیمیاوی کھاد تیار کی جاسکتی ہے جو زرعی اراضی کی پیداواری صلاحیت کو برقرار رکھنے کے لئے بے حد ضروری ہے۔ حالیہ برسوں میں کیمیائی کھادوں کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ حکومت کھاد امدادی قیمت پر مہیا کرتی ہے اس کے باوجود قیمت تکلیف دہ حد تک زیادہ ہے۔

پاکستان کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے جہاں یوریا اور دوسری کیمیاوی کھادیں بھاری مقدار میں استعمال کی جاتی ہیں۔ درحقیقت گزشتہ دس برسوں کے دوران کھادوں کے فی ایکڑ استعمال میں دوگنا اضافہ ہوا ہے لیکن پیداوار پہلے جتنی ہی ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ کسی حد تک اس کی پیداوار میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ کیمیائی مواد کا نہ ہونا، شورزدگی میں اضافہ، زمین کا ختم ہونا اور کیمیائی کھادوں کا زیادہ استعمال ہے۔ ضائع شدہ یا فالتو زرعی پیداوار کو بائیو گیس میں دوبارہ تبدیل کرکے کھاد کی شکل دینے سے کسانوں کو بے حد فائدہ ہوگا اس لئے کہ اس عمل سے کھاد کی قیمتوں میں کافی کمی آئے گی۔

ہمیں بائیو ماس کو بائیو گیس، بائیو فیولز اور بائیو فرٹیلائزر میں تبدیل کرنے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ لیکن توانائی والی فصلوں کی کاشت میں مسئلہ یہ ہے کہ پانی کو توانائی پیدا کرنے کے لئے پہلے ہی استعمال کرلیا جاتا ہے اور فصلوں کے لئے پانی کی کمی واقع ہوجاتی ہے۔ جس سے خوراک کی کمی کا مسئلہ شدت اختیار کرجاتا ہے۔ فوڈ سکیورٹی بمقابلہ توانائی والی فصلوں کے حوالے سے اس مسئلہ پر باریک بینی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

صورت حال کو برقرار رکھنا ایک بڑا مسئلہ ہے اس لئے کہ پاکستان میں ہونے والی بارشوں میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ رہتا ہے جس سے بائیو ماس کے حصول میں دشواری پیدا ہوجاتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ ہوجاتا ہے جس سے بائیو گیس اور توانائی کی پیداوار متاثر ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ جونہی کسی شئے کی ضرورت میں اضافہ ہوتا ہے اس کی قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں۔

نتیجتاً بائیو ماس بنانے والوں کو ہونے والی کسی بھی اضافی افزودگی کا حصہ بننا پڑتا ہے ورنہ بائیو گیس اور توانائی کی پیداوار طویل مدتی بنیاد پر ممکن نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسانوں کو بائیو فیولز اور بائیو کیمیکل کی صنعت کو قائم رکھنے اور اس کی پنپنے کی صلاحیت کو برقرار رکھنے میں ایک اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔

پاکستان کے پاس یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ بائیو ماس کے ذرائع سے بہت زیادہ فائدہ اٹھائے۔ تاہم اس صلاحیت سے تبھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جب ہم کاروباری اداروں کو ماضی کی فرسودہ روایات اور قانونی موشگافیوں سے نجات دلائیں گے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

عمرکوٹ کے مظاہرین کی داستانِ الم

آئی۔اے۔رحمٰن

چند روز قبل عمرکوٹ کی ہندو برادری کے کراچی کی جانب مارچ کی داستان عوام تک پہنچائے جانے کے قابل ہے۔ ضلع عمر کوٹ کے ہندو شہریوں کی ایک بڑی تعداد، جوان کے ترجمان کے مطابق پندرہ ہزار کے لگ بھگ تھی، نے انصاف، زندگی اور آزادی کے تحفظ اور بطور پاکستانی مساوی شہری حیثیت، جیسے حقوق حاصل کرنے کے لئے سندھ کے دارالحکومت کراچی تک کا سفر کیا۔ وہ صوبائی حکومت کے نمائندوں کو اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب ہوگئے کہ وہ ہندو برادری کی شکایات کے ازالہ کے لئے ایک معاہدے پر دستخط کردیں۔ مذکورہ واقعے سے ایک مرتبہ پھر یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ریاستی ادارے انتظامی مسائل پر قابو پانے کی اہلیت نہیں رکھتے اور ان کی عدم توجہی کے باعث معمول کے معاملات سنگین تر ہوجاتے ہیں۔ مظاہرین کے اشتعال کی وجہ پولیس کا وہ رویہ تھا جو اس نے عمرکوٹ کے دو ہندو تاجر بھائیوں کے قتل پر اختیار کیا تھا۔ لیکن ان کے مصائب تو کافی عرصے سے جمع ہو رہے تھے اور جن کا تعلق عمرکوٹ اور سندھ کے دیگر علاقوں میں غیر مسلم برادریوں پر ہونے والے مسلسل حملوں سے ہے۔ ان میں قتل، اغواء، جبری طور پر مذہب کی تبدیلی کے واقعات اور ان کی عبادت گاہوں پر حملے شامل ہیں، اُن کی تازہ ترین شکایت پولیس مقابلے میں دو افراد کے قتل سے متعلق ہے جنہیں مفرور قاتل قرار دے دیا گیا تھا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ''مشتبہ افراد'' کو زندہ گرفتار کرنے کی کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی بعد میں واقعہ کی چھان بین کی گئی۔

مارچ کے شرکاء کے مطالبات مندرجہ ذیل تھے:

اعلیٰ عدلیہ کے جج کی سربراہی میں ٹریبونل قائم کرکے دو تاجروں کے قتل کی عدالتی تحقیقات کروائی جائے اور تحقیقات کا طریق کار مقامی ہندو برادری کے مشورے سے طے کیا جائے۔

اغواء برائے تاوان اور دیگر شکایات کی جامع طور پر تحقیقات کرائی جائیں اور مقامی اہلکاروں (بالخصوص پولیس والوں) کی تعیناتی میں عمرکوٹ کے غیر مسلم شہریوں کی بھی رائے لی جائے جو وہاں اکثریت میں ہیں۔

مطالبات میں تھر کے انسانی فلاح وبہبود کے بحران بالخصوص خوراک، پینے کے پانی اور صحت کی سہولتوں تک رسائی کے فقدان اور ایک طویل عرصے تک جاری رہنے والی خشک سالی کے اسباب اور اثرات کی فوری تحقیقات شامل ہیں۔ حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ سپریم کورٹ کے جون 2014 کے فیصلے پر سختی سے عملدرآمد کرائے اور اس بارے میں تحقیقات کرائی جائے کہ سندھ کے اقلیتی امور کے ذمہ دار شعبوں نے غیر مسلموں، بالخصوص نچلی ذاتوں کے لوگوں کو کیوں نظرانداز کر رکھا ہے، اس مقصد کے لئے ایک تحقیقاتی ٹیم تشکیل دی جائے۔ کوئی بھی ذی فہم پاکستانی ان مطالبات کو کسی بھی طور ناجائز قرار نہیں دے گا۔ کسی بھی برادری یا گروہ کو کیوں مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی شکایات کے ازالے کے لئے لانگ مارچ کا راستہ اختیار کرے جبکہ ان شکایات کو معمول کے مطابق دور کیا جاسکتا ہے۔ مارچ کے شرکاء کے تین نمائندوں اور سول سوسائٹی کے دو سہولت کاروں پر مشتمل ایک کمیٹی نے حکام کے ساتھ مذاکرات کئے۔ حکومت کی طرف سے سندھ کے تین وزراء، کراچی کے کمشنر، ڈپٹی کمشنر ساؤتھ اور ڈی آئی جی پولیس اور کراچی ساؤتھ کے ایس ایس پی مذاکراتی ٹیم میں شامل تھے، اور مندرجہ ذیل معاہدے پر دستخط کئے۔

عمرکوٹ کے مارچ کے شرکاء کے مطالبات میں کوئی غیر معمولی بات نہیں لیکن انہیں جو پیش کش کی گئی ہے وہ کسی بھی ذمہ دار حکومت کے فرائض میں شامل ہے جن کی ضمانت اسے اپنے قانون کے پابند شہریوں کو دینی چاہئے۔

☆ حکام دو ہندو تاجروں کے قاتلوں کی جلد سے جلد شناخت اور گرفتاری کے لیے اپنی کوششیں تیز کریں گے۔

☆ مذاکراتی کمیٹی اور مقتولین کے اہل خانہ کو 4 دن کے اندر ڈی آئی جی ثناء اللہ عباسی کی رپورٹ سے آگاہ کیا جائے گا۔ اگر رپورٹ غیر تسلی بخش پائی گئی تو دوبارہ سے تحقیقات کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

☆ متاثرہ خاندانوں کو دو ہفتوں کے اندر اندر جانی نقصان کی تلافی کی جائے گی۔

☆ عمرکوٹ میں پولیس کی شہری رابطہ کمیٹی کی ایک شاخ کے فوری قیام کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

☆ مارچ کے شرکاء کے مطالبات پر عمل درآمد کے لئے ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔

☆ حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ مظاہرین کو ہراساں نہیں کیا جائے گا یا انہیں کسی قسم کی تعزیراتی کارروائی کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

عمرکوٹ کے مارچ کے شرکاء کے مطالبات میں کوئی غیر معمولی بات نہیں لیکن انہیں جو پیش کش کی گئی ہے وہ کسی بھی ذمہ دار حکومت کے فرائض میں شامل ہے جن کی ضمانت اسے اپنے قانون کے پابند شہریوں کو دینی چاہئے۔ عمرکوٹ کے یہ مظاہرین اپنے اس اقدام کے لیے تعریف کے مستحق ہیں حالانکہ حکومت کی طرف سے یہ اقدام اس وقت اٹھایا گیا جب ان کے صبر کا پیمانہ چھلکنے کو تھا۔ حکام نے بھی مصالحتی جذبے کے ذریعے اپنی ساکھ بحال کرنے کی کوشش کی ہے جو آج کل شاذ و نادر ہی نظر آتی ہے۔

عمرکوٹ کی ہندو برادری کی حالت زار کو اقلیتوں کے تحفظ کے گرتے ہوئے معیار کے تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔ احمدیوں اور شیعہ مسلک سے منسلک پیشہ ور ماہرین کی ہلاکتوں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے اور تضحیکِ مذہب کے واقعات پہلے سے کہیں زیادہ بھیانک شکل اختیار کرتے جارہے ہیں۔ عمومی طور پر پولیس کا رویہ غیر دوستانہ ہوتا ہے اور وہ متاثرین کو مناسب قانونی تحفظ فراہم کرنے پر متذبذب ہے۔ اقلیتوں کے خلاف جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو شاذ و نادر ہی گرفتار کیا جاتا ہے اور اگر انہیں پکڑ بھی لیا جائے تو متاثرین پر صلح کے لیے دباؤ ڈالا جاتا ہے۔

حال ہی میں کراچی میں انتہائی قابل احترام استاد کے قتل سے لوگوں کو عقیدے کی بناء پر سزا دینے کی منظم کوششوں کے ایک نئے مرحلے کی عکاسی ہوتی ہے۔ پروفیسر اوج کو ختم کرنے کے لیے ایک فتوے کا سہارا لیا گیا۔ مبینہ طور پر فتویٰ جاری کرنے والے مدرسے نے دستاویز کو جعلی قرار دے دیا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ سچ ہو کہ جعلی فتوے محض ان نتائج کے حصول کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں جو حقیقی فتووں سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو مذہب کی بے حرمتی سے متعلق قانون کا سہارا لے کر اپنے مخالفین کو ختم کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں انہیں اپنے وحشت ناک اعمال کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کسی حاکم کی طرف سے کسی حکم یا عدالتی فیصلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس قتل کو جائز ثابت کرنے کی نئی حکمت عملی کے طور پر اس واقعہ کو دیکھنا چاہئے۔ جو بات صورتحال کو انتہائی ناقابل برداشت بناتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے جن سے یہ ظاہر ہو کہ ریاست مذہبی انتہا پسندی کے متاثرین کا تحفظ کرنے کو تیار ہے۔ حکام اقلیتوں کے خلاف ہونے والی زیادتیوں پر سردمہری کا مظاہرہ کرتے ہیں جس سے ان کی بے حسی کا اظہار ہوتا ہے۔ عمرکوٹ کے مارچ کے شرکاء کی طرح تمام اقلیتی برادریوں نے سپریم کورٹ کے جون کے فیصلے کا خیر مقدم کیا اس لئے کہ اس فیصلے میں اقلیتوں کے تحفظ کے لئے ایک ڈھانچہ تشکیل دینے پر زور دیا گیا تھا۔ اس فیصلے پر عملدرآمد کے حوالے سے کسی قسم کے آثار کی عدم موجودگی اقلیتوں کے احساس مایوسی میں اضافے کا باعث بن رہی ہے۔ جب تک حکومت اقلیتوں کے حقوق کے احترام کو یقینی بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات کرنے کے عزم کا اظہار نہیں کرتی اس وقت تک بہتری کی امید نہیں کی جاسکتی۔

تتمہ: ڈاکٹر طاہر القادری کے پاس خیبر پختونخوا کی حکومت کا شکریہ ادا کرنے کا جواز موجود ہے جس نے صوبے بھر کی 19 یونیورسٹیوں اور اداروں کو اپنی لائبریریوں میں ان کی کتابیں رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ اس فیصلے کی وجوہات بیان نہیں کی گئیں۔ ظاہر ہے ان سوالوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کتابیں طلباء کے لیے کس قدر مفید ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ روزنامہ ڈان)

باجوڑ میں پولیوٹیم پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں پولیوٹیم پر سڑک کنارے ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں تین افراد زخمی ہو گئے۔ پولیوٹیم کی گاڑی کو باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند میں نشانہ بنایا گیا۔ دھماکے کے نتیجے میں لیویز کے دو اہلکاروں سمیت تین افراد زخمی ہوئے، جنہیں تحصیل خار کے ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا، جبکہ گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔ یاد رہے کہ گزشتہ روز کالعدم تحریک طالبان کی جانب سے باجوڑ ایجنسی میں پمفلٹس تقسیم کیے گئے تھے، جن میں انسدادِ پولیومہم میں حصہ لینے والے ورکرز کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی گئی تھیں۔

(نامہ نگار)

18 اکتوبر 2014: جیوانی میں ایچ آرسی پی نے ''بچوں، خواتین، اقلیتوں اور مزدوروں کے حقوق'' کے عنوان پر مشاورت کا اہتمام کیا

کراچی میں فائرنگ کے واقعات میں دو سیاسی کارکن ہلاک

کراچی کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے مختلف واقعات میں دو سیاسی کارکنوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ پولیس کے مطابق نارتھ ناظم آباد میں حیدری کے قریب نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کر کے اہلسنت والجماعت کے ایک کارکن مولانا مسعود کو ہلاک کر دیا۔ متوفی کی لاش کو ضیاء الدین ہسپتال لے جایا گیا جہاں مشتعل افراد نے احتجاج کرتے ہوئے سڑک کو بلاک کر دیا۔ اس سے آدھے گھنٹے قبل پیرآباد مسلم کالونی میں جمعت علمائے اسلام فضل گروپ کے ایک کارکن مولانا ساجدالدین کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس سے قبل گزشتہ روز بھی کراچی میں فائرنگ کے واقعات میں دو افراد ہلاک، جبکہ ایک خاتون زخمی ہوگئیں تھیں۔ ڈان نیوز کے مطابق شہر کے علاقے سچل گوٹھ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ایک شخص ہلاک اور ایک زخمی ہوگیا۔ اسی دوران حسن اسکوائر عیسیٰ نگری کے فائرنگ کی زد میں آ کر ایک بچی ہلاک ہوگئی۔ ادھر رینجرز نے مختلف علاقوں میں کارروائیاں کرتے ہوئے سات مشتبہ افراد کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ پیرکو رینجرز نے گلشنِ اقبال، پی ای سی ایچ اور گلستان کالونی میں کارروائی کی، جہاں سے سات افراد کو حراست میں لیا۔ ترجمان رینجرز کے مطابق گرفتار ملزمان میں کالعدم تنظیم کے کارندے بھی شامل ہیں۔ جن کے قبضے سے اسلحہ، خنجر اور ہتھکڑیاں برآمد ہوئی ہیں۔ اس سے قبل لیاری شاہ بیگ لین میں ایک مکان پر دستی بم حملے میں دو خواتین سمیت تین افراد زخمی ہو گئے۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

بم دھماکے نے 6 اور افراد کی جان لے لی

گلگت 2 اکتوبر کو پشاور کے علاقے بازید خیل کے قریب دھماکے میں 6 جان بحق ہونے والوں کو کرم ایجنسی کے مختلف علاقوں میں سپرد خاک کیا گیا جن میں ٹھیکدار رضا حسین کا تعلق کرم ایجنسی کے علاقے ملانہ، سید عابد حسین کا تعلق بوغرہ، نورحسن کا تعلق ٹانگئیجبکہ جمیل حسین ولد علی حسین، صدف علی ولد علی قمبر، امتیاز حسین ولد محمد وزیر کا تعلق کرم ایجنسی کے علاقے جالندھر سے تھا۔ دھماکے میں چار زخمیوں کا تعلق بھی کرم ایجنسی سے بتایا جاتا ہے جن میں امجد علی، اشتیاق3حسین، سید سرفراز علی شاہ، مدثر حسین اور ڈرائیور شاہد الرحمان شامل ہیں تاہم دھماکے میں تین جان بحق شدگان تاحال ناقابل شناخت ہیں۔ زخمی گاڑی کے ڈرائیور کے مطابق وہ پشاور سے پاراچنار آرہے تھے کہ ایک مسافر نے کوہاٹ روڈ پر انھیں بازید خیل کے قریب خواتین کو لینے کیلئے انھیں روکنے کو کہا ان کے گاڑی کے اترنے کے پانچ منٹ بعد ایک زوردار دھماکے کے بعد وہ بے ہوش ہوگئے۔ پولیس زرائع کا کہنا ہے کہ دھماکے میں پانچ کلو کا بارودی مواد استعال کیا گیا ہے جبکہ دھماکے کے بعد گاڑی میں سی این جی سلینڈر پھٹنے سے زیادہ نقصان ہوا۔ ساتھ میں جانے والی کئی گاڑیوں کو نقصان پہنچا جبکہ ایک راہ گیر بھی اس دھماکے میں جان بحق ہوگیا ہے۔ کرم اتجنسی کیمقامی زرائع کا کہنا ہے کہ یہ ایک ٹارگٹڈ حملہ تھا جس میں کرم ایجنسی کے قبائلیوں کو نشانہ بنایا گیا۔

(نامہ نگار)

ایک شخص کو قتل کر دیا گیا

گوجرہ 13 اکتوبر کو چک 93 ج بی میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔ حاجی شبیر احمد عرف بوٹا اپنی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر گاؤں سے اپنے ڈیرے کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں دو مسلح افراد نے اسے گن پوائنٹ پر روک لیا اور فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اطلاع ملنے پر صدر پولیس نے نعش قبضہ میں لے کر پوسٹ مارٹم کیلئے ہسپتال پہنچا دی اور تفتیش شروع کر دی۔

(اعجاز اقبال)

قوم پرست رہنما کی لاش برآمد

لاڑکانہ جیئے سندھ محاذ ضلع لاڑکانہ کے جنرل سیکرٹری 22 سالہ شکیل احمد کھونہار لاڑکانہ کی تحصیل ڈوگری کا رہائشی تھا۔ 6 اکتوبر کو صبح کے وقت پولیس اہلکاروں نے ان کے گاؤں پر دھاوا بولا، شکیل احمد کھونہارو کے گھر میں گھس کر گھر میں توڑ پھوڑ کی۔ مزاحمت کرنے پر ان کے باپ اور ایک خاتون کو زخمی کردیا۔ جسمم کے کارکن شکیل احمد کھونہارو اور خالد حمد چنو اور سردار احمد کو اٹھا کر ساتھ لے گئے۔ بعدازاں خالد حسین چنو اور سردار احمد کو چھوڑ دیا اور شکیل احمد کھونہارو کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جس کی رہائی کے لیے مختلف قوم پرست اور سماجی تنظیموں نے احتجاج کیا مگر 6 دن بعد کراچی کے علاقے سٹیل ٹاؤن، ملیر میں قائداعظم پبلک پارک کے سامنے مرکزی شاہراہ پر مسخ شدہ لاش بن قاسم پورٹ پولیس کو برآمد ہوئی جس کے جسم پر تشدد اور گولیوں کے نشان تھے۔ نعش کی پہچان شکیل احمد کھونہارو کے نام سے ہوئی۔ نعش کو جناح ہسپتال سے ضروری کارروائی کے بعد ورثاء کے حوالے کردیا گیا۔ جسمم کے کارکن کے قتل کے خلاف سندھ بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کیا گیا کہ قوم پرست کارکنان کے قتل کے خلاف ملزمان کی گرفتاری کے عمل میں ان کی مدد کی جائے۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کے خلاف مقدمہ درج نہیں کیا گیا تھا۔

(شاکر جمالی)

دنیا کے لاکھوں افراد کھانے سے محروم

---- 16 اکتوبر جسے دنیا بھر میں خوراک کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے تاہم پاکستان کا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں آبادی کا تقریباً نصف حصہ مختلف وجوہات کی بناء پر غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک و زراعت (ایف اے او) کے تحت منائے جانے والے دن کو اس مرتبہ 'خاندانی کاشتکاری' کا عنوان دیا گیا۔ ماہرین زراعت کے مطابق پاکستان میں خوراک کی کمی مسئلہ نہیں اور ایک زرعی ملک ہونے کی وجہ سے پاکستان میں وافر مقدار میں زرعی اجناس موجود ہیں جو برآمد بھی کی جاتی ہیں، ان ماہرین کے مطابق اصل مسئلہ لوگوں کا خوراک تک رسائی کا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

18 اکتوبر 2014: شیخوپورہ میں ایچ آر سی پی نے ''بچوں، خواتین، اقلیتوں اور مزدوروں کے حقوق'' کے عنوان پر مشاورت کا اہتمام کیا

امن کمیٹی کا رضا کار ہلاک

مہمند ایجنسی پاکستان کے قبائلی علاقے مہمند ایجنسی اور خیبر پختونخوا کے ضلع ہنگو میں 15 اکتوبر کو تشدد کے دو الگ الگ واقعات میں امن کمیٹی کا ایک رضا کار اور دو شدت پسند ہلاک ہو گئے ہیں۔ مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں گندارو کے مقام پر امن کمیٹی کی چوکی پر نامعلوم افراد نے حملہ کیا جس میں مقامی اہلکاروں کے مطابق امن کمیٹی کے ایک رضا کار خان گل ہلاک ہو گئے۔ مقامی لوگوں نے بتایا کہ علاقے میں امن کمیٹی اور سکیورٹی فورسز کی متعدد چوکیاں ہیں۔ امن کمیٹیوں کی یہ چوکیاں عام طور پر علاقے کے بڑے عمائدین کی رہائش گاہوں کے ساتھ واقع ہوتی ہیں جہاں ان رضا کاروں کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔

شمالی وزیرستان میں جاری فوجی آپریشن ضرب عضب کے بعد مہمند ایجنسی میں تشدد کا یہ چوبیسواں واقعہ بتایا جاتا ہے۔ ان واقعات میں امن کمیٹی کے رضا کاروں، انسداد پولیو ٹیم کے رضا کاروں اور دیگر سرکاری عہدیداروں پر حملے کیے گئے ہیں جبکہ ایسے واقعات بھی پیش آئے ہیں جن میں شدت پسندوں کی لاشیں ملی ہیں۔

پرتشدد واقعات

شمالی وزیرستان میں جاری فوجی آپریشن ضرب عضب کے بعد مہمند ایجنسی میں تشدد کا یہ 24 واں واقعہ بتایا جاتا ہے۔ ان واقعات میں امن کمیٹی کے رضا کاروں، انسداد پولیو ٹیم کے رضا کاروں اور دیگر سرکاری عہدیداروں پر حملے کیے گئے ہیں جبکہ ایسے واقعات بھی پیش آئے ہیں جن میں شدت پسندوں کی لاشیں ملی ہیں۔ ادھر خیبر پختونخوا کے ضلع ہنگو میں دوآبہ کے قریب سکیورٹی فورسز کے سرچ آپریشن کے دوران نامعلوم افراد نے اہلکاروں پر حملہ کیا ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ سکیورٹی فورسز کی جوابی کارروائی میں دو شدت پسند ہلاک ہوگئے۔

ان شدت پسندوں کا تعلق کالعدم تنظیم سے بتایا جاتا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ سکیورٹی اہلکار تورہ واڑی کے علاقے جدید باندہ میں سرچ آپریشن کر رہے تھے۔ یہ سرچ آپریشن اس خفیہ اطلاع پر کیا گیا تھا کہ اس علاقے میں کچھ شدت پسند روپوش ہیں۔ ایسی اطلاعات ہیں کہ ہلاک ہونے والے شدت پسندوں کے پاس خودکش جیکیٹیں، دستی بم اور دیگر اسلحہ بھی تھا جو فورسز نے اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ وزیرستان آپریشن کے بعد قبائلی علاقوں اور خیبر پختونخوا کے مختلف شہروں میں ہدف بنا کر ہلاک کرنے اور سکیورٹی اہلکاروں پر حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

عسکریت پسند تنظیموں کی لیاری پر یورش

کراچی لیاری کے رہائشیوں کا کہنا ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ یہاں گینگ وار کے عروج کے دوران مذہبی مدرسے اپنا راستہ بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔اب کئی مہینوں سے علاقے کے عمائدین نے اس علاقے میں جاری گینگ وار میں کچھ کمی لانے کی کوشش کی ہے۔تاہم حالیہ ہفتوں میں ایسی اطلاعات ملی ہیں، جن کے مطابق مذہبی مدرسے اور کالعدم تنظیمیں اس علاقے کے لوگوں کو بھرتی کررہی ہیں، جو یہاں کے رہائشیوں کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے، انہیں خطرہ ہے کہ یہاں کی پہلے سے پیچیدہ صورتحال ہاتھوں سے نکل سکتی ہے۔اس علاقے کے ایک سینئر کارکن اور نیشنل عوامی پارٹی کے سابق رکن لالہ فقیر محمد نے ڈان کو بتایا کہ اسلحے کی بھاری تعداد مسلسل لیاری میں آرہی ہے۔انہوں نے کہا''جس طرح کے ہتھیار گینگ وار کی لڑائی میں رات بھر استعمال کیے جاتے ہیں، ان کی آوازیں مقامی طور پر تیار کیے گئے ہتھیاروں سے یکسر مختلف ہوتی ہیں۔لیکن جب سے ہم متحرک ہوئے ہیں، ہم خاموش رہنے کو ترجیح دیتے ہیں، اس لیے کہ اس طرح ہماری زندگی بھی خطرے میں پڑسکتی ہے۔'' چار دن پہلے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کراچی کے دھوبی گھاٹ کے قریب ایک ٹرک کو روکا تھا۔اس ٹرک سے ہتھیاروں کی بڑی تعداد برآمد ہوئی تھی، جن میں سب مشین گنیں، اسنائپر رائفلز اور راکٹ لانچرز شامل تھے، ساتھ ہی چالیس کلو چرس بھی قانون نافذ کرنے والیاداروں کے اہلکاروں نے اپنے قبضے میں لے لی تھی، ٹرک کے ڈرائیور اور اس کے ہیلپر کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مزید تفتیش سے یہ انکشاف ہوا کہ اسلحے کی یہ کھیپ بلوچستان کے قلعہ سیف اللہ سے آرہی تھی اور اس کو لیاری پہنچایا جانا تھا۔کراچی پولیس کے سربراہ ایڈیشنل آئی جی غلام قادر تھیبو نے بتایا کہ ہتھیاروں کی اس کھیپ کو لیاری کے گینگسٹرز اور مدرسوں میں تقسیم کیا جانا تھا۔ یہ مدرسے اب لیاری میں نہایت کھل کر کام کررہے ہیں۔''لیکن بحیثیت ایک پولیس اہلکار کے ہمارے لیے ایک مدرسے پر چھاپہ مارنا بہت مشکل ہوجائے گا، اس لیے کہ انہیں لوگوں کی ہمدردی حاصل ہوتی ہے، اور اس کے نتیجے میں ایک بڑا ہنگامہ کھڑا ہوجائے گا۔''اس علاقے میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک رکن کا کہنا ہے کہ دریا آباد میں نیازی چوک، بغدادی میں شاہ بیگ لین اور نیا آباد ایسے معروف علاقے ہیں جہاں سے کالعدم عسکریت پسند تنظیمیں مثلاً تحریکِ طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی)، لشکرِ جھنگوی اور جماعت الدعو؟ پچھلے تین سالوں سے خاموشی کے ساتھ کام کررہی ہیں۔مذکورہ رکن نے مزید کہا''ان کے کاموں میں دیگر چیزوں کے ساتھ دکانداروں اور مقامی باشندوں سے صدقہ مانگنا، قربانی کے جانوروں کھالیں طلب کرنا اور اس علاقے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو بھرتی کرنا شامل ہیں۔''اپنی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے مذکورہ کارکن نے بتایا کہ دو سال قبل دو خواتین خودکش بمبار پشاور میں گرفتار ہوئی تھیں، اور مزید تفتیش سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ ان دونوں کا تعلق لیاری کے نیازی چوک سے تھا۔فقیر محمد نے کہا''یہ ایک پسماندہ علاقے کی جانی پہچانی بدقسمتی ہے۔تعلیم کی کمی اور بے روزگاری نے اس طرح کے راستے کھولے ہیں۔لیاری میں ایک ڈبل گیم کھیلا جارہا ہے۔اگر گینگسٹرز علاقے میں موجود ہیں تو مذہبی انتہاء پسند ایک متبادل قوت بننے جارہے ہیں۔''اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ تقریباً آٹھ سے دس گھروں کو خالی کرنے پر مجبور کرنا خطرے کی گھنٹی ہے، یہ اس تازہ ترین تشدد کی لہر کی جانب اشارہ ہے جو لیاری کے ریکسر لین، کلاکوٹ، چاکیواڑا، نیازی چوک اور کھڈا مارکیٹ کے علاقوں میں حالیہ دنوں میں جگہ لے رہی ہے۔ریکسر لین اور کلاکوٹ کے علاقوں میں جاری لڑائی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں اس وقت شدت آگئی ہے، جب سے امجد لاشاری کے لوگ شامل ہوئے ہیں، جو کالعدم امن کمیٹی (پی اے سی) کے ساتھ رسّہ کشی میں مشغول ہیں۔سابق یونین ناظم رؤف بلوچ کے ایک بھائی امجد لاشاری کو اس سال جون کے دوران پولیس نے ایک مبینہ پولیس مقابلے میں گولی ماردی تھی، جس کے بارے میں اس کے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ پی اے سی کے رہنما عذیر بلوچ کے قریبی لوگوں نے کروایا تھا۔اس سب کے درمیان قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار ہے، جسے یہاں کے رہائشی اور جنگجو گروپ شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جیسا کہ فقیر محمد کہتے ہیں''ایسا لگتا ہے کہ وہ کسی ایک یا دوسرے گروپ کا ساتھ دے رہے ہیں، جس سے ان کے لیے مدد حاصل کرنا مشکل ہوگیا ہے۔''ایڈیشنل آئی جی غلام قادر تھیبو کہتے ہیں کہ کراچی میں جاری آپریشن کے دوران پولیس اپنے جوانوں کو کھونے کے باوجود اپنا فرض ادا کررہی ہے۔لیاری میں کالعدم تنظیموں کی موجودگی کے بارے میں بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ''لیاری میں ان کا اثر ورسوخ ایسا نہیں ہے، جیسا کہ انہوں نے کراچی ویسٹ میں حاصل کرلیا ہے۔''لیکن اس علاقے کے رہنے والے ان کے اس بیان سے متفق نہیں ہیں۔جیسا کہ ایک کارکن نے بتایا''کالعدم مذہبی گروپس محض اس علاقے میں موجود ہی نہیں ہیں، بلکہ وہ اپنا اثر ورسوخ اور اپنی تعداد میں بھی اضافہ کررہے ہیں۔ یہ بس کچھ دنوں کی بات ہے وہ یہ یہاں کی تیسری قوت بن جائیں گے، آنے والے ہفتوں کے اندر اندر اس قوت کا یہاں کے لوگ سامنا کرنے پر مجبور ہوں گے۔''

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

مارٹر گولہ گرنے سے تین افراد ہلاک

خیبر ایجنسی 20 اکتوبر کو نامعلوم سمت سے داغے گئے مارٹر گولہ سے ایک ہی خاندان کے تین افراد جاں بحق ہوگئے۔تفصیلات کے مطابق تحصیل باڑہ کے علاقہ بچی نہر میں واقع گھر پر مارٹر گولہ گرنے سے پیر محمد، بلال عمر اور ایک خاتون جاں بحق ہوگئی۔ کچھ افراد زخمی بھی ہوئے جنہیں ہسپتال منتقل کردیا گیا۔ علاقے میں کرفیو کی وجہ سے بہت سے لوگ گھروں میں محصور ہوکر رہ گئے ہیں۔ اور انہیں خوراک اور دیگر روزمرہ کی اشیاء کی قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(نور حلیم آفریدی)

پنجابی آبادکار کا قتل

گوادر 16 ستمبر کو موٹر سائیکل پر سوار نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ایک شخص محمد صدیق کو فائرنگ کر کے قتل کردیا۔ مقتول بارہ سال سے گوادر میں رہائش پذیر تھا۔مقتول کے بھائی نے اسحاق اور خلیل بلوچ کو اپنے بھائی کے قتل کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور انہیں ایف آئی آر میں نامزد کیا ہے اور وجہ قتل کاروباری رقابت بتایا ہے۔پولیس نے دو ملزمان کو گرفتار کرلیا ہے لیکن ان دونوں نے بتایا کہ ایک عرصے سے وہ اس مارکیٹ میں کام کررہے تھے۔ہم پیشہ ہونے کی وجہ کبھی کبھار ان میں تلخ کلامی بھی ہوجاتی تھی۔مگر وہ کسی کے قتل کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

(علی بلوچ)

پولیوٹیم پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں پولیوٹیم پر سڑک کنارے ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں تین افراد زخمی ہوگئے۔نمائندہ ڈان ڈاٹ کام نے ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ پولیوٹیم کی گاڑی کو باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند میں نشانہ بنایا گیا۔دھماکے کے نتیجے میں لیویز کے دو اہلکاروں سمیت تین افراد زخمی ہوئے، جنہیں تحصیل خار کے ہسپتال میں منتقل کردیا گیا، جبکہ گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔یاد رہے کہ گذشتہ روز کالعدم تحریک طالبان کی جانب سے باجوڑ ایجنسی میں پمفلٹس تقسیم کیے گئے تھے، جن میں انسدادِ پولیو مہم میں حصہ لینے والے ورکرز کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی گئی تھیں۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

جنوبی ایشیاء میں انسانی ترقی کی وحشت ناک صورتحال

ناصر جمال

''باوجود اس کے کہ بھارت جنوبی ایشیاء کا حصہ ہے، علاقے میں انسانی ترقی کے اعشاریے بھیانک اور اداس کردینے والی صورت حال ظاہر کرتے ہیں''۔ یہ بات محبوب الحق ہیومن ڈویلپمنٹ سنٹر کی صدر خدیجہ حق نے پچھلے دنوں میں لاہور میں بتائی۔ خدیجہ حق نے کہا کہ ''تعلیم کا شعبہ ہو یا صحت کا، خواتین کے اختیارات کا معاملہ ہو یا صحت وصفائی کا، سری لنکا کے سوا جنوبی ایشیاء کے باقی تمام ممالک مشرقی ایشیائی ممالک کے مقابلے میں اداس کردینے والی تصویر پیش کرتے ہیں۔ اور اس کا واضح اظہار اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے انسانی ترقی کے اعشاریوں سے ہوتا ہے''۔

سری لنکا کو چھوڑ کر جنوبی ایشیائی ممالک کی مجموعی معیشت بھی یو این ڈی پی کی انسانی ترقی کی فہرست میں کافی نیچے ہے۔ سری لنکا جنوبی ایشیاء کا واحد ملک ہے جو انسانی ترقی کی کیٹیگری کے کہیں وسط میں نظر آتا ہے۔

گزشتہ چودہ برسوں کے دوران انسانی ترقی کے اعشاریہ میں پاکستان 11 درجے مزید نیچے آیا ہے اور اس وقت وہ 146ویں نمبر پر ہے۔ بھارت سات درجے نیچے گر کر 135ویں اور نیپال ایک درجہ نیچے گر کر 145ویں درجے پر آ گئے ہیں۔ بھوٹان کی حیثیت میں بہتری آئی ہے اور دس درجے ترقی کر کے 136ویں درجے پر آ گیا ہے جبکہ بنگلہ دیش بھی دو درجے ترقی کر کے 142ویں درجے پر آ گیا ہے۔ جنوبی ایشیاء دنیا کا وہ خطہ ہے جو مطلق طور پر مربوط نہیں ہے۔

خدیجہ حق کا کہنا تھا کہ جنوبی ایشیاء کی پسماندگی اور انسانی ترقی کے وحشت ناک ریکارڈ کی بنیاد خراب، غیر متوازن معاشی پالیسیاں ہیں جو ماضی میں علاقے کی حکومتوں نے اختیار کیں۔ یہ پالیسیاں حکومتوں کے غریب دشمن تعصب کا نتیجہ تھیں جس کے سبب چھوٹی اقوام کے علاقوں اور آبادی کی بڑھوتری میں عدم توازن پیدا ہوا۔

ان میں سے چند ممالک، مثال کے طور پر پاکستان اور بھارت، کے درمیان طویل عرصے سے لٹکے ہوئے سیاسی اور علاقائی تنازعات نے صورتحال کو بے حد کشیدہ بنا دیا ہے جس کے باعث علاقے میں حالات مزید پیچیدہ ہو چکے ہیں۔

''یہ جاننے کے لئے کہ اس علاقے میں بامعنی ترقی نہ ہونے کے اسباب کیا تھے، ہمیں علاقے کی سیاسی معیشت کی طرف لوٹنا ہوگا۔ جب تک جنوبی ایشیاء کی اقوام اپنی پالیسیوں اور ترجیحات کو دوبارہ سے ترتیب نہیں دیں گی اور اپنے ماضی کو بھول کر رواداری کے احساس کے ساتھ تنازعات کو طے نہیں کریں گی تب تک یہ علاقہ اقتصادی طور پر نہ تو خوشحال ہو سکتا ہے اور نہ ہی ترقی کر سکتا ہے جس کے سبب انسانی ترقی کے اعشاریے میں کوئی مثبت تبدیلی ممکن ہو سکتی ہے''۔ انہوں نے

خدیجہ حق سمجھتی ہیں کہ فوج کے لئے کشمیر سونے کی بطخ ہے جو انہیں قومی مسائل میں بہت بڑا حصہ لینے اور سول حکومت کی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے میں مدد دیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''کسی سول حکومت یا وزیر اعظم نے کشمیر پالیسی میں تبدیلی لانے کی جرات نہیں کی یہاں تک کہ ایک نقطہ تک تبدیل نہیں کیا گیا۔ اگر ملک نے جنوبی ایشیاء کے ساتھ ترقی کرنی ہے تو سیاستدانوں کو جرات دکھانی ہوگی''۔

''ڈان'' کے ساتھ اپنے انٹرویو میں کہا۔

خدیجہ حق نے مزید کہا کہ پاکستان اور بھارت نے ترقی کے جو نمونے یا اصول اختیار کئے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب تک آپ بہتر اقتصادی پالیسیاں اختیار نہیں کرتے اور جب تک غربت کے خاتمے کے لئے وسائل (دولت) کی مساوی تقسیم نہیں کرتے اور جب تک ترقی کے عمل میں ہر کسی کو شریک نہیں کرتے، تب تک آپ انسانی ترقی کے اعشاریوں کو بہتر نہیں بنا سکتے''۔

تاہم خدیجہ حق کا کہنا تھا کہ علاقائی حکومتیں اب اپنی پالیسیوں میں تبدیلی لا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر بھارت نے بہتر پالیسی اختیار کی ہے جس کے باعث باہر کے ممالک میں مقیم بھارتی اپنی دولت کے ساتھ بھارت واپس لوٹ رہے ہیں جس سے اس کی معیشت میں بہتری آئی ہے اور اس کی پیداواری رفتار میں تیزی آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''بھارتی لوگ ایسی پالیسیاں اختیار کر کے ایک مساویانہ اور متوازن نمو یا افزائش کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں غریب مخالف تعصب رکاوٹ نہیں بنتا۔ اس کے علاوہ وہ انسانی ترقی کے حوالے سے بہتری کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہ رات کی رات میں معیشت کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ تاہم انہوں نے اس سمت میں قدم بڑھا دیا ہے اور انہیں ان کی متعین کردہ منزل تک پہنچنے میں کچھ وقت لگے گا''۔

خدیجہ حق کا خیال ہے کہ آج سے دس سال بعد معاشی طور پر بھارت بہت بہتر ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ''بھارت کی معیشت مرتعش اور تیزی کے ساتھ بہتری کی طرف رواں ہوگی جس سے ان کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ اگرچہ یہ روشن بھارت تو نہیں ہوگا، تاہم وہ ہم سے کہیں آگے ہوگا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان کے سوا جنوبی ایشیاء کا ہر ملک آگے کی طرف ہی بڑھ رہا ہے۔ پاکستان کے (معاشی) مستقبل کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ شاید ہم تب بھی پھسڈی یا پسماندہ ہی ہوں گے''۔

خدیجہ حق کا خیال ہے کہ ناقص طرزِ حکومت کا شکار پاکستان، علاقائی ممالک خصوصاً بھارت میں ہونے والی معاشی ترقی سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ ''بھارت میں ہونے والی معاشی ترقی کے عمل سے پاکستان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ نئی دہلی کے ساتھ کاروباری اور تجارتی تعلقات کو بہتر بنائے''۔

ان کے خیال میں کشمیر کا بے قابو یا مشکل سے قابو میں آنے والا تنازعہ ہماری معیشت کے فروغ کی راہ میں رکاوٹ بنا رہے گا اور ہماری حکومت کو بھارت کے ساتھ تعاون نہیں کرنے دے گا۔ انہوں نے کہا کہ ''سیاست''، خصوصاً تنازعہ کشمیر، سارک ممالک کے درمیان تعاون کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ پاکستان کے سوا تمام سارک ممالک آگے بڑھے ہیں اور انہوں نے بھارت کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنایا ہے۔ علاقائی تعاون کو تنازعہ کشمیر کا یرغمال بنائے رکھنے پر سارک ممالک ناخوش ہیں''۔

خدیجہ حق سمجھتی ہیں کہ فوج کے لئے کشمیر سونے کی بطخ ہے جو انہیں قومی مسائل میں بہت بڑا حصہ لینے اور سول حکومت کی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے میں مدد دیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''کسی سول حکومت یا وزیر اعظم نے کشمیر پالیسی میں تبدیلی لانے کی جرات نہیں کی یہاں تک کہ ایک نقطہ تک تبدیل نہیں کیا گیا۔ اگر ملک نے جنوبی ایشیاء کے ساتھ ترقی کرنی ہے تو سیاستدانوں کو جرات دکھانی ہوگی''۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

ہزارہ: قصور اُن کے چہروں کا ہے

محمد حنیف

کوئٹہ کے سب سے سینئر پولیس افسر نے اس ماہ کے اوائل میں کہا، ''آپ جانتے ہیں کہ ہزارہ ہمارے لاڈلے بچے ہیں۔ ہم ان کے تحفظ کے لیے سب کچھ کریں گے''۔ وہ آف دی ریکارڈ بریفنگ دے رہے تھے اور کوئٹہ میں ہزارہ کمیونٹی بالخصوص ہزارہ ٹاؤن کے اردگرد سکیورٹی چوکیوں کے بارے میں بعض تفصیلات فراہم کررہے تھے۔ اور ان کی نقل وحرکت کی کیا حالت ہے؟ طالب علموں، تاجروں اور دفاتر میں کام کرنے والوں کی نقل وحرکت؟ پولیس افسر کے مطابق یونیورسٹی جانے والے طالب علموں کے ساتھ پولیس کا قافلہ ہوتا ہے۔ خوراک کی فراہمی کے مسائل زیر بحث لائے گئے۔ اس نے فاتحانہ انداز میں کہا ''حتی کہ سبزی فروشوں کے ہمراہ بھی پولیس کا دستہ ہوتا ہے۔ تب امن عامہ کے سچے دانشور کی طرح اس نے وضاحت کی: ''کیا آپ کو ہزارہ برادری کے بنیادی مسئلے کا علم ہے؟ وہ مختلف دکھائی دیتے ہیں؛ اپنے خدوخال کے باعث، وہ باآسانی پہچانے جاتے ہیں''۔

بروز جمعرات، جب ان میں سے مختلف خدوخال رکھنے والے آٹھ 'بچوں' کو پھل اور سبزی خریدنے کے دوران فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا تو کوئٹہ کی پولیس نے خود کو بری الذمہ ٹھہرانے میں نہایت سرعت کا مظاہرہ کیا۔ ''ہم نے انہیں سکیورٹی کی پیشکش کی تھی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا''۔ متاثرین کو موردِ الزام ٹھہرانا ملک کا قدیم ترین شیوہ ہے مگر یہاں قانون نافذ کرنے والے یہ کہنا چاہتے تھے کہ اگر ہزارہ لوگ شہید ہونے کے اتنے زیادہ متمنی ہیں تو انہیں کون روک سکتا ہے؟

ہزارہ قومی جرگے کے سربراہ اور ہزارہ برادری کی متعدد بار ہونے والی غارت گری میں زندہ بچ جانے والے حاجی عبدالقیوم چنگیزی کا اب بھی خیال ہے کہ اس سلسلے کو روکا جاسکتا ہے۔ اس ماہ کے اوائل میں، اپنے ہزارہ ٹاؤن دفتر میں وہ اپنے دیگر زندہ بچ جانے والے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے۔ ایک آدمی اپنے پورے کنبے سے محروم ہوچکا ہے۔ ''ہاں سب مارے جاچکے ہیں''، آدمی نے اپنا سر ہلایا اور مزید کچھ بتانے سے انکار کردیا۔ وہاں ایک ٹرانسپورٹر بھی موجود تھا جس کا تمام کاروبار ختم ہوچکا تھا۔ ایک آٹھ سالہ بچہ جس کے چہرے پر نشان تھا جس نے مستونگ بس پر حملے میں اپنی ماں کو کھودیا تھا۔ ''میں بس کے اگلے حصے میں بیٹھا اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا، میری ماں پچھلے حصے میں بیٹھی تھی''، اسے اس سے زیادہ کچھ بھی یاد نہ تھا۔ ہزارہ ٹاؤن میں گھر کمسن بچوں سے بھرے پڑے تھے جو یونیورسٹی نہیں جاسکتے تھے اور ان کے والدین اپنی جائے ملازمت پر نہیں جاسکتے تھے۔ غیر پیشہ ورانہ دکھائی دینے والے گلیوں کے کونوں میں بیٹھ کر ڈی آئی وائی سکیورٹی کا بندوبست سنبھالے ہوئے تھے

حاجی چنگیزی نے کوئٹہ سے اردو زبان میں شائع ہونے والے کئی روزنامہ اخبارات کا ذکر کیا اور شہ سرخیوں کی طرف اشارہ کیا جن کی اس نے پہلے بھی نشاندہی کی تھی جو کہ شاعرانہ انداز سے ہزارہ شیعوں کے قتل پر اکساتی ہیں۔ ''جب بھی یہ شہ سرخیاں اخبارات کی زینت بنتی ہیں تو نتیجتاً ہماری کمیونٹی پر حملہ ہوتا ہے۔ کیا کوئی فرد ان شہ سرخیوں کو شائع ہونے سے روک سکتا ہے؟ اسی دفتر میں ایک نوجوان نے کالعدم فرقہ وارانہ تنظیم کے فیس بک کے صفحے کو کھولا اور حالیہ دنوں میں کوئٹہ اسٹیڈیم میں منعقد ہونے والی ریلی میں لائے جانے والا ایک کلپ چلایا جس میں گلوکار تمام شیعوں کو کافر قرار دے رہا ہے جبکہ مقررین وہی کلام قتل پر اکسانے والی نثر کی صورت میں پڑھ رہے تھے۔ ٹرانسپورٹر لیاقت علی ہزارہ نے کہا کہ اس نے اپنا کاروبار شروع کرنے کے لیے فوجی حکام سے رابطہ کیا تھا۔ ''ہمیں لکھ کر دو کہ اگر تمہاری کسی بس پر حملہ ہوا تو تم احتجاج نہیں کروگے اور اپنے کفن لے کر سڑکوں پر نہیں بیٹھوگے''۔

ایک آدمی اپنے پورے کنبے سے محروم ہوچکا ہے۔ ''ہاں سب مارے جاچکے ہیں''، آدمی نے اپنا سر ہلایا اور مزید کچھ بتانے سے انکار کردیا۔ وہاں ایک ٹرانسپورٹر بھی موجود تھا جس کا تمام کاروبار ختم ہوچکا تھا۔

وہ اب بھی اس پیشکش پر غور کررہا ہے۔ ''بعض ڈرائیورز ایسے ہیں جو میری بسیں چلانے پر آمادہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر وہ گھروں میں بیٹھے مرجائیں گے تو کام کرتے ہوئے بھی مرسکتے ہیں۔ مزید یہ کہ اگر آپ ایک چلتی بس میں موجود ہیں تو شاید آپ کے پاس زندہ بچنے کا زیادہ موقع ہوتا ہے۔ ایک نوجوان نے شکایت کی کہ غیر ہزارہ ڈرائیور ہزارہ مسافروں کو بٹھانے سے انکار کردیتے ہیں۔ ''ان کا خیال ہے کہ ہم سکیورٹی خطرہ ہے۔ بعض اوقات وہ ہم سے زائد کرایہ وصول کرتے ہیں''۔

جب بلوچستان حکومت کے عہدیدار کہتے ہیں کہ سکیورٹی انتہائی سخت ہے تو وہ مبالغہ آرائی نہیں کررہے ہوتے۔ ہزارہ ٹاؤن کی طرف جانے والی سڑک پر ایف سی کی ایک نہیں بلکہ دو چیک پوسٹیں ہیں جن پر جوان اور افسران چوکنا رہتے ہیں اور ایک ہی سوال تین مرتبہ کرتے ہیں۔ اس طرح کی نگرانی میدان جنگ کے علاوہ کہیں دیکھنے کو نہیں ملتی۔ ہزارہ ٹاؤن کے دیگر داخلی راستوں کو مضبوط دیواریں تعمیر کرکے بند کردیا گیا ہے۔ اسے اب بھی ہزارہ ٹاؤن کہا جاسکتا ہے مگر یہ ایک حراستی مرکز کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

''انہوں نے ہمیں محفوظ کرنے کا اچھا طریقہ ڈھونڈھ لیا ہے''، حاجی چنگیزی نے کہا۔ ''انہوں نے ہمیں اپنے گھروں میں قیدی بنادیا ہے۔ اگر میں اپنے ہمسایہ میں واقع دکان میں جانا چاہوں تو نہیں جاسکوں گا کیونکہ اب راستے پر بہت بڑی دیوار تعمیر ہوگئی ہے۔ چند دن قبل میں نے چیک پوسٹ کے پاس سے گزرنے کی کوشش کی اور انہوں نے اپنی بندوقوں کا رخ میری طرف کردیا۔ آپ اپنے مسلح محافظوں کے بغیر نقل وحرکت نہیں کرسکتے۔ دس قدم بھی نہیں چل سکتے''۔

تاہم حراستی مراکز میں بھی پھلوں اور سبزیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ کوئٹہ کے متعدد بیوروکریٹ حقیقی طور پر فکرمند دکھائی دیتے ہیں، بعض اوقات ہزارہ برادری پر بہیمانہ حملوں پر پریشان بھی ہوتے ہیں مگر بیک وقت وہ ان کے قاتلوں کی اگر حمایت نہیں تو انہیں برداشت کرتے ضرور دکھائی دیتے ہیں۔ ایک پولیس افسر نے کہا کہ جب وہ پنجاب میں تعینات تھا وہ ان لوگوں سے دلائل کے ساتھ بحث کرتا تھا مگر یہاں وہ بات تک نہیں سنتے۔ اس کا اشارہ ان لوگوں کی طرف تھا جو کوئٹہ میں بڑی ریلیاں نکالتے ہیں اور شیعہ کے قتل اور ہزارہ کی نسل کشی سے متعلقہ جذباتی شاعری کرتے ہیں۔

کوئٹہ میں افسران افسردہ لہجے میں ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ہزارہ برادری کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہ باآسانی پہچانے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ مسئلہ ان کے عقیدے سے نہیں بلکہ ان کی شباہت سے تعلق رکھتا ہو۔ جس طرح کہ اگر وہ دیگر افراد کی طرح دکھائی دیں تو ان کے قاتل انہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔ ہزارہ برادری کے قاتل اس قتل وغارت کی وجوہات کے بارے میں بہت واضح موقف رکھتے ہیں۔ ہزارہ لوگوں کے تحفظ پر مامور افراد ابھی تک ان کے قاتلوں کا نام لینے سے گریزاں ہیں، مزاحمت کرنا تو دور کی بات ہے۔ جمعرات کے غارت گری کے واقعے کے بعد ان افسران کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ''ہزارہ برادری کا حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ وہ خود اپنے پھل اور سبزیاں خریدنے کے لیے باہر جانا چاہتے ہیں''۔

گلگت بلتستان......مرکزِ توجہ

1986ء میں اپنے قیام کے وقت سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے گلگت بلتستان کی قانونی حیثیت کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اس کے علاوہ اس علاقے کے لوگوں کے حقوق اور ان کی سیاسی نمائندگی سے متعلق مسائل کو ہمیشہ انتہائی اہمیت دی ہے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے 1988ء میں حقائق جاننے کے لئے ایک مشن شمالی علاقہ جات میں بھیجا۔ یاد رہے کہ اس وقت گلگت بلتستان، شمالی علاقہ جات کے نام سے ہی پہچانا جاتا تھا۔ کمشن نے متشدد فرقہ وارانہ تصادمات کے بارے میں جاننے کے لئے اپنا مشن بھیجا تھا۔ ایچ آر سی پی نے 1993ء میں ایک اور ٹیم کو زیادہ وسیع اختیارات کے ساتھ شمالی علاقہ جات میں بھیجا۔ اس کا مقصد قانون سازی، عدلیہ، قانونی نظام کے اداروں کے قیام، فرقہ وارانہ تشدد کی وجوہات اور مسائل کو حل کرنے کی تجاویز سے متعلق جاننا تھا۔ 1997ء میں ایچ آر سی پی نے ایک اور تحقیقاتی ٹیم شمالی علاقہ جات میں بھیجی جس کا مقصد لیگل فریم ورک آرڈر مجریہ 1994ء کے متعارف ہونے کے بعد کی جانے والی اصلاحات کے ذریعے آنے والی تبدیلیوں کے اثرات کو جانچنا تھا۔ 2005ء میں ایچ آر سی پی کے ایک تحقیقاتی مشن نے شمالی علاقہ جات کا دورہ کیا جس کا مقصد علاقے کی آئینی حیثیت اور عوامی حقوق پر اس کے اثرات، فرقہ واریت کی صورتحال اور انتظامی معاملات کے بارے میں جاننا تھا۔ اس کے علاوہ ان مسائل کے بارے میں معاشرے کے مختلف طبقات کی آراء حاصل کرنا بھی اس مشن کا مقصد تھا۔ گلگت بلتستان کے اختیارات اور سیلف گورنمنٹ آرڈر مجریہ 2009ء کے نفاذ کے بعد ایچ آر سی پی نے اس علاقے میں ایک مشن نئے انتظام (2) کے تحت نومبر 2009ء میں ہونے والے انتخابات کا مشاہدہ کرنے کے لئے بھیجا۔ 2009ء میں ایچ آر سی پی نے گلگت میں علاقے کے لئے ٹاسک فورس کا مستقل دفتر قائم کیا اور گلگت بلتستان کے ساتوں اضلاع میں نمائندگان کو ملازم رکھا اور انہیں تربیت دی تاکہ انسانی حقوق کے مسائل پر نظر رکھی جاسکے۔

2013ء کا حقائق جاننے والا مشن

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا 2013ء کے لئے اہم حقائق جاننے والا دو مشنوں میں سے ایک مشن کی ذمہ داری گلگت بلتستان کا دورہ تھا جس کا مقصد 2009ء کے آرڈر کے تحت متعارف کروائے جانے والے نظام پر عملدرآمد اور اس کے اثرات کے حوالے سے معلومات حاصل کرنا تھا تاکہ اہم انسانی حقوق کے بارے میں دستاویز تیار کی جاسکے۔ اس کے علاوہ مشن کا مقصد یہ بھی تھا کہ آبادی کے مختلف طبقوں کے خیالات اور ان کی تشویش کو بھی ریکارڈ پر لایا جائے اور ان اقدامات کے بارے میں بھی جانا جاسکے کہ جو عوام کے حالات کو بہتر بنانے میں معاون ہوسکتے ہیں۔

> پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا **2013**ء کے لئے اہم حقائق جاننے والا دو مشنوں میں سے ایک مشن کی ذمہ داری گلگت بلتستان کا دورہ تھا جس کا مقصد **2009**ء کے آرڈر کے تحت متعارف کروائے جانے والے نظام پر عملدرآمد اور اس کے اثرات کے حوالے سے معلومات حاصل کرنا تھا تاکہ اہم انسانی حقوق کے بارے میں دستاویز تیار کی جاسکے۔

مشن نے حکومت کی کارکردگی کے بارے میں جاننے اور وفاقی پارلیمنٹ میں گلگت بلتستان کی نمائندگی نہ ہونے کے اثرات اور صورتحال کو بہتر بنانے کے اقدامات پر لوگوں کے خیالات جاننے کے لئے یہ دورہ کرنا تھا۔ مشن نے یہ جاننے کوشش بھی کرنی تھی کہ نئے قانون کے تحت 2009ء کے انتخابات کے حوالے سے لوگوں کا تجربہ کیسا رہا اور جب 2014ء میں قانون ساز اسمبلی نے اپنی پانچ سالہ مدت پوری کی تو اس وقت لوگوں کے کیا احساسات تھے۔ قدرتی آفات اور حال ہی میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کے اثرات کو جانچنا بھی اسی مشن کی ذمہ داری تھی۔ اس کے علاوہ دہشت گردی کے عام لوگوں کی زندگیوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے اور لوگوں نے اس کیخلاف کس قسم کا اور کس طرح ردعمل کا اظہار کیا، یہ جاننا بھی مشن کی ذمہ داری تھی۔

حقائق جاننے والا وفد

حقائق جاننے والے کمشن کے ارکان میں کمشن کی مجلسِ عاملہ کے ارکان غازی صلاح الدین اور رولینڈ ڈی سوزا شامل تھے۔ ایچ آر سی پی کے سیکرٹریٹ کی طرف سے حسین نقی اور نجم الدین وفد کے ساتھ تھے۔ ایچ آر سی پی ٹاسک فورس آفس کے کوآرڈینیٹر اسرارالدین اور گلگت بلتستان کے ساتوں اضلاع کے لئے ایچ آر سی پی کے نمائندوں اور رضا کاروں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ساتھ وفد کی ملاقاتیں کرانے میں تعاون کیا اور علاقے کے اہم مسائل کو سمجھنے میں وفد کی بھرپور مدد کی۔

ایچ آر سی پی ان تمام افراد اور تنظیموں کی بے حد شکرگزار ہے جنہوں نے مشن کے ارکان کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے وقت نکالا اور ان دوستوں اور کونسل کے ارکان کی کارکردگی پر انہیں سراہتا ہے۔ کونسل کے ارکان نے وفد کے ارکان کا شکریہ ادا کیا کہ وہ مصروفیات کے باوجود علاقے میں آئے۔ انہوں نے خاص طور پر غازی اصلاح الدین کا شکریہ ادا کیا کہ جو بیماری کے باوجود علاقے میں آئے۔

26 اکتوبر 2013ء کو حقائق جاننے والی ٹیم سکردو پہنچی اور علاقے کے متعدد مقامات کا سفر کرنے کے بعد 30 اکتوبر 2013ء کو گلگت سے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوئی۔ ایچ آر سی پی اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ ان گنت مسائل کو جاننے کے لئے پانچ دن کا دورہ کافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ علاقہ مختلف النوع مسائل سے دوچار ہے۔ تاہم اس دورے کے دوران سنجیدگی کے ساتھ کوشش کی گئی کہ لوگوں کے نکتہ نظر کو سنا جائے، انہیں درپیش چیلنجوں کو جانا جائے اور ان چیلنجوں پر قابو پانے کے لئے راہیں تلاش کی جائیں۔

1۔ ایچ آر سی پی کی رپورٹ جس نے **1993**ء میں شمالی علاقہ جات کا دورہ کیا۔

2۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات: ''خودمختاری کے لئے شدید خواہش''۔ ایچ آر سی پی کی **2005**ء کی رپورٹ۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق۔

3۔ گلگت بلتستان انتخابات **2009**ء: ایچ آر سی پی کے آبزرووں کے مشن **2010**ء کی رپورٹ

ایچ آر سی پی کا مشن 23 اکتوبر کو سکردو پہنچا جہاں اس نے صحافیوں، حقوق نسواں کے لئے سرگرم خواتین، شیعہ علماء اور فرقہ وارانہ تشدد کے شکار افراد کے اہل خانہ، پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (نواز)، قوم پرستوں، تنظیم اہل سنت بلتستان، تنظیم اہلحدیث بلتستان، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی سکردو کیمپس کے طلبہ، ٹرانسپورٹروں، آل پاکستان جمز اور منرلز ایسوسی ایشن بلتستان اور سکردو کے ایس ایس پی سمیت پولیس افسروں نے کمشن کے وفد سے ملاقات کی۔ بعد میں مشن کے ارکان گلگت روانہ ہو گئے جہاں ایک رات قیام کے بعد وہ اپر ہنزہ کی وادی گوجال میں عطا آباد گئے جہاں جنوری 2010ء میں پہاڑ کے تودوں نے دریائے ہنزہ کے بہاؤ کو روک دیا تھا جس کے باعث ہزاروں افراد بے گھر ہوئے اور متعدد دیہات پانی میں ڈوب کر صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ مشن کے ارکان بے گھر ہونے والے افراد کے کیمپوں میں گئے اور ان کے بارے میں بہت سے حقائق اکٹھے کئے۔ بعد میں مشن کے ارکان موضع گلمِت گئے۔

گلگت میں مشن نے گلگت بلتستان کے گورنر پیر سید کرم علی شاہ اور گلگت بلتستان کی انتظامیہ کے متعدد ارکان جن میں چیف سیکرٹری محمد یونس ڈھاگا اور سیکرٹری ڈاکٹر عطاالرحمان سے بھی ملاقاتیں کیں۔ تاہم مشن وزیر اعلیٰ سید مہدی شاہ سے ملاقات نہ کر سکا اس لئے کہ وہ اس وقت ملک سے باہر تھے۔

گلگت میں حقائق جاننے والے مشن نے خواتین کے حقوق کی سرگرم ارکان، سیاسی جماعتوں جن میں متحدہ قومی محاذ، پاکستان پیپلز پارٹی، قوم پرست اور ترقی پسند سیاسی جماعتیں شامل ہیں، سے ملاقاتیں کیں۔ اس کے علاوہ سپریم اپیلٹ کورٹ بار ایسوسی ایشن گلگت بلتستان، تنظیم اہل سنت والجماعت گلگت بلتستان اور کوہستان کے کمزور بینائی والے افراد کی بحالی کی ایسوسی ایشن کے ارکان سے بھی مشن کے ارکان نے ملاقاتیں کیں۔ اس کے علاوہ مشن نے شاعروں، ادیبوں، مساجد بورڈ وحدت المسلمین کے ارکان، پاکستان ریڈ کریسنٹ سوسائٹی گلگت بلتستان کے چیئرمین سے بھی ملاقاتیں کیں۔ توانائی کے حوالے سے منصوبے سے متعلق لوگوں کی تنظیم سٹیئرنز وائس کے ارکان سے بھی مشن نے ملاقاتیں کیں۔ مشن کو سول سیکرٹریٹ گلگت کے ایڈہاک ملازمین کی تشویش اور ان کے مطالبات سے متعلق بھی آگاہ کیا گیا۔ ان ملازمین کا مطالبہ تھا کہ انہیں مستقل کیا جائے۔ مشن نے آغا خان رورل سپورٹ پروگرام کے دفتر اور جامع مسجد گلگت کا دورہ بھی کیا۔

مشن نے سکردو سے گلگت ہوتے ہوئے ہنزہ اور پھر گلگت سے اسلام آباد تک کا سفر بذریعہ سڑک کیا جس سے مشن کے ارکان کو سڑک کی صورتحال اور مسافروں کے مسائل کا اندازہ ہوا۔ مشن کو بذریعہ سڑک اس لئے سفر کرنا پڑا کہ ان کی فلائٹ موسم کی خرابی کے باعث منسوخ کر دی گئی تھی۔

رپورٹ

یہ رپورٹ انتظامیہ کے سینئر ارکان، مذہبی وسیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور سول سوسائٹی سمیت شہریوں کے مختلف گروپوں کے بیان کردہ واقعات اور ان کی پیش کردہ تجاویز کی بنیاد پر تیار کی گئی ہے۔ ایچ آر سی پی کے رضا کاروں اور ضلعی کوآرڈینیٹروں نے مختلف اجلاسوں میں جو بیش بہا معلومات مشن کو مہیا کیں، یہ رپورٹ انہی معلومات کی روشنی میں تیار کی گئی ہے۔ ایچ آر سی پی کے ضلعی کوآرڈینیٹروں اور رضا کاروں نے گلگت بلتستان کے ساتوں اضلاع میں موجود انسانی حقوق کے مسائل سے متعلق جو بیش قیمت معلومات فراہم کیں وہ انتہائی قابل قدر ہیں۔

گفت وشنید اور بحث مباحثہ عمومی طور پر اردو ہی میں ہوا۔ اس رپورٹ میں جو باتیں پیش کی گئی ہیں، وہ کسی کتر بیونت کے بغیر اسی طرح پیش کر دی گئی ہیں تاکہ چیزوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اور کوشش کی گئی ہے کہ بولنے والوں کے بولے گئے الفاظ ہی ضبط تحریر میں لائے جائیں۔

اگرچہ بہت سے اجلاسوں کی تفصیلات اس رپورٹ میں شامل نہیں کی گئیں تاہم جو کچھ بھی رپورٹ میں ہے اس سے ایچ آر سی پی کو اہم مسائل کے بارے میں جاننے کا موقع ملا۔

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ جن لوگوں نے ایچ آر سی پی کے مشن کے ساتھ گفتگو کی، انہیں اپنے خیالات کے اظہار کے باعث کسی بھی قسم کے نقصان سے بچانے کی خاطر اُن کی شناخت چھپائی گئی ہے۔ شناخت چھپانے کے لئے ان کے نام ظاہر نہیں کئے گئے۔ یہ ضروری سمجھا گیا کہ لوگوں کو یقین دلایا جائے کہ انہیں مشن کے ارکان کے ساتھ گفتگو میں محتاط ہونے کی ضرورت نہیں اس لئے وہ گلگت بلتستان کے حالات کے بارے میں کھل کر اظہار خیال کریں۔

4۔ دیکھیں ضمیمہ۔ **1**، ایچ آر سی پی کے ٹی او آرز کا گلگت بلتستان کا مشن **2013**ء

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔
- ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر یا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

زندگی اور موت کا مسئلہ

آئی۔اے۔رحمٰن

حکومت کی سوچ اور اس کی ترجیحات چاہے کچھ بھی رہی ہوں، اگر لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے آسیہ بی بی کی موت کی سزا کو برقرار رکھنے کے حوالے سے سول سوسائٹی کی تشویش کو نظر انداز کیا گیا تو اس کے نتائج نہ صرف خود حکومت اور عوام کے لئے بے حد تکلیف دہ ہوں گے بلکہ ان سے حکومت اور عوام کا ہی نقصان ہوگا۔

اس مقدمے نے جس طرح قومی اور بین الاقوامی سطح پر توجہ حاصل کی ہے، اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ملزمہ پانچ برسوں سے جیل میں ہے اور گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو اپنی جان سے صرف اس لئے ہاتھ دھونے پڑے تھے کہ انہوں نے آسیہ کے لئے ہمدردی کے دو فقرے بول دیئے تھے۔ جس بہیمانہ طریقے سے سلمان تاثیر کو قتل کیا گیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ عدالت عظمیٰ کو اب ایک ایسے معاملے پر فیصلہ دینا ہوگا جو ایک محروم طبقے کی خاتون کے لئے زندگی اور موت سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

بہت سے لوگوں نے عدالتِ عظمیٰ کے لئے ایک پٹیشن پر دستخط کئے ہیں جس میں آسیہ کو بری کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ اپیل کے غیر روایتی ہونے سے قطع نظر، اپیل پر دستخط کرنے والے لوگوں کے غصے کے احساسات اور انصاف کا علم بلند رکھنے کی ان کی خواہش کو وزن اور اہمیت ضروری دی جانی چاہئے۔ اب تک تو زیادہ اور اہمیت ضرور دی جانی چاہئے۔ اب تک زیادہ تر مقدمات میں اعلیٰ عدالتوں نے ابتدائی سماعت کی عدالتوں کی طرف سے دفعہ 295-C کے تحت دی جانے والی موت کی سزاؤں کو ختم کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے سزائے موت کی توثیق غیر معمولی دلچسپی کا سبب بنتی ہے۔ اگر یہ مقدمہ عدالتِ عظمیٰ میں جاتا ہے تو یقیناً وہ ان مسائل کا بھی جائزہ لے گی جن پر اس نے 2002ء میں ایوب مسیح کو بری کرتے ہوئے بحث کی تھی۔ ایوب مسیح کے مقدمے میں عدالتِ عظمیٰ نے اس بات پر غور کرنے کا فیصلہ کیا تھا کہ آیا انصاف کے اصولوں اور شہادت کے صحیح یا غلط ہونے کی جانچ صحیح طور پر کی گئی تھی یا نہیں اور کیا دفعہ 295-C کے تحت جرم ''حد'' کی تعریف میں آتا ہے یا نہیں اور اگر آتا ہے تو پھر مجرم کے خلاف شہادت کو تزکیۃ الشہود کی پرکھ کے عمل سے گزرنا چاہئے تھا۔ موخر الذکر مسئلہ پر کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا اس لئے کہ استحقاق کی بنیاد پر ایوب مسیح بے قصور ثابت ہوگیا تھا۔ پوری دنیا منتظر رہے گی کہ اس بار عدالتِ عظمیٰ کیا قانونی نظیر قائم کرتی ہے۔

عدالت پر کسی بھی طرح سے اثر انداز نہیں ہونا چاہئے اور ماہرینِ قانون کو اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ عدالتیں قوانین کی ایسی تشریح نہ کریں جس پر شکایت کنندوں اور مستغیث دونوں کی طرف سے بُرا بھلا کہا جائے یا جس سے ایسی جذباتی فضاء پیدا ہو جس میں انصاف کی فراہمی معمول سے زیادہ غیر یقینی ہو جائے۔ حکومت اور قانون سازوں نے 90-1989 میں وفاقی شرعی عدالت میں اٹھائے جانے والے نہایت اہم مسائل کو حل کئے بغیر چودہ سال ضائع کر دیئے۔ پہلا مسئلہ تو یہ تھا کہ عدالت میں پیش ہونے والے علماء ہر مقدمے میں سزائے موت کو واجب التعمیل قرار دینے پر متفق نہیں تھے۔ شدومد کے ساتھ یہ بحث

> گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو اپنی جان سے صرف اس لئے ہاتھ دھونے پڑے تھے کہ انہوں نے آسیہ کے لئے ہمدردی کے دو فقرے بول دیئے تھے۔ جس بہیمانہ طریقے سے سلمان تاثیر کو قتل کیا گیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ عدالت عظمیٰ کو اب ایک ایسے معاملے پر فیصلہ دینا ہوگا جو ایک محروم طبقے کی خاتون کے لئے زندگی اور موت سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

مباحثہ ہوا کہ صرف ترکِ مذہب کے مسلمان ملزم کو ہی سزائے موت دی جاسکتی ہے۔ غیر مسلم کو ترکِ عقیدہ کا ملزم قرار نہیں دیا جاسکتا تاہم اسے تعزیر کے تحت سزا دی جاسکتی ہے۔

دوسرا مسئلہ حدیث کے احترام کی ضرورت سے متعلق تھا۔ اعمال کا اندازہ نیت یا مقصد سے لگایا جاتا ہے۔ اور جان بوجھ کر اٹھائے جانے والے اقدام یا غیر ارادی طور پر ہو جانے والی غلطی کے درمیان امتیاز کے بارے میں دفعہ 295-C خاموش ہے۔

جب تک یہ دو مسئلے حل نہیں کئے جاتے اس وقت تک ایوب مسیح اور آسیہ بی بی کے مقدموں جیسے مقدمے پاکستان کی اہلیت پر سوالیہ نشان بنے رہیں گے۔ یہ مسئلہ اس وقت تک رہے گا جب تک ہم انصاف کے معانی کو پوری طرح سمجھ نہیں لیتے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کو سزا دی جائے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ اس مسئلہ سے متعلق قانون ایسا ہو کہ جس پر کسی قسم کا اعتراض نہ ہو پائے۔ اس پر تمام علماء فوراً رضا مند ہوگئے۔ بدقسمتی سے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے خلاف قانون سازی سے تعلق رکھنے والے حکام نے معاملات کی حقیقی کیفیت پر گفتگو کرنے سے احتراز کر کے کڑی تنقید کو دعوت دی ہے۔

1986ء میں تعزیراتی ضابطہ (پینل کوڈ) میں دفعہ 295-C کو شامل کرنے کے لئے بل پر بحث کو اس جواز کے ساتھ ختم کر دیا گیا کہ بل ایک ایسے مسئلہ سے متعلق ہے جس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں پاکستان پینل کوڈ میں جو ترمیم شامل کی گئی اس کے تحت توہینِ مذہب کی سزا موت یا عمر قید اور جرمانہ متعارف کروائی گئی۔ 1990ء میں وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 295-C کے تحت ہونے والے جرم کی سزا صرف موت ہوگی اور متبادل سزا کو اس میں سے نکال دینا ہوگا۔ شرعی عدالت کے اس فیصلے کے موثر ہونے کے بعد سینٹ میں قانون میں ترمیم کا پارلیمانی طریقہ کار شروع ہوگیا۔ سینٹ کی قائمہ کمیٹی نے ''یا عمر قید'' کو حذف کرنے کی سفارش کی لیکن دفعہ 295-C کے تحت جرم کی واضح تعریف کرنے کا کہا اس لئے کہ کمیٹی کے ارکان کے نزدیک یہ ''بہت ہی عمومی تعریف'' تھی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو کہا گیا کہ وہ جرم کی مزید واضح تعریف تجویز کرے اور کونسل کو یہ بھی کہا گیا کہ وہ عہد خلافت اور دوسرے مسلمان ملکوں سے اس حوالے سے قانونی نظائر حاصل کرے۔ کونسل 1984ء میں اپنی رائے دے چکی تھی جس میں اس نے کہا تھا کہ اگر کوئی شخص رسولؐ کے مرتبے کے حوالے سے جان بوجھ کر گستاخی کرتا ہے یا تذلیل پر مبنی بات کہتا ہے تو اسے موت کی سزا ہوگی۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا'' تاہم کسی شخص سے منسوب کئے جانے والے اقدام یا تقریر کو عملاً (فعل) ثابت کرنے کی ذمہ داری ملزم پر ہوگی۔

سینٹ میں بحث کو مختصر کر دیا گیا اس لئے کہ اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرنا تھا۔ متعلقہ قانون میں تبدیلی کے عمل کو مکمل کرنے کے لئے بل کو قومی اسمبلی میں پیش کیا جانا تھا۔ قومی اسمبلی نے اس اقدام پر بحث کی، یہ واضح نہیں ہے۔ اگر قومی اسمبلی میں بحث نہیں ہوئی تو پھر ان الفاظ کو جنہیں وفاقی شرعی عدالت نے خارج کر دیا تھا، پر پارلیمنٹ کو پورے قانون پر بحث کرنے کا اچھا موقع میسر آجائے گا۔

سینٹ کی قائمہ کمیٹی کی رپورٹ میں جو حکم دیا گیا، اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے دوسرے حصے پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا جس میں تجویز کیا گیا تھا کہ دوسرے پیغمبروں کی توہین کرنے والوں کو بھی دفعہ 295-C کے تحت ہی سزا دی جائے۔ اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ دفعہ 295-C میں موجود ابہام کو دور کرنے یا جان بوجھ کر کئے جانے والے کو جانچنے کا کہنے والا وہی کچھ کر رہا ہے جو 1991ء میں سینیٹروں نے اور 1984ء میں اسلامی نظریاتی کونسل نے کیا تھا۔ اس صورتحال سے نکلنے کے لئے پہلے قدم کے طور پر ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ اراکین پارلیمنٹ اور مسلمان ممالک کے ماہرینِ قانون کے درمیان وسیع بنیادوں پر مشاورت کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ توہینِ رسالت کے حوالے سے ایسا قانون تیار کریں جو مبنی بر انصاف کی تعریف پر پورا اترتا ہو اور جس سے ان معصوم افراد کو تحفظ حاصل ہو سکے جو انسانی بغض کا شکار بنتے ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

گلگت بلتستان پر ایچ آر سی پی کی رپورٹ

ہمیں بتایا جائے کہ ہماری حیثیت کیا ہے؟

عوام نظامِ حکمرانی سے مطمئن نہیں ہیں

26 اکتوبر 2014ء

اسلام آباد پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے حقائق جاننے والے مشن نے انکشاف کیا ہے کہ کوئی ایک گروہ یا ایک فرد بھی ایمپاورمنٹ اینڈ سیلف گورننس آرڈر 2009ء (عطائے اختیار اور خودمختار حکومت کے آرڈر مجریہ 2009ء) سے مطمئن نہیں ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے تجویز کیا ہے کہ گلگت بلتستان کے عوام کو اس بارے میں اعتبار میں لیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی بنا پر گزشتہ 66 برسوں کے دوران علاقے کو پاکستان میں شامل نہیں کیا گیا۔

گلگت بلتستان کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے گزشتہ برس اکتوبر میں ایک مشن گلگت بلتستان بھیجا گیا تھا جس نے اپنے پانچ روزہ دورے کے دوران حاصل ہونے والی معلومات کی بنیاد پر ایک رپورٹ تیار کی جسے گزشتہ روز اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کے دوران جاری کیا گیا۔ اس رپورٹ کا عنوان ہے ''نئی گمبھیر سازش کی جکڑ بندی''، جس میں سفارش کی گئی ہے کہ وزیراعظم جو گلگت بلتستان کونسل کے سربراہ بھی ہیں، ہر دو ماہ بعد کونسل کا اجلاس منعقد کروایا کریں۔ اور اگر وہ اجلاس کی صدارت نہیں کر سکتے تو پھر وہ اپنے چیئرمین کے اختیارات کسی دوسرے فرد کے سپرد کر دیں۔ یاد رہے کہ گلگت بلتستان جو 2009ء تک شمالی علاقہ جات کے طور پر جانا جاتا تھا، تقریباً اٹھائیس ہزار مربع میل پر محیط علاقہ ہے جس کی سرحدیں عوامی جمہوریہ چین، افغانستان اور بھارتی مقبوضہ کشمیر سے لگتی ہیں۔ چھیاسٹھ برس تک اسے جموں وکشمیر کے متنازعہ علاقہ کے حصہ کے طور پر ہی سمجھا جاتا رہا حالانکہ اس کی آبادی کا کہنا ہے کہ ان کے علاقے کی تاریخی حیثیت کشمیر سے قطعی طور پر مختلف ہے۔

ایچ آر سی پی نے دو مرتبہ حقائق جاننے والے مشن اس علاقے میں بھیجے۔ پہلا مشن 2005ء جبکہ دوسرا مشن اکتوبر 2013ء میں گیا۔ ان دوروں کا مقصد مختلف حکومتوں کی کارکردگی کے بارے میں لوگوں کی رائے جاننا تھا۔ 26 اکتوبر سے 30 اکتوبر 2013ء تک کا دورہ کرنے والے مشن میں ایچ آر سی پی کی ایگزیکٹو کونسل کے ارکان غازی صلاح الدین اور رولینڈ ڈی سوزا شامل تھے جبکہ حسین نقی اور نجم الدین ایچ آر سی پی سیکرٹریٹ کی نمائندگی کر رہے تھے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گلگت بلتستان کے عوام کی اکثریت اس بات سے نالاں ہے کہ ان کے علاقے کو باضابطہ طور پر پاکستان میں شامل کر کے اسے پاکستان کے پانچویں صوبے کا آئینی درجہ کیوں نہیں دیا گیا۔ بہت سے لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ فوری طور پر اس لئے ممکن نہیں تھا کہ اس علاقے کو متنازعہ کشمیر کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے تاہم جب تک متنازعہ کشمیر طے نہیں ہو جاتا اس علاقے کو عارضی طور پر صوبائی حیثیت دے دینی چاہئے۔ بعض لوگوں نے رائے دی کہ اسے آزاد کشمیر جیسی حیثیت دے دینی چاہئے۔ 2009ء کے آرڈر پر سخت تنقید کی گئی۔ اور کہا گیا کہ یہ آرڈر پارلیمنٹ کا منظور کردہ نہیں بلکہ ایک انتظامی حکم ہے اس لئے اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ اس بات پر تقریباً اتفاق رائے تھا کہ 2009ء کے آرڈر کے نفاذ سے گلگت بلتستان کو صوبائی درجہ نہیں ملا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ ان کے آباؤاجداد نے علاقے کی آزادی کے لئے جو جدوجہد کی تھی، اس کے حوالے سے یہاں پر بسنے والے لوگوں کا احترام کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے اس بات پر مایوسی کا اظہار کیا کہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ فرقہ وارانہ تصادمات میں جاں بحق ہونے والے افراد کے قاتلوں کو تاحال سزائیں نہیں دی جاسکیں جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ قاتلوں کو فوری طور پر سزائیں دی جائیں اور جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین کو مناسب معاوضہ ادا کیا جائے۔

نہ تو انہیں سہولتیں مہیا کی گئی ہیں اور نہ ہی انہیں ملک کے دوسرے عوام کی طرح حقوق میسر ہیں۔ صحیح حکمرانی نہ ہونے اور وسیع پیمانے پر کی جانے والی کرپشن کے چرچے پورے علاقے میں عام ہیں۔ یہ الزام عام ہے کہ سرکاری ملازمتیں بیچی جاتی ہیں اور ہر سرکاری ملازمت کی قیمت تین لاکھ روپے مقرر ہے۔

ایچ آر سی پی کی رپورٹ کے مطابق علاقے کے لوگوں میں یہ احساس شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ قومی سطح پر ان کے مسائل پر توجہ نہیں دی جاتی۔ گلگت بلتستان کونسل کا اجلاس چار برسوں میں صرف ایک مرتبہ ہوا۔ گلگت بلتستان قدرتی وسائل کے لحاظ سے بہت خوشحال علاقہ ہے۔ لیکن یہ اپنی اقتصادی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاسکا۔ صنعتوں کے نہ ہونے کے باعث یہاں بیروزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے۔ مشن کو یہ بھی احساس ہوا کہ سیاحت کو صنعت کے طور پر یہاں فروغ نہیں دیا گیا اور جو تھوڑے بہت علاقے میں مواصلات کی کچھ سہولتیں میسر ہیں، وہ بھی تباہی کے دہانے تک پہنچ چکی ہیں۔ اگرچہ گزشتہ ایک سال کے دوران فرقہ وارانہ تصادمات میں کوئی بھاری جانی نقصانات تو نہیں ہوئے تاہم لوگوں کا خیال ہے کہ اس قسم کے واقعات دوبارہ کسی بھی وقت ہو سکتے ہیں۔

حقائق جاننے والے مشن نے سفارشات کی ہیں کہ گلگت بلتستان کے لوگوں کو اس حوالے سے اعتماد میں لیا جائے کہ علاقے کو پاکستان میں شامل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ 2009ء میں شروع ہونے والے اصلاحات کے عمل کو توقف نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھا جانا چاہئے۔ اگر یہاں کے نوجوانوں کو صحیح تعلیم مہیا کی جائے تو یہ قوم کا اثاثہ بن سکتے ہیں۔ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں علاقے کے طلبہ کے لئے جو کوٹہ مخصوص کیا گیا ہے اس میں اضافہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ مناسب سہولتیں جن میں ٹرانسپورٹ شامل ہے، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی کے سکردو کیمپس تک مہیا کی جائیں۔ اگر نظامِ حکمرانی پر لوگوں کے اعتماد کو بحال کرنا مقصود ہے تو پھر سرکاری ملازمتوں کے حصول میں شفافیت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ سیاسی عمل میں خواتین کی زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ عطا آباد کی تباہی سے متاثرہ افراد کی بحالی اور ان کی امداد کے لئے حکومت کو فوری اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ اندرونی طور پر ہونے والی نقل مکانی کو روکنے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا جانا چاہئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ فرقہ وارانہ تصادمات میں جاں بحق ہونے والے افراد کے قاتلوں کو تاحال سزائیں نہیں دی جاسکیں جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ قاتلوں کو فوری طور پر سزائیں دی جائیں اور جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین کو مناسب معاوضہ ادا کیا جائے۔ گلگت بلتستان میں آنے اور یہاں سے جانے والے مسافروں کو مکمل تحفظ مہیا کیا جائے۔ ترقی یافتہ معدنیاتی صنعت کو فروغ دینے کے لئے موثر معدنیاتی پالیسی تیار کی جائے۔ معدنیاتی صنعتوں کے قیام سے ملازمتوں میں اضافہ ہوگا اور یہاں کی معاشی حالت بہتر ہوگی۔ پانی کے بے شمار وسائل کو کام میں لانے کے لئے ڈیم بنائے جاسکتے ہیں۔ جن پر بجلی گھر قائم کر کے نہ صرف علاقے کو بلکہ پورے پاکستان کو بجلی مہیا کی جاسکتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیٹر فرحت اللہ بابر، جو گلگت بلتستان کی سینٹ کی سب کمیٹی کے رکن بھی ہیں، نے کہا کہ ''علاقے کے لوگوں نے اپنی جدوجہد کے ذریعے آزادی حاصل کی تھی اور بعد میں پاکستان کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن ہم نے انہیں پیچھے دھکیلا۔ چنانچہ گلگت بلتستان کے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے جی بی سینٹ، قومی اسمبلی یا مشترکہ مفادات کی کونسل جیسے کسی بھی ادارے میں نمائندگی نہیں ہے۔ حد یہ کہ جی بی قومی یا علاقائی نقشے پر موجود نہیں۔ یہاں تک کہ ان کا اپنا کوئی تعلیمی بورڈ تک نہیں ہے۔ جب کبھی جی بی کو حقوق دینے کی بات کی جاتی ہے تو یہ دلیل دی جاتی ہے کہ یہ علاقہ کشمیر کا حصہ ہے''۔

سینیٹر بابر نے دعویٰ کیا کہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی ہی وہ جماعت ہے جس نے 1994ء اور پھر 2009ء میں جی بی کے لوگوں کو حکمرانی دینے کی کوشش کی۔ سینیٹر فرحت اللہ بابر نے سفارش کی کہ ایچ آر سی پی کی رپورٹ سینٹ کی سب کمیٹی کو بھیجی جائے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

فوج کے سامنے ہتھیار ڈالنے والے افراد کے گھر تباہ

باڑہ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے باڑہ میں عسکریت پسندی ترک کرنے 30 افراد کے گھر تباہ کر دیئے گئے۔ ذرائع کے مطابق فوج کے سامنے ہتھیار ڈالنے والے 50 افراد میں سے 30 کے گھر شدت پسند تنظیم لشکر اسلام کے کارندوں نے تباہ کیے۔ واضح رہے کہ ہتھیار ڈالنے والے تمام جنگجوؤں کا تعلق لشکر اسلام سے تھا۔ ذرائع کے مطابق لشکر اسلام نے باڑہ کے علاقے درس جماعت میں گھروں کو تباہ کیا۔ (نامہ نگار)

رکشہ ڈرائیور کو جبری غائب کر دیا گیا

گوادر نثار ولد بدل ساکن نیو ملا بند وارڈ گوادر، عمر تیس سالہ جو کہ ایک رکشہ ڈرائیور ہے۔ رکشہ چلا کر اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ 23 ستمبر کو ملا موسیٰ موڑ گوادر پر ایف سی کے اہلکار اور کچھ سادہ لباس میں نقاب پوش لوگوں نے اس کے رکشے کو روکا اور نثار کو اپنے ساتھ لے گئے جو دم تحریر لاپتہ ہے۔ ان کے لواحقین نے ایف آئی آر درج کرانے کی درخواست جمع نہیں کروائی تھی۔ تاہم ایف سی نے اس کی حراست کی تصدیق نہیں کی۔

(علی بلوچ)

سرکاری اہلکار اٹھا کر لے گئے

گوادر 29 اگست کو رات کے وقت گوادر کا رہائشی فضل اپنے تین دوستوں کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سفید رنگ کی گاڑی وہاں آ کر رکی۔ گاڑی میں سوار افراد نیچے اترے اور لڑکوں سے ان سے شناختی کارڈ مانگے اور ان چاروں کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ بعدازاں فضل کے سوا باقی تمام کو چھوڑ دیا۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ انہوں نے ایف آئی آر کیوں درج نہیں کروائی تو انہوں نے بتایا کہ وہ بہت غریب لوگ ہیں اور سرکاری اہلکاروں کے خلاف کارروائی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ عمر ہوت سروس سٹیشن کے مالک نے بتایا کہ فضل کے گھر میں دشت کیچ سے جو مہمان آیا تھا وہ مشکوک تھا اور خفیہ ادارے کے اہلکار غالباً اس کی تلاش میں تھے مگر وہ فضل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے جو ابھی تک لاپتہ ہے۔

(علی بلوچ)

18 اکتوبر 2014: گوادر میں ایچ آر سی پی نے ''بچوں، خواتین، اقلیتوں اور مزدوروں کے حقوق'' کے عنوان پر مشاورت کا اہتمام کیا

ہلاک شدگان کی تدفین، ہزارہ ٹاؤن میں ہڑتال

کوئٹہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں ایک خودکش حملے میں ہلاک ہونے والے چھ افراد کی تدفین کر دی گئی ہے جبکہ اس واقعے کے خلاف ہزارہ ٹاؤن میں شٹر ڈاؤن ہڑتال کی گئی ہے۔ شیعہ تنظیم مجلس وحدتِ مسلمین نے ہلاکتوں پر تین روزہ سوگ کا اعلان کر رکھا ہے۔ 5 اکتوبر کو ہزارہ ٹاؤن کے مقامی قبرستان میں ہلاک شدگان کی آخری رسومات کے موقع پر سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے تھے۔ اس موقع پر علاقے میں تمام بازار اور مارکیٹ بند رہیں تاہم شہر کے دیگر علاقوں میں صورتحال معمول کے مطابق رہی۔ سنیچر کی شام ہونے والے خودکش حملے میں شیعہ اکثریتی علاقے ہزارہ ٹاؤن کو نشانہ بنایا گیا جس میں ابتدائی طور پر پانچ افراد کی ہلاکت اور 15 کے زخمی ہونے کی تصدیق کی گئی تھی۔ دھماکے میں زخمی ہونے والوں میں متعدد بچے بھی شامل ہیں۔ تاہم زخمیوں میں شامل ایک بچے نے بعدازاں ہسپتال میں دم توڑ دیا تھا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ یہ دھماکہ علی آباد کے علاقے میں لگائے گئے عید بازار میں اس وقت ہوا جب لوگوں کی بڑی تعداد عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے خریداری میں مصروف تھی۔ جائے وقوع پر موجود پولیس حکام کے مطابق ہلاک اور زخمی ہونے والوں میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ تاحال کسی تنظیم نے اس دھماکے کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔ خیال رہے کہ ہزارہ ٹاؤن کا علاقہ ماضی میں بھی شدت پسندی کا نشانہ بنتا رہا ہے اور علی آباد میں ہی جنوری سنہ 2012 میں ایک خودکش حملے میں درجنوں افراد مارے گئے تھے۔

(نامہ نگار)

خودکش حملے میں پانچ افراد ہلاک

خیبر ایجنسی وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے (فاٹا) کی خیبر ایجنسی میں وادی تیراہ کے علاقے پیر میلہ میں ہونے والے خودکش حملے کے نتیجے میں پانچ افراد ہلاک جبکہ سات سے زائد افراد زخمی ہو گئے۔ دشوار گزار علاقے کے باعث اس واقعے کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق یہ ایک خودکش دھماکا تھا، جس کے نتیجے میں 5 افراد ہلاک اور 7 سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ مقامی اور انٹیلی جنس ذرائع کے مطابق آج ہونے والے خودکش دھماکے کا ہدف بظاہر زلہ خیل قبیلے سے تعلق رکھنے والے امن لشکر کے رضاکار تھے۔ تاہم ہلاک ہونے والوں کی ابھی تک شناخت نہیں ہو سکی۔ واقعے کے بعد ریسکیو ٹیمیں موقع پر پہنچ گئیں اور انھوں نے ہلاک اور زخمی ہونے والوں کو ہسپتال منتقل کیا، جہاں زخمیوں کی حالت تشویش ناک بتائی جا رہی ہے۔ جبکہ سیکیورٹی فورسز نے علاقے کو گھیرے میں لے کر تفتیش کا آغاز کر دیا ہے۔

(نامہ نگار)

سماجی، سیاسی اور ثقافتی ہم آہنگی کے فروغ میں ادیبوں اور فنکاروں کا کردار

مینگورہ 20 ستمبر کو ایچ آر سی پی کی جانب سے سوات کے شہر مینگورہ میں ''ملک میں سماجی، سیاسی اور ثقافتی ہم آہنگی کے فروغ میں ادیبوں اور فنکاروں کا کردار'' کے موضوع پر ایک کنونشن منعقد کیا گیا۔ جس میں 100 کے قریب نامور شعراء، ادیبوں اور فنکاروں نے شرکت کی۔ خیبر پختونخوا میں ایچ آر سی پی کے وائس چیئر پرسن جناب شیر محمد خان نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ اس کنونشن کا بنیادی مقصد ادیبوں، شاعروں اور فنکاروں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور انہیں وہ طریق کار تجویز کرنا تھا جنہیں وہ اپنی تحریروں اور فن میں بروئے کار لائے ہوئے معاشرے میں تبدیلی لاسکیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں ادیبوں، شاعروں اور فنکاروں کو ایک ایسا سازگار ماحول فراہم کرنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہئے جہاں وہ آزادانہ طور پر اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر پاک وہند کا علاقہ ثقافتی لحاظ سے دنیا میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور مختلف ثقافتوں، مذاہب اور نسلوں کے لوگ یہاں صدیوں تک امن وآشتی کے ساتھ رہتے رہے ہیں۔ لیکن گزشتہ دو دہائیوں کے دوران اندرونی اور بیرونی طاقتوں نے سیاسی، سماجی اور مذہبی معاملات میں کافی بگاڑ پیدا کیا ہے۔ اس پس منظر میں ادیبوں اور شاعروں پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

پہلے سیشن کے دوران معظم جان معظم، ڈاکٹر خالد، رحمت شاہ سیال، شمس بونیری اور عبدالرحیم روغنی نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ شاعر اور ادیب معاشرے میں لوگوں کی خواہشات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ معظم جان کا کہنا تھا کہ شاعر اور دانشور اپنے معاشروں کو زندہ رکھتے ہیں اور رنگ، نسل اور ذات سے بالاتر ہوکر انسانیت کی فلاح کے لیے کام کرتے ہیں۔ جب تک معاشرے میں سماجی، سیاسی اور ثقافتی ہم آہنگی نہیں ہوگی، ایک پرامن معاشرے کا خواب ادھورا رہے گا، آج ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ اور مسجد ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اس کے بعد عائشہ خان نے سماجی تبدیلی سے متعلق اپنی انقلابی شاعری پیش کی۔ ڈاکٹر خالق زیاد نے معاشرے میں ادیبوں کے کردار سے متعلق اپنا مضمون پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے کہا کہ خدا نے انہیں قلم کی طاقت سے نوازا ہے جو کہ تلوار سے زیادہ طاقتور ہے، چنانچہ ان پر اور زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جناب شمس بونیری نے اپنے خطاب میں آج کے دور کی سیاست میں عدم تشدد کی اہمیت پر بحث کی۔ انہوں نے کہا کہ عظیم اصلاح پسند خان عبدالغفار خان نے اس مقصد کے لیے اپنی زندگی کے تیس قیمتی سال وقف کیے اور آج ہمیں معاملات کو پرامن طور پر حل کرنے کے لیے ان کی پالیسی اپنانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا میں پشتونوں کی منفی تصویرکشی کی جاتی ہے اور ادیبوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے مثبت کردار کو سامنے لائیں۔

نامور شاعر اور ادیب رحمت شاہ سیال نے معاشرے میں پشتون ادیبوں کے کردار پر بحث کی۔ اور ان صوفیا کو سلام پیش کیا جنہوں نے ایک جنگجو کو امن، امید اور خوشحالی کا پیغام دیا۔

انہوں نے کہا کہ خوشحال خان خٹک سیاسی اور جنگجویانہ مزاج رکھتے تھے مگر اس کے باوجود بھی وہ بہت اچھے لکھاری تھے جنہوں نے قوم کو، قوم پرستی کے جھنڈے تلے اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔

دوسرے سیشن میں پرویز شاہین نے اپنے خطاب میں سوات میں بربریت کے واقعات کو منظر عام پر لانے کے حوالے سے ادیبوں کے کردار کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی ثقافت اور روایات کے تحفظ پر اور زیادہ توجہ دینی چاہئے اور دنیا کو اپنی ثقافت کے مثبت پہلو دکھانا چاہئے۔

زبیر توروالی نے سوات کی توروالی برادری کی ثقافت سے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ ایک لاکھ افراد پر مشتمل یہ برادری حکومت کی خصوصی توجہ کی طلب گار ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مقامی ثقافتوں کو برابری کی بنیاد پر فروغ دیا جائے۔ محترمہ صائمہ فیروز اور لائبہ نے کہا کہ پشتون معاشرے میں غیرت کے نام پر خواتین کا استحصال کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کی مساوی شراکت کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔ وقت آگیا ہے کہ خواتین کو ان کے حقوق دیئے جائیں اور انہیں معاشرے کا مساوی رکن تسلیم کیا جائے اور ایسا صرف اسی صورت ممکن ہے کہ خواتین کی تعلیم پر زیادہ توجہ دی جائے۔ محترمہ لائبہ نے بتایا کہ وہ پشاور میں ایک ٹی وی چینل میں بطور میزبان کام کرتی تھیں مگر وہ دفتر میں کام کرنے والے دیگر افراد کے رویے کے باعث انہیں مجبوراً اسلام آباد آفس منتقل ہونا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ پشتون خواتین کسی بھی صورتحال کا مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں، انہیں محض حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

> خواتین کی مساوی شراکت کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔ وقت آگیا ہے کہ خواتین کو ان کے حقوق دیئے جائیں اور انہیں معاشرے کا مساوی رکن تسلیم کیا جائے۔

ہندکو زبان کے شاعر اور ادیب سید نذیر شاہ نے ضلع ہزارہ میں ہندکو اور پشتو بولنے والے لوگوں کے مابین پائی جانے والی ہم آہنگی اور اتحاد پر بحث کی۔ انہوں نے کہا کہ دونوں برادریوں کو مساوی حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ وہ علاقے میں مقامی ثقافتوں کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ثقافت لوگوں کو متحد رکھنے، معاشرتی ضوابط، روایات اور اقدار قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ثقافتی اقدار کے تحفظ اور معاشرے میں موجود مختلف لسانی گروہوں کے احترام کے بغیر ہم مہذب اور ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شامل نہیں ہوسکتے۔ سیشن کے اختتام پر کثرت رائے سے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ معاشرے میں اشتعال پھیلانے والے عناصر اور نفرت انگیز تحریری مواد، ڈراموں اور فلموں کی حوصلہ شکنی کرے۔ تیسرے اور آخری سیشن میں جناب خالق داد نے قوم کی تعمیر میں فن کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ادیب معاشرے کا باریک بینی سے تجزیہ کرتا ہے اور اس میں یہ قابلیت ہے کہ وہ اپنے ڈرامے اور فلم کے ذریعے موجودہ معاشرتی مسائل کا حل پیش کرسکے۔ انہوں نے کہا کہ ادیب معاشرے سے ظالمانہ روایات کے خاتمے میں نہایت اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ انہوں نے پرائمری تعلیم کے لیے مادری زبانیں رائج کرنے پر زور دیا۔ سینیئر فلم سکرپٹ رائٹر امان جان کا کہنا تھا کہ پاکستانی سینما زوال کی جانب گامزن ہے۔ ماضی میں ارمان، اوربل، دیدان اور درہ خیبر جیسی فلمیں بنیں جنہوں نے فلم بینوں کی توجہ حاصل کی اور وہ کافی عرصے تک باکس آفس کا حصہ رہیں۔ انہوں نے کہا کہ کمرشل ازم نے پاکستان کی سینما انڈسٹری کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ سینما انڈسٹری کی بحالی پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے فلم انڈسٹری کی تباہی میں ادبی سرقہ بازی کے کردار پر بھی افسوس کا اظہار کیا۔ جناب الیاس عثمان نے شرکاء کو بتایا کہ وہ پاکستان میں ادیبوں کے مستقبل کے بارے میں زیادہ پرامید نہیں ہیں۔ ادیبوں کو معاشرے میں ان کا جائزہ مقام دینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ پرائیویٹ پروڈکشن کی بہتات کا سبب تھیٹروں، سینماؤں اور ایسے دیگر فورم کی عدم موجودگی ہے۔ ہماری تمام پریشانیوں کا واحد حل معاشرے میں تعلیم کا فروغ ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ دیگر شعبوں کی نسبت تعلیم پر زیادہ رقم خرچ کی جائے۔ جیکب جوزف نے اقلیتوں کو یکساں مواقع فراہم نہ کرنے پر صوبائی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اقلیتوں کو قیام پاکستان کے بعد مسلسل نظرانداز کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کا تعلق کوہاٹ سے ہے اور اکثر امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سیشن کے اختتام پر شرکاء نے ملک میں ادب اور ثقافت کے حوالے سے اپنی تجاویز دیں اور اس اہم تقریب کے انعقاد پر منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔

(شاہداللہ جان)

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ملک کے مختلف علاقوں میں تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کے موضوع پر دو روزہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا۔ جن میں طلباء وطالبات، اساتذہ، صحافیوں، وکلاء اور سماجی کارکنوں سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ ورکشاپس میں جن موضوعات پر تبادلہ خیال کیا گیا ان میں انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلیۓ حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، انتہا پسندی کیا ہے اور اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اس کے اثرات اور اس کی روک تھام کیلیۓ لائحہ عمل، میڈیا اور اس کی مختلف اقسام، بدلتے رجحانات اور انتہا پسندی کے فروغ یا انسداد میں ذرائع ابلاغ کا کردار، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، مذہبی ومسلکی رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کے لئے لائحہ عمل، جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق شامل تھے۔ ورکشاپس کے انعقاد کا مقصد ملک میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے نقصانات اور اسباب کا جائزہ لینا اور اس کی روک تھام کے لیے سوچ بچار کرنا تھا۔ شرکاء کو پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال اور اس میں ریاستی وغیر ریاستی عناصر کے کردار سے آگاہ کرنا بھی ان ورکشاپس کا مقصد تھا۔ عدم رواداری اور انتہا پسندی کے فروغ یا انسداد میں میڈیا اور تعلیمی نصاب جو کردار ادا کر رہا ہے، اس کے متعلق بھی شرکاء کو بتایا گیا اور ان کی آراء معلوم کی گئیں۔ علاوہ ازیں اس امر پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا کہ انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ میں سول سوسائٹی کے کارکن کیا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ان ورکشاپس کی روداد درج ذیل ہے۔

شانگلہ 31,30 اگست

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک مستحکم کرنے کیلیۓ حکمتِ عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار (پروگرام آفیسر، ایچ آر سی پی)

ہر دور میں لوگوں کا مزاج بدلنے کیلیۓ انبیاء اور انقلابیوں نے سب سے پہلے سوچ کو بدلا اور یہ سب دلائل کے ذریعے ممکن بنایا۔ اگر آپ کی بات میں وزن ہے تو لوگ آپ کی بات مانیں گے کیونکہ بھروسہ ایک ایسی چیز ہے جس کے قائم ہو جانے پر آپ کسی کو بھی اپنا گرویدہ بنا سکتے ہیں۔ اپنے آپ پر بھروسہ پیدا کرنے کیلیۓ ضروری ہے کہ جو بات آپ لوگوں کو سمجھانا چاہتے ہیں وہ دلائل سے بھرپور ہو۔ ہمارے ہر حق کے پیچھے ایک دعویٰ ہوتا ہے۔ ہمارے بہت سے حقوق ہیں، معاشرتی حق، آزادی کا حق، معاشی حق اور اِس طرح کے اور بہت سے حقوق ہیں جو ریاست پر ہماری طرف سے لاگو ہیں۔ جمہوریت ایک فلسفہ ہے جبکہ حکومت تو آتی جاتی رہتی ہے لیکن جمہوریت قائم رہتی ہے چاہے عملی طور پر ہو یا برائے نام، جمہوریت کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہے۔ ریاست

> ہمارے بہت سے حقوق ہیں، معاشرتی حق، آزادی کا حق، معاشی حق اور اِس طرح کے اور بہت سے حقوق ہیں جو ریاست پر ہماری طرف سے لاگو ہیں۔ جمہوریت ایک فلسفہ ہے جبکہ حکومت تو آتی جاتی رہتی ہے لیکن جمہوریت قائم رہتی ہے چاہے عملی طور پر ہو یا برائے نام، جمہوریت کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہے۔

اپنی رعایا سے جڑی ہوتی ہے۔ عوام اور ریاست میں ایک گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ریاست کے وجود میں آنے سے پہلے سرداری نظام تھا۔ ہر سردار اپنے قبیلے کا سربراہ ہوتا تھا اگر کوئی باہر سے حملہ آور ہوتا تو اِس صورت میں تمام چھوٹے قبیلے اکٹھے ہو کر مقابلہ کرتے اگر کوئی ناراضگی بھی ہوتی تو حملہ کی صورت میں سب ایک ہو کر مقابلہ اور دفاع کرتے۔ دوسری جنگِ عظیم میں چھ کروڑ لوگ مارے گئے تھے اسلیۓ اس صورت حال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے UDHR معرضِ وجود میں آیا جس پر تمام ممبران نے 1948 میں دستخط کیۓ تا کہ ایسی خونریز جنگوں کا سدباب کیا جاسکے اور انسانی حقوق پامال ہونے سے بچ جائیں۔ انسانی حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلیۓ ضروری ہے کہ لوگوں میں اِن کے حقوق کے حوالے سے شعور اور آگہی پیدا ہو۔ ایک عام بندہ بھی اس معاشرے کا حصہ ہے اور سب کے حقوق یکساں ہیں چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔ ریاست سب سے روزانہ کی بنیاد پر ٹیکس لیتی ہے۔ جب ریاست عوام سے ٹیکس لیتی ہے تو یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کو اُن کے حقوق دے۔

انتہا پسندی کیا ہے؟ مختلف اقسام ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلیۓ لائحہ عمل

سید الحسن

جب کوئی بات یا عمل انتہا کی حد تک پہنچ جائے اور شدت اختیار کر جائے تو انتہا پسندی کہلاتا ہے اور یہ باتوں کی حد تک بھی اور عمل کی حد تک بھی سامنے آتی ہے۔ جب کوئی فرقہ یا گروہ کسی خاص سوچ کا حامی ہو اور وہ دوسرے لوگوں سے زبردستی اپنی بات منوائے اور اُس کے لئے وہ کسی بھی حد تک چلا جائے تو یہ چیز انتہا پسندی کہلاتی ہے۔ وہ شخص انسانی حقوق اور مرتبہ ومقام بھول جاتا ہے اور تشدد کی حد تک چلا جاتا ہے۔ جب گھر کا کوئی سربراہ اپنے گھر والوں پر بلا وجہ روک ٹوک کرتا ہے، اُنکی رائے کا احترام نہیں کرتا، مار پیٹ کرتا ہے اور ایک جنونی کیفیت اُس پر طاری ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے گھر والے اُس سے دور بھاگتے ہیں تو یہ گھریلو انتہا پسندی ہے۔ معاشرہ انسانوں سے بنتا ہے اور انسان ہی معاشرے کیلیۓ ایک نظام رائج کرتے ہیں۔ بعض دفعہ معاشرے کے کچھ منفی عناصر دوسرے لوگوں کیلیۓ وبالِ جان بن جاتے ہیں، معاشرتی اقدار کو بالائے طاق رکھ کر انسانی استحصال اور انسانی حقوق پامال کرتے ہیں جسے معاشرتی انتہا پسندی کہتے ہیں۔ جب ریاست عوام کا خیال نہیں رکھتی جمہوریت کا پاس نہیں رکھتی اور ہر طریقے سے عوام کا استحصال کرتی ہے اور اپنا قانون زبردستی منواتی ہے تو عوام تنگ آکر سڑکوں پر نکل آتے ہیں اور ریاستی انتہا پسندی عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ اس سے فرقہ واریت جنم لیتی ہے جو ریاست اور عوام دونوں کیلیۓ نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ دنیا میں ہزاروں مذاہب اور اُن کے ماننے والے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے جس سے مذہبی انتہا پسندی جنم لیتی ہے۔ تاریخ میں بہت سی جنگیں مذہبی انتہا پسندی کی بنیاد پر لڑی گئیں۔ اس طرح کی اور بہت سی چیزیں ہیں جو انتہا پسندی کی شکل میں اِس معاشرے کا حصہ ہیں مثلاً غربت اور بے روزگاری بھی انتہا پسندی کو جنم دیتی ہے۔

طرزِ فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

شاہد احمد

طرزِ فکر ایک خاص روّیے کا نام ہے جو انسانی ذہن

میں فطری طور پر موجود ہے۔ضرورت اس بات کو جاننے کی ہے کہ ہمارے سوچنے کا انداز کیسا ہے اور ہم عملی طور پر کیا اپنی سوچ کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہمارے روّیے ہماری سوچ کے ترجمان ہوتے ہیں اور یہی چیز ہمارے عمل سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ضروری ہے کہ ہم اپنے طرزِ فکر میں مثبت تبدیلی لائیں اور اپنی سوچ کو اپنے عمل میں شامل کریں۔ انسانی حقوق کی تعلیم معاشرے کے سدھار میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ نصاب کو ترتیب دیتے وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ اُس میں ایک جزو انسانی حقوق کے حوالے سے آگاہی کا بھی ہو۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بچوں کو شروع سے ہی اپنے اور دوسرے لوگوں کے حقوق کا پتہ ہوگا اور معاشرے میں حقوق کے حوالے سے ایک توازن رہے گا۔ نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت اِس لئے بھی ضروری ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو آئین کے بارے میں یا اُس کی شقوں کے بارے میں علم نہیں ہوتا اس لئے اگر تعلیمی نصاب میں یہ چیز شامل ہوگی تو اِس کا بہت فائدہ ہوگا۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

فخرالابرار

عوام کا جمہوریت سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔جمہوریت کا کام عوام کی فلاح و بہبود ہوتا ہے۔جمہوریت میں عوام کو ترجیح دی جاتی ہے اور اُن کی رائے کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اسلامی طرزحکومت کا مقصد ہی جمہوری ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے ایک شخص نے اُٹھ کر سوال کیا کہ اے عمرؓ سب کو ایک ایک چادر ملی ہے اور آپ نے دو کیوں پہن رکھی ہیں۔حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ایک چادر میری اپنی ہے اور ایک میرے بیٹے نے مجھے دی ہے اس طرح وہ مسئلہ حل ہوگیا۔اس سے اندازہ لگانا چاہئے کہ ایک خلیفہ بھی جوابدہ ہوتا ہے جمہوری حکومت میں۔اسی طرح معیشت اور انسانی حقوق کا بھی آپس میں گہرا تعلق ہے۔عوام کے اندر ایسا رجحان پیدا کرنا چاہئے کہ وہ حقوق کی پامالی نہ کریں اور ملک کی ترقی کیلئے کوشاں رہیں۔معیشت تب ہی بہتر ہوگی جب عوام خوشحال ہوں گے اور اُن کے حقوق برابری کی بنیاد پر پورے ہونگے۔

مذہب کی من مانی تشریح، انتہا پسندوں کا ہتھیار

عمر سلطان

مذہب عربی زبان کے لفظ ذہب سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے چلنا۔ مذہب چند اصولوں کا نام ہے۔اس کی من مانی تشریح کا مطلب ہے کہ کوئی طے شدہ اصول سے ہٹ کر چلے یا دوسروں کو اپنے تابع کرلے۔جو جمہوریت کے راستے پر چلتے ہیں اور آپس میں تمدنی زندگی گزارتے ہیں وہ جمہوریت پسند کہلاتے ہیں اور جو لوگ اس راستے سے ہٹ کر اپنے قوانین خود وضع کرتے ہیں انتہا پسند کہلاتے ہیں۔ جہاں انسان کی جان اور خون محفوظ ہو تمدنی زندگی کہلاتی ہے۔ ہم فطری طور پر دوسروں کے قریب ہوجاتے ہیں اور نفرتوں سے دور رہتے ہیں۔مسلمان حکمرانوں نے اسلام کے بنیادی اصولوں سے ہٹ کر علاقوں پر قبضے کیے۔محمود غزنوی قدرتی وسائل اور سومنات کے مندر میں مدفون خزانے پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کیا اور کافی مسلمان اس لڑائی میں قتل ہوئے۔

عوام کا جمہوریت سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔جمہوریت کا کام عوام کی فلاح و بہبود ہوتا ہے۔جمہوریت میں عوام کو ترجیح دی جاتی ہے اور اُن کی رائے کا خیال رکھا جاتا ہے۔

مٹیاری 7,6 ستمبر

موضوعات:

1)حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار،

2)طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت،

3)انتہا پسندی کیا ہے؟اس کی مختلف اقسام ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

4)میڈیا کیا ہے؟ اس کی اقسام ،بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

5)انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

6)مذہبی و مسلکی ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل

سہولت کار

پروگرام آفیسر حفیظ بزدار، یجنل کو آرڈینیٹر جمیلہ منگی، ضلعی کو آرڈینیٹر عدنان میمن ،شیراز چانڈیو، دلیپ دوشی، پروفیسر رحمت اللہ تڑک اور محمد علی شاہ شامل تھے۔اور شرکاء میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات شامل تھے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد:۔

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی)

ورکشاپ میں شرکت کرنے پر ایچ آر سی پی آپ سب کا شکر گزار ہے۔ ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تا کہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہا پسندی ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ایچ آر سی پی نے پاکستان کے مختلف اضلاع اور تحصیل کی سطح پر تربیتی نشستوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے تا کہ اس کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات سے بچا جا سکے جو ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہیں۔ملک میں بڑھتی ہوئی انتہاپسندی نے انسانی حقوق کی پامالی اور مذہبی اختلافات میں اضافہ کردیا ہے۔ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار،

حفیظ بزدار (پروگرام آفیسر، ایچ آر سی پی)

اس عنوان کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں، انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سائٹی کا کردار۔ انسانی حقوق کے فروغ سے پہلے ہمیں اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے۔یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم حقوق کس سے مانگ رہے ہیں اور جس سے مانگ رہے ہیں وہ بااختیار بھی ہے یا نہیں؟ دوسرے جنگ عظیم میں جب 6 کروڑ لوگ مارے گئے تو باشعور لوگوں نے اس المیے کی وجوہات کو سمجھنے کی کوشش کی ۔ دنیا بھر کے حکمرانوں نے انسانی جان کے تحفظ کا فیصلہ کیا۔اور تب دنیا بھر کے انسانوں کیلئے انسانی حقوق کا عالمی منشور پیش کیا گیا۔یہ عالمی منشور 30 نکات پر مشتمل ہے۔دنیا کے 190 ممالک ان حقوق کے پابند ہیں۔یہ جدوجہد 18 ماہ چلی تھی۔ ہمارے آئین میں بھی ان انسانی حقوق کی فراہمی شامل ہے ۔۔ان میں مردوں، عورتوں، بچوں چھوٹی قوموں یعنی تمام انسانوں کے حقوق بھی شامل ہیں۔ موجودہ نسانی حقوق کے چارٹر میں معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی حقوق شامل ہیں۔

عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا بہت بڑا کردار ہے۔حق مانگنے والا مانگ نہیں رہا اور دینے والا دے نہیں رہا۔2006ء میں معلومات تک رسائی (RTI) کا

قانون منظور ہوا جس میں آرٹیکل 19A کے تحت تمام لوگوں کو معلومات پر رسائی کا حق حاصل ہے۔اب کوئی بھی شخص کسی ادارے کے سربراہ کو درخواست دے کر معلومات حاصل کر سکتا ہے۔اگر کسی ادارے کا سربراہ انکار کرے تو اس سے اعلیٰ افسران کو وہی درخواست دی جا سکتی ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

شیراز چانڈیو

تعلیم وہ ذریعہ ہے جو انسانی ترقی کیلئے لوگوں کے ذہنوں کو تیار کرتا ہے، ایک دوسرے کی عزت کرنے اور فرائض کی تکمیل کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔تعلیم ایک مضبوط قوم کی بنیاد رکھتی ہے۔لیکن ہمارے نصاب میں وہ علوم شامل نہیں جو لوگوں کو باشعور بنا سکیں۔ہماری کئی درسی کتب ایسی ہیں جو بچوں کے نازک ذہنوں میں دوسرے فرقوں اور عقائد کے بارے میں تعصب پیدا کرتی ہیں۔کلاس ایک سے پانچویں تک کے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔اس قسم کی باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مشترکہ عقیدہ ہی بھائی چارے کی واحد بنیاد ہے۔پاکستان کے تمام عوام کو ایک دوسرے کے بھائی کے نام سے نہیں پکارا گیا۔ان کتابوں میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔اگر نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق کچھ ابواب شامل کئے جائیں تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے بچے اپنے علاوہ دوسروں کے حقوق سے بھی آگاہ ہوں گے۔اس کے علاوہ سکولوں میں گروپ ورک یا سیمینار کئے جائیں جن سے بچوں کو انسانی حقوق کی آگاہی ہو۔اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ بچوں میں اونچ نیچ کا تصور نہیں پنپ سکے گا۔اور وہ ایک دوسرے کو برابری کا درجہ دیں گے۔

انتہاپسندی کیا ہے؟اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

رحمت اللہ تڑک

انتہا پسندی ایک رویہ ایک سوچ کا نام ہے جس کو ہم کسی اور پر مسلط کرتے ہیں۔عمومی طور پر جب انتہا پسندی کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں مذہبی انتہا پسندی آجاتی ہے جبکہ انتہا پسندی کی بہت سی شکلیں ہیں۔

مذہبی انتہا پسندی

سماجی انتہا پسندی

سیاسی انتہا پسندی

مذہبی انتہا پسندی نے ہمارے ملک کو تباہی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔عقیدے کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق کرنا اور اپنے عقائد کو بزور طاقت دوسروں پر مسلط کرنا، مسلک کی بنیاد پر قتل کرنا، اقلیت کو ہراساں کرنا مذہبی انتہا پسندی ہے۔سماجی انتہا پسندی کی بات کی جائے تو ہم کسی حد تک انتہا پسند بن جاتے ہیں۔ہمارے معاشرے میں اس کی بہت سی شکلیں ملیں گی۔قتل وغارت گری، غیرت کے نام پر خواتین کا قتل، ان کو حقوق سے محروم رکھنا، یہ سب انتہا پسندی کی مثالیں ہیں۔طاقت کے زور پر کسی کے ووٹ کا حق چھیننا، کسی کے سیاسی نظریات پر قبضہ کرنا سیاسی انتہا پسندی ہے، گذشتہ الیکشن کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔پاکستان میں انتہا پسندی کے اثرات نے ہمارے معاشرے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ہمارے ملک میں امن وامان کا مسئلہ دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے معیشت تباہ ہورہی ہے۔قانون کا غلط استعمال کیا جارہا ہے۔

میڈیا کیا ہے ، اس کی اقسام ،بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

حفیظ بزدار

میڈیا لفظ میڈیم سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے راستہ۔میڈیا کی تین بنیادی اقسام ہیں:۔

ریاستی میڈیا

الیکٹرانک میڈیا

پرنٹ میڈیا

میڈیا کے حوالے سے شیر شاہ سوری کا بہت اہم کردار رہا ہے انہوں نے تیز ترین ڈاک کا نظام متعارف کروایا۔ان کے دور حکومت میں ایک گھڑ سوار کچھ سفر طے کر کے دوسرے گھڑ سوار کو معلومات دے کر آگے بھیجتا تھا۔شیر شاہ سوری بادشاہ بننے سے پہلے سپاہی تھا اور وہ جانتا تھا کہ معلومات تک جلد سے جلد رسائی بادشاہ کی طاقت ہوتی ہے۔آج کا میڈیا پرائیوٹ بزنس بن چکا ہے میڈیا کے ڈھانچے میں خبر اور رپورٹنگ بنیادی اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ بنیادی عوامل ہیں۔انتہا پسندی کے فروغ میں میڈیا کا رول اہم ہے میڈیا ایک ریاست کی طرح کام کر رہا ہے۔وہ جب چاہے کسی کی پگڑی اچھال دے یا کسی کے سر پر دستار رکھ دے۔اس سے ملک کے حالات پر بڑا برُا اثر پڑ رہا ہے۔ٹیلی ویژن چینلز تربیت کی کمی کی وجہ سے گیٹ کیپری کے فرائض سے ناواقف ہیں، گیٹ کیپر کا فرض ایسی تمام اطلاعات کو روک لینا ہے جس سے معاشرے میں بدامنی پھیلے۔

ایک اچھے رپورٹر کے لیے یہ شرائط ضروری ہیں۔

☆ صحافی پیشہ ور ہو اور صحافت کے اصولوں سے بھی واقف ہو۔

☆ سچا ہو۔اور تحقیق کی بنیاد پر رپورٹنگ کرے۔

☆ تعلیم یافتہ ہو۔

انتہاپسندی کے انسداد میں ادب،ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

دلیپ دوشی

انتہا پسندی ایسا لفظ ہے جس کی واپسی نہیں ہوتی۔ہمارے ذہنوں میں شدت پسندی اور انتہا پسندی کا رجحان تب پیدا ہوتا ہے جب ہم مایوسی یا احساس محرومی کا شکار بنتے ہیں جس کے باعث ہمارے اندر عدم برداشت کی کیفیت جنم لیتی ہے۔انتہا پسندی جس طرح سے ہمارے ملک میں پھیل رہی ہے اس کی روک تھام میں فنون لطیفہ بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔فنون لطیفہ میں وہ قوت پوشیدہ ہوتی ہے جو لوگوں کے رویوں اور زندگیوں میں تبدیلی لانے کا سبب بنتی ہے۔ہمارے فنکار اور فنون لطیفہ سے متعلق دوسرے افراد ہمارا بہت بڑا سرمایہ ہیں کیونکہ یہ لوگوں کی فلاح کے لیے کام کرتے ہیں۔ادب اور فنون لطیفہ معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔کوئی بھی چیز خلا میں نہیں بنتی۔موسیقی، مصوری، رقص۔کشیدہ کاری اور شاعری یہ سب انسان کی اندرونی خوشی اور اطمینان کا باعث بنتی ہیں۔ہمارے صوفی شاعر شاہ لطیف بھٹائی، سچل سرمست کی شاعری میں برداشت اور رواداری کا سبق ملتا ہے۔گلوکار اپنی آواز کی مٹھاس سے لوگوں کے ذہنوں کو متاثر کرتا ہے جس سے لوگوں کے رویوں میں ٹھہراؤ آجاتا ہے۔

مذہبی ومسلکی ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل:

محمد علی شاہ

اسلام ایک مکمل دین ہے جو مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔لیکن ہمارے سماج میں مذہبی تفرقہ بازی نے بہت سے مسائل کو جنم دیا ہے۔انسانی معاشرے کو ان اقدار پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور ہر فرد کو چاہئے کہ وہ ان حقائق کو تسلیم کرے۔قرآن کے اصول چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اپنی اصلی شکل میں موجود ہیں۔ہمارے سماج میں چار بڑے مذہبی مکاتب فکر ہیں جنہوں نے مختلف مسالک کی شکل اختیار کر لی ہے۔ہمارے خطے میں لوگوں نے اپنی اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق مختلف اسلامی اصولوں کی خود ساختہ تشریح کی ہے جس نے ہمارے لیے بے شمار مسائل پیدا کر دیے ہیں۔اس میں قصور ہمارا ہے کیونکہ ہم نے مذہبی مسائل کو ان پڑھ ملاّ کے حوالے کر دیا ہے۔ہم خود مطالعہ نہیں کرتے۔دوسری طرف

ہمارے ریاستی ادارے بھی اس معاملے میں غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب اخلاقیات، عالمگیریت، بھائی چارے، اتحاد اور محبت کا درس دیتے ہیں ایک دوسرے کے مذہب کے بارے میں جاننے کا عمل ہمیں ایک دوسرے کے قریب کردیتا ہے جس سے معاشرتی ہم آہنگی پیدا ہوسکتی ہے۔

دوران ورکشاپ دو ویڈ فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ ایک ''ہم انسان'' اور دوسری ''مذہبی ہم آہنگی اور رواداری''۔

شرکاء کی رائے

ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سرٹیفکیٹ تقسیم کیے گئے اور گروپ فوٹو لی گئی۔ شرکاء نے ایچ آر سی پی کی تربیتی ورکشاپ کو سراہا اور کہا کہ ہماری تحصیل میں ایسی ورکشاپ کی ضرورت تھی جس کے ذریعے اپنے حقوق سے متعلق آگاہی ہوئی۔ ہمیں اپنے حقوق حاصل کرنے کا راستہ ملا اور اس پیغام کو ہم اپنی کمیونٹی اور محلے تک ضرور پہنچائیں گے۔

دوران ورکشاپ ایچ آر سی پی ٹیم کا مشاہدہ:

دوران ورکشاپ ایچ آر سی پی نے مشاہدہ کیا کہ ضلع ٹمیاری میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی عام ہے۔ سماجی اور سیاسی انتہاپسندی بھی پائی جاتی ہے، ضلع میں صحت اور تعلیم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جس سے لوگوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

سانگھڑ 10,9 ستمبر

موضوعات:

1) حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار،

2) جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق،

3) کیا سیاست کے لیے مذہب کا استعمال انتہاپسندی میں اضافہ کا سبب ہے؟

4) میڈیا کیا ہے؟ اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار،

5) انتہاپسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی)

اس ورکشاپ میں آپ کی شرکت پر ایچ آر سی پی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ ان کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔ اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہاپسندی ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کررہی ہے۔ ایچ آر سی پی نے پاکستان کے مختلف اضلاع اور تحصیل کی سطح پر تربیتی نشتوں کو منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ تیزی سے بڑھتے ہوئے اس کے اثرات سے بچا جاسکے جو ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہیں۔ ملک میں بڑھتی ہوئی انتہاپسندی نے انسانی حقوق کی پامالی اور مذہبی اختلافات میں اضافہ کردیا ہے۔ ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

> انسانی حقوق کی تحریک اور انسانی بقاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب پہلے انسان نے دوسرے کی زندگی کا حق تسلیم کیا تھا تو یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ جب **10** دسمبر **1948**ء کو انسانی حقوق کا چارٹر سامنے آیا تو اس میں تمام انسانوں کو مساوی حقوق ملنے کی بات سامنے آئی۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو سامنے رکھ کر پاکستان کا آئین بنایا گیا تھا تاکہ اس منشور پر عمل درآمد کیا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق فراہم کیے جائیں۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی)

پہلے تو ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ حقوق ہیں کیا؟ یہ بہت اہم بات ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے۔ آئین کے تحت ہمارے کون سے حقوق ہیں اور اسی طرح ہمیں اس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ ہمارے فرائض کیا ہیں اور اس بات پر غور کرنا بھی اہم ہے کہ ہم اپنے فرائض کس حد تک انجام دے رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے ہمارے فرائض کسی اور کے لیے حق ہوں۔ انسانی حقوق کی تحریک اور انسانی بقاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب پہلے انسان نے دوسرے کی زندگی کا حق تسلیم کیا تھا تو یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ جب 10 دسمبر 1948ء کو انسانی حقوق کا چارٹر سامنے آیا تو اس میں تمام انسانوں کو مساوی حقوق ملنے کی بات سامنے آئی۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو سامنے رکھ کر پاکستان کا آئین بنایا گیا تھا تاکہ اس منشور پر عمل درآمد کیا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق فراہم کیے جائیں۔ ترقی یافتہ ممالک کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ان معاشروں کی حالت بھی چند صدیاں پہلے ہمارے معاشرے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ مختلف تنظیموں نے اپنے اپنے حقوق کی بقاء کے لیے کوششیں کیں اور ایک مضبوط اور متحرک سماج کا وجود عمل میں آیا جس نے حقوق کی تحریک کو نہ صرف کامیاب کیا بلکہ اس کو ایک تسلسل دیا۔ کسی بھی معاشرے میں حقوق کے فروغ اور حقوق کے حصول کے لیے سول سوسائٹی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

فادر پولوس

جمہوریت یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "عوام کی حکومت"۔ جمہوریت ایک ایسے نظام حکومت کو کہتے ہیں جس میں عام آدمی یا عوام ریاست کے لیے جمہوری عمل کے ذریعے نمائندے منتخب کرتے ہیں۔ ابراہم لنکن نے جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی ''عوام کی حکومت عوام کے لیے''۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جمہوری حکومت میں سیاست دان اور افسر شاہی عوام کی خواہشات کے مطابق نظام حکومت چلاتے ہیں ایسی حکومت کا بنیادی مقصد عوام کی فلاح و بہبود اور تمام تر بنیادی سہولیات کی فراہمی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے نظام حکومت میں عوام الناس کی رائے کو اولیت دی جاتی ہے۔ جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں مذہبی، اقتصادی اور سیاسی آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے، اور ہر انسان کے تمام تر بنیادی حقوق کا احترام کیا جاتا ہے۔ اسی لیے تو جمہوریت اور انسانی حقوق لازم وملزوم ہیں۔ اگر کسی ریاست میں مکمل طور پر جمہوریت کا نظام ہوتو وہاں آباد تمام انسانوں کو ان کے حقوق میسر آئیں گے، اور جب کسی معاشرے میں انسانی حقوق کا فروغ ہوگا تو وہاں معاشی انقلاب برپا ہوگا اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوگی۔ ہر انسان کو اپنا حق ملے تو معاشرہ پرامن رہے گا۔ عالمی برادری اور سرمایہ کار جمہوری ممالک میں سرمایہ کاری کریں گے تو ملک میں خوشحالی آئے گی۔ جمہوری ممالک میں جہاں انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے وہاں معاشی ترقی کا نیا باب کھل جاتا ہے۔

کیا سیاست کے لیے مذہب کا استعمال انتہاپسندی میں اضافہ کا سبب ہے؟

حسن عسکری

کسی بھی معاشرے میں مذہب اور سیاست کے درمیان

تعلق کو نمایاں اہمیت حاصل ہوتی ہے، بالخصوص پاکستان جیسے معاشرے میں جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اپنے داخلی اور خارجی مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مذہب اور سیاست کو الگ الگ رکھیں۔ ہمارے ہاں مذہب اور سیاست کے تعلق کے حوالے سے اکثر بحث کی جاتی ہے جبکہ ہمارے نزدیک معاملہ مذہب اور سیاست کے تعلق کا نہیں بلکہ اس بات کو سمجھنے کا ہے کہ اسلام کا ہماری زندگی سے کیا تعلق ہے۔ اسلام دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لیے پروردگار عالم کی عطا کردہ ہدایت کا نام ہے۔ اسلام زندگی کے ہر پہلو پر ہمیں راستہ دکھاتا ہے۔ میں بحیثیت طالب علم یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں مذہب کے نام پر سیاست کو غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے اور اس کا استعمال بھی نہایت نامناسب انداز میں کیا جاتا ہے، جس سے انتہا پسندی کو خاص تقویت ملتی ہے، پاکستان کو مسلم ریاست تصور کرنے والے مذہبی ٹھیکیداروں نے قائد اعظم کی اس تقریر کا متن بھلا دیا ہے جس میں انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ اس ملک میں رہنے والے تمام لوگ پاکستانی ہیں اور وہ مذہبی طور پر آزاد ہیں اور تمام مذاہب کے پیروکار اس ملک میں اپنی عبادت کرنے میں آزاد ہوں گے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنا کر پیش کرنے والے اپنے ہی وطن میں مذہبی جنونیت کا شکار بنے ہوئے ہیں جس سے مذہبی رویوں میں مزید شدت آ گئی ہے۔

ہمارے بزرگوں نے اس مقصد کے لئے پاکستان کے قیام کے لئے قربانیاں نہیں دی تھیں کہ ہم ایک بار پھر ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر اسی انداز سے زندگی گزاریں جس انداز سے ہم قیام پاکستان سے قبل زندگی گزار رہے تھے۔ یہ ہماری بدقسمتی کہہ لیں یا منفرد حکمت عملی کہ ہمارے ملک میں ملائیت نے معاشرے پر منفی اثرات ڈالے ہیں اور یہ اثرات دیرپا ہیں۔ ملک میں مذہبی جنونیت کے پیروکاروں کی وجہ سے مسائل میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ جنرل ضیاء الحق کی سوچ نے پاکستان میں ملاّ ازم کو پروان چڑھایا اور دین کے ٹھیکیداروں نے ملک کے نظام حکومت میں اسلامائزیشن کے کلچر کے قیام پر زور دیا جس کے نتیجے میں ملائیت مسجد اور مدرسوں سے نکل کر ایوانوں تک پہنچ گئی جس نے پاکستان کے آئین، انسانی حقوق کے منشور اور نظام حکومت کے فکری معاملات کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا۔ اس میں بڑی حد تک ہم عوام کا قصور بھی ہے کیونکہ ہم دین اور مذہب کے معاملے میں اکثر لکیر کے فقیر بن جاتے ہیں اگر ہم ان مذہبی ٹھیکیداروں کی زندگی کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ مسجدوں اور مدرسوں کے حجروں میں رہنے والوں نے سیاست میں آنے کے بعد عوام کی بجائے اپنی زندگی میں کس طرح کی تبدیلی کو یقینی بنایا۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ سیاسی عمل میں مذہبیت کے رجحانات سے نہ صرف ملک کا سیاسی عمل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے بلکہ مذہب کے اصولوں سے بھی ہم دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی اپنا احتساب کیا ہے؟ کیا ہم اسلام کی روح کے مطابق دوسرے مذاہب سے وابستہ افراد کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں؟ بدقسمتی سے ہم ان کے ساتھ کھانا پینا تو دور کی بات ان کے ساتھ کسی قسم کا لین دین کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ ہمارے مذہبی اکابرین نے اسلام کو ڈھال بنا کر سیاسی عمل کو بھی متاثر کیا۔ مذہب کے نام پر سیاست کرنے والوں نے عوام کو نہ تو مذہب کے قریب

پاکستان کو مسلم ریاست تصور کرنے والے مذہبی ٹھیکیداروں نے قائد اعظم کی اس تقریر کا متن بھلا دیا ہے جس میں انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ اس ملک میں رہنے والے تمام لوگ پاکستانی ہیں اور وہ مذہبی طور پر آزاد ہیں اور تمام مذاہب کے پیروکار اس ملک میں اپنی عبادت کرنے میں آزاد ہوں گے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنا کر پیش کرنے والے اپنے ہی وطن میں مذہبی جنونیت کا شکار بنے ہوئے ہیں جس سے مذہبی رویوں میں مزید شدت آ گئی ہے۔

کیا اور نہ ہی سیاست کے اصولی پیروکار بنا سکے۔ اس ساری صورتحال میں سیاست کا اصولی فلسفہ ہی تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔ ہمیں ان تمام تر رجحانات سے دور رہنے کی کوشش کرنا ہوگی جو ہمیں مذہبی جنونیت کی جانب دھکیلتے ہیں۔ ہمیں سیاست کے اصولوں کو سمجھنا ہوگا اور ان عناصر سے بچنے کی کوشش کرنا ہوگی جو سیاسی عمل کو مذہب کے حوالے سے استعمال کر کے ہمارے لئے مزید مسائل پیدا کرتے ہیں۔

میڈیا کیا ہے؟ اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی)

میڈیا لفظ میڈیم سے نکلا ہے یعنی ہر وہ ذریعہ جس سے خبر دوسروں تک پہنچے وہ میڈیا کہلاتا ہے۔ میڈیا کی تین بنیادی اقسام ہیں۔

ریاستی میڈیا، نجی میڈیا، اور متبادل میڈیا۔ ریاستی میڈیا میں وہ اخبار اور ٹی وی چینلز شامل ہیں جن پر ریاست کا براہ راست کنٹرول ہوتا ہے۔ جبکہ نجی میڈیا کاروبار کی طرح ہے جن کے اپنے مفادات اور مقاصد ہوتے ہیں۔ متبادل میڈیا میں فیس بک، ٹویٹر اور سکائپ وغیرہ شامل ہیں۔ پرائیوٹ میڈیا جب ہمیں خبر دیتا ہے تو یہ سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ کیونکہ عمومی طور پر میڈیا میں دیکھا گیا ہے کہ شہرت کی خاطر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا دیا جاتا ہے۔ کسی خاص مقصد کے لیے رائے قائم کرنے کے لیے خبر کے حقائق کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ چینلز اور اخبارات کے مالکان کا منفی رویہ صحافیوں کو کرپشن پر مجبور کرتا ہے۔ اور غیر تربیت یافتہ رپورٹرز کی وجہ سے خبر کی سچائی بدل جاتی ہے۔ میڈیا پر انسانی حقوق کو پامال کیا جاتا ہے۔ مثال کی طور پر جب کسی حادثے کے بعد لوگوں میں کٹے پھٹے اعضاء کو دکھا یا جاتا ہے تو لوگوں کے اندر خوف وہراس پیدا ہوتا ہے۔

انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

نواز کنبھر

انتہا پسندی کیا ہے؟

انتہا پسندی ایک ذہنی رویہ ہے جو مسائل کے غیر موزوں حل کے حصول پر آمادہ کرتی ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ کسی بھی معاملے میں انتہائی رائے رکھنا کہ واپسی کا راستہ نہ ملے اور مفاہمت کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے تو اسے انتہا پسندی کہتے ہیں۔ انتہا پسندی کا سب سے زیادہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس سے انسان مثبت سوچ سے محروم ہو جاتا ہے، عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اور جب انسان منفی سوچ کو اپنا لے تو تباہی و بربادی یقینی ہو جاتی ہے۔

ادب:۔

بنیادی طور پر ادب لاطینی زبان کے لفظ Literature سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں وہ تحریر جس کا تعلق تخلیقی عمل جیسے شاعری، ناول، افسانہ یا ڈرامہ سے ہو۔ مختصر یہ کہ لفظ ادب شاعری، ڈرامہ، فکشن کے لئے استعمال ہوتا تھا، لیکن وقت کے ساتھ اس کے معنی میں وسعت آ گئی ہے۔ کسی بھی تحریر کو ادب میں شمار کرنے سے پہلے ہم اس کی زبان کے حسن، جذبات کی عکاسی اور اخلاقی قدروں کو جانچتے ہیں۔ اس کے علاوہ ادب ایک ایسا آئینہ ہے جس میں قوم کی تہذیب، ثقافت کا عکس دیکھا جا سکتا ہے۔ ادب قوموں کا ترجمان بھی ہوتا ہے۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ انسانوں کے رہن سہن میں آنے والی تبدیلیوں کے ساتھ خود بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

ادیب کیا ہوتا ہے اور معاشرے کو سدھارنے میں اس کا کیا کردار ہو سکتا ہے؟

ادیب

کہا جاتا ہے کہ ادیب معاشرے کو سدھارنے میں اہم

کردارادا کرسکتا ہے۔ یہ مقولہ تو زبان زدِعام ہے کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ جب قلم میں اتنی طاقت ہے تو پھر ادیب تو معاشرے کو باشعور بنانے اور اسے سدھارنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ استاد معاشرہ کے ناخواندہ افراد کو لکھنے پڑھنے کے قابل ضرور بناتا ہے لیکن ادیب اس پڑھے لکھے انسان کو باشعور بنانے کی بالواسطہ کوشش کرتا ہے۔ اگر بات معاشرے کو سدھارنے، اسے باشعور بنانے، بامقصد زندگی گزارنے، جہالت سے جان چھڑانے، اور دلائل کے ساتھ بات ہوگی تو ادیب کا کردار ضرور زیر بحث آئے گا۔ یوں معاشرے میں ادیب کا کردار بہت اہمیت اختیار کرجاتا ہے۔ کیونکہ ادیب کی آنکھ کیمرے کا کام کرتی ہے اور وہ قلم کے ذریعے اپنے تصورات وخیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اس طرح ادیب معاشرے میں نئے ذہنی رجحانات کو متعارف کرواتا ہے۔

فنون لطیفہ

فن وہ تخلیقی عمل ہے جو کسی بھی معاشرے کے فنکاروں کی تخلیقی صلاحیتوں اور مہارتوں کو اجاگر کرتا ہے جن کے ذریعے معاشرے کی عکاسی ہوتی ہے۔ فنون لطیفہ سے منسلک مختلف لوگ مختلف طریقوں سے دنیا کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ ایک مصور برش اور رنگوں کے ذریعے دنیا کی خوبصورتی کو اجاگر کرکے خوبصورت مناظر کو زندگی بخشتا ہے اور انہیں مزید خوبصورت بناتا ہے۔ ایک موسیقار اور گلوکار ہمیں روح کی غذا فراہم کرکے ہمارے دلوں پر جمے ہوئے میل کو اتار کر شیشے کی طرح صاف کرتا ہے۔ ایک شاعر اپنی خوبصورت نظموں اور غزلوں کے ذریعے پیغام دیتا ہے اور بڑی سے بڑی بات کہہ جاتا ہے۔

انتہاپسندی کی روک تھام کے لئے فنون لطیفہ کا کیا کردار ہوسکتا ہے؟

فنون لطیفہ کی مختلف اقسام مثبت اور بامقصد تفریحی سرگرمیوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اگر یہ سرگرمیاں نہ ہوں تو اس سے معاشرہ انتہاپسندی کا شکار ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انتہاپسند فنون لطیفہ اور فنکاروں اور ادیبوں کے خلاف ہوتے ہیں۔ اگر ہم امن وسکون سے جینا چاہتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کا مستقبل محفوظ بنانا چاہتے ہیں، دنیا کی خوبصورتی کو بڑھانا چاہتے ہیں جیو اور جینے دو کی پالیسی پر چلنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں فنون لطیفہ کی مختلف اقسام کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ ادیبوں اور فنکاروں کی بھی قدر اور حوصلہ افزائی کرنا پڑے گی اور انتہاپسندی کو روکنے کا بہترین طریقہ یہی ہے۔

دوران ورکشاپ دو ویڈیو ڈاکومنٹری فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ پہلی ''ہم انسان'' اور دوسری ''مذہبی ہم آہنگی اور رواداری''

شرکاء کی رائے

ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے اور گروپ فوٹو لی گئی۔ شرکاء نے ایچ آر سی پی کی تربیتی ورکشاپ کو سراہا اور ایسی ورکشاپوں کو معاشرتی بہتری کے لئے ضروری قرار دیا۔ ان کے ذریعے ہمیں اپنے حقوق کی آگاہی ملتی ہے، اور ورکشاپ کے پیغام کو ہم اپنی کمیونٹی، محلے تک ضرور پہنچائیں گے۔

دوران ورکشاپ ایچ آر سی پی ٹیم کے مشاہدات:

دوران ورکشاپ ایچ آر سی پی نے مشاہدہ کیا کہ ضلع سانگھڑ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بہت زیادہ ہورہی ہیں۔ یہاں سماجی اور سیاسی انتہاپسندی بھی موجود ہے۔ ضلع میں صحت اور تعلیم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سڑکیں اور گلیاں انتہائی خستہ حالت میں ہیں جس سے لوگوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

فن وہ تخلیقی عمل ہے جو کسی بھی معاشرے کے فنکاروں کی تخلیقی صلاحیتوں اور مہارتوں کو اجاگر کرتا ہے جن کے ذریعے معاشرے کی عکاسی ہوتی ہے۔ فنون لطیفہ سے منسلک مختلف لوگ مختلف طریقوں سے دنیا کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ ایک مصور برش اور رنگوں کے ذریعے دنیا کی خوبصورتی کو اجاگر کرکے خوبصورت مناظر کو زندگی بخشتا ہے اور انہیں مزید خوبصورت بناتا ہے۔

جامشورو 12,11 ستمبر

موضوعات:

1) حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار،

2) انتہاپسندی کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل،

3) جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق،

4) انتہاپسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار،

5) طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، اور

6) میڈیا کیا ہے؟ اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار۔

سہولت کار

پروگرام آفیسر حفیظ بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر جمیلہ منگی، ضلع کوآرڈینیٹر لالہ ولی ڈینو میمو، امر سندھو، عرفانہ ملاح، عاشق میرانی، کاؤنسل ممبر پروین سومرو شامل تھے۔ اور شرکاء میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواتین و حضرات شامل تھے۔

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی) نے ورکشاپ کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار،

حفیظ بزدار (پروگرام آفیسر ایچ آر سی پی)

پہلے تو ہم جانیں گے کہ حقوق ہیں کیا؟ یہ بہت اہم بات ہے اس لئے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے ہمیں جاننا چاہئے کہ آئین کے تحت ہمارے کون سے حقوق ہیں اور اسی طرح ہمیں اس بات کا بھی پتہ ہونا چاہیے کہ ہمارے فرائض کیا ہیں اور اس بات پر غور کرنا بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے فرائض کس حد تک انجام دے رہے ہیں ہوسکتا ہے ہمارے فرائض کسی اور کے لیے حق ہوں۔ انسانی حقوق کی تحریک اور انسانی بقاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب پہلے انسان نے دوسرے کی زندگی کا حق تسلیم کیا تو یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ 10 دسمبر 1948ء کو انسانی حقوق کا چارٹر سامنے آیا جس میں تمام انسانوں کے حقوق کو برابری ملی۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو سامنے رکھ کر پاکستان کا آئین بنایا گیا تھا۔ ترقی یافتہ ممالک کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ان معاشروں کی حالت بھی چند صدیاں پہلے ہمارے معاشرے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ مختلف تنظیموں نے اپنے حقوق کی بقاء کے لیے کوششیں کیں اور ایک مضبوط اور متحرک سوسائٹی کا وجود عمل میں آیا جس نے حقوق کی تحریک کو نہ صرف کامیاب کیا بلکہ رواں دواں رکھا۔ کسی بھی معاشرے میں حقوق کے فروغ اور حقوق کے حصول کے لیے سول سوسائٹی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔

انتہاپسندی کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام رہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

عرفانہ ملاح

انتہاپسندی کیا ہے؟

کسی بھی معاملے میں انتہائی رائے رکھنے کو انتہاپسندی

کہتے ہیں مثلاً والدین کا بچوں کے مختلف معاملات میں کوئی فیصلہ کن رائے قائم کرنا اور پھر ہر حالت میں اس پر عمل کرانے کے لئے بضد ہونا۔حکمرانوں کی جانب سے بھی کوئی فیصلہ کرنا اور عوام کی مخالفت کے باوجود فیصلے میں ترمیم نہ کرنا، مذہبی معاملات میں اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنا، یہ سب انتہا پسندی کی تعریف میں آتا ہے۔

انتہا پسندی کی اقسام

ذاتی انتہا پسندی

حکومتی انتہا پسندی

معاشرتی انتہا پسندی

سیاسی انتہا پسندی

مذہبی انتہا پسندی

انتہا پسندی کے اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

شدت پسندی کی انتہا، زندگی کا خاتمہ ہوتی ہے اور یہ خاتمہ اپنا بھی ہوسکتا ہے اور دوسروں کا بھی۔ عمومی طور پر اختلافِ رائے اجتماعی یا انفرادی قتل کی بنیاد بنتا ہے۔ جس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ حالانکہ اسلام تو کسی بھی انسان کے قتل سے منع کرتا ہے۔لیکن آج انتہا پسند عمومی طور پر اقلیت کو انسانی درجہ نہیں دیتے جس کے تحت ہر شخص کو زندہ رہنے کا حق، ذاتی احترام کا حق، تعلیم کا حق، نقل وحرکت، اظہار رائے اور تجارت وغیرہ کے حقوق حاصل ہیں۔ انتہا پسندی جنسی تفریق کو فروغ دیتی ہے۔

اس کے علاوہ عقیدہ اور ذات پات کے حوالے سے بھی انتہا پسندی کو فروغ ملتا ہے جس کی انتہا قتل وغارت کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ اختلاف رائے کے باعث قتل وغارت گری کی مثالوں سے دنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ نہ صرف دنیا میں بلکہ خود ہمارے ملک میں آج ہم جس صورتحال کا سامنا کر رہے ہیں وہ انتہا پسندی نہیں تو اور کیا ہے۔ جس کا سب سے بڑا نقصان ہمارے اپنے ملک کو ہو رہا ہے اور حکمران صوبے اور شہر کے اصل مسائل سے کم وبیش غافل ہو کر رہ جاتے ہیں۔

جمہوریت اور انسانی حقوق ،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

عاشق میرانی

جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں ریاست کے افراد ووٹ کے ذریعے اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں تاکہ ریاست کو عوام کے مفادات کے تحفظ کے لیے بہتر طریقے سے چلاسکیں ایک جمہوری نظام حکومت میں درج ذیل خصوصیات ہوتی ہیں۔

1) عوام کی حاکمیت،

2) قانون کی عمل داری،

3) آزادی رائے کو یقینی بنانا، اور

4) تمام بنیادی حقوق کی فراہمی

ایک فرد کا مثبت جمہوری کردار پورے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ جمہوریت کسی بھی ریاست کا نظریہ ہوتی ہے اور ایک جمہوری ریاست رنگ ونسل، فرقہ اور زبان کی بنیاد پر اپنے شہریوں میں امتیاز پیدا نہیں کرتی۔ کسی بھی ملک میں جمہوریت اور معیشت کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے ایسا نہیں ہوتا کہ کسی ملک کا جمہوری نظام تو زوال پذیر ہو لیکن معیشت ترقی کر رہی ہو۔ جمہوریت اور معیشت کا تعلق آہستہ آہستہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جہاں تک انسانی حقوق اور معاشی ترقی کا تعلق ہے تو معاشی ترقی کے لیے بنیادی حقوق کا پرامن حصول لازم ہے، بدقسمتی سے پاکستان میں ہتھیاروں اور دہشت گردی کا کلچر فروغ پا رہا ہے جو ملک کو ترقی کی راہ سے دور کرتا جا رہا ہے۔ اور عوام عدم تحفظ کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ملک معاشی عدم استحکام کا شکار ہے۔

جمہوریت اور معیشت کا تعلق آہستہ آہستہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جہاں تک انسانی حقوق اور معاشی ترقی کا تعلق ہے تو معاشی ترقی کے لیے بنیادی حقوق کا پرامن حصول لازم ہے، بدقسمتی سے پاکستان میں ہتھیاروں اور دہشت گردی کا کلچر فروغ پا رہا ہے جو ملک کو ترقی کی راہ سے دور کرتا جا رہا ہے۔ اور عوام عدم تحفظ کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ملک معاشی عدم استحکام کا شکار ہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ اگر انسانوں کے باہمی تعلقات کا ایک بہتر نظام قائم ہوجائے تو انسانی معاشرے کے ارتقاء کی رفتار تیز ہوجاتی ہے۔ انسانی معاشروں کے مختلف ادوار میں مختلف قسم کے نظام وقوانین کا نفاذ رہا ہے۔ موجودہ دور جسے ہم ترقی یافتہ دور کہہ سکتے ہیں وہ محض کچھ عرصہ قبل قبائلی نظام سے جمہوری نظام میں تبدیل ہوا ہے۔ اور دنیا کی اقوام اس بات پر متفق نظر آتی ہیں کہ جمہوریت ہی ایسا نظام ہے جس میں مذہبی، اقتصادی اور سیاسی آزادی کی ضمانت دی جاسکتی ہے بلکہ اس نظام کی بنیادیں ایسے سماجی سیاسی عقائد، رویوں اور اقدار پر استوار ہوتی ہیں جو انسانی مساوات پر صرف قانون کی حد تک نہیں بلکہ تمام تر سیاسی اور سماجی حوالوں پر محیط ہوتے ہیں ایسے معاشرے میں ہر انسان کے بنیادی حقوق کے احترام کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔

امر سندھو

انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

فن کی کئی شکلیں ہیں، جیسے شاعری، موسیقی، افسانہ، مصوری، مجسمہ سازی، رقص، ڈرامہ اور فلم وغیرہ۔ فنونِ لطیفہ نہ صرف انسانی جبلتّوں اور ان کے مزاجوں کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان کی سمت کا تعین بھی کرتے ہیں۔ فنونِ لطیفہ اور ان سے وابستہ لوگ نہ صرف دنیا میں چھپی ہوئی خوبصورتی کو ظاہر اور اجاگر کرتے ہیں بلکہ اس خوبصورتی میں اپنے فن کے ذریعے اضافہ کر کے اسے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں یوں وہ دنیا کی بدصورتیوں کو کم کرنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی خوبصورتیوں میں اضافے کا باعث بھی بنتے ہیں۔ جو انسان فنونِ لطیفہ سے پیچھے ہٹتا ہے، اسے پسند نہیں کرتا، فنکاروں کی قدر اور حوصلہ افزائی نہیں کرتا یقیناً وہ اس دنیا میں بدصورتی کو بڑھانا چاہتا ہے، دنیا کی بدصورتیوں کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ وہ دنیا کو خوبصورت دیکھنا نہیں چاہتا۔

زندگی ایک حقیقت ہے، زندگی ایک جگہ ٹھہر جانے نام بھی نہیں ہے، زندگی تغیر اور تبدیلی پسند ہے، ہماری موجودہ زندگی ارتقا کے عمل کے ذریعے ہی یہاں تک پہنچی ہے اور یہ ارتقا کا عمل ہر لمحہ جاری ہے۔ لیکن انتہا پسند اس تبدیلی کو پسند نہیں کرتے انہیں زندگی کی تغیر پسندی اچھی لگتی اور نہ ہی قابل قبول ہے۔ مختلف ادبی سرگرمیوں جن میں ڈرامے، فلم تھیٹر، مشاعرے، موسیقی مذاکرے، ریلیاں، لیکچر و بحث مباحثے شامل ہیں، کے ذریعے انتہا پسندی کو روکا جاسکتا ہے۔ ادبی ذوق رکھنے والے دنیا کو خوبصورت بنانے اور دیکھنے کے خواہشمند لوگ ہوتے ہیں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

پروین سومرو

انسانی سوچ اور رویوں میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے تعلیم واحد ذریعہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ طلباء میں انسانی حقوق کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے اور انہیں اپنے حقوق کے ساتھ دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم کو نصاب میں شامل کرنا چاہئے۔ دسمبر 1948ء کو انسانی حقوق کو دستاویزی شکل دی گئی۔ اس دستاویز کے مطابق ریاست بنیادی حقوق کا تحفظ دیتی ہے لیکن افسوس کہ

ان بنیادی حقوق کو نظر انداز کرنے اور اس کی خلاف ورزیوں کی وجہ انہی اداروں کے انتظامی ڈھانچوں میں موجود ہیں۔قانون کی تدوین سے زیادہ اہم اس کی عملداری کے نظام کا ہونا ضروری ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری تعلیمی پالیسی مستحکم نہیں رہی۔ 1987ء میں جو تعلیمی پالیسی بنائی گئی، اس کے منفی اثرات آنے والے دس برسوں میں سامنے آگئے۔جمہوریت تب تک مستحکم نہیں ہوگی جب تک بچہ نصاب کے ذریعے حقوق کی فراہمی سے آگہی نہ رکھے گا۔

میڈیا کیا ہے؟اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی)

میڈیا لفظ میڈیم سے نکلا ہے یعنی ہر وہ ذریعہ جس سے خبر دوسروں تک پہنچے وہ میڈیا کہلاتا ہے۔میڈیا کی تین بنیادی اقسام ہیں۔

ریاستی میڈیا، نجی میڈیا، اور متبادل میڈیا، ریاستی میڈیا میں وہ اخبارات اور چینلز شامل ہیں جو براہ راست ریاست کی ملکیت میں ہیں جبکہ نجی میڈیا کاروبار ہے اور ان کے مالکان کے اپنے مفادات اور مقاصد ہوتے ہیں۔متبادل میڈیا میں فیس بک، ٹویٹر اور سکائپ وغیرہ آتے ہیں۔پرائیویٹ میڈیا جب ہمیں خبر دیتا ہے تو یہ سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ خبر سچ ہے یا جھوٹ کیونکہ اکثر میڈیا میں دکھایا گیا ہے کہ شہرت کی خاطر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا دیا جاتا ہے۔کسی خاص مقصد کے لیے رائے قائم کرنے کے لیے خبر کو بدل دیا جاتا ہے۔چینلز اور اخبارات کے مالکان کا منفی رویہ صحافیوں کو کرپشن کرنے پر مجبور کرتا ہے۔اور غیر تربیت یافتہ رپورٹرز کی وجہ سے خبر کے مقاصد اور سچائی بدل جاتے ہیں۔میڈیا پر انسانی حقوق کو مسخ کیا جاتا ہے۔

شرکاء کی رائے

ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سرٹیفکیٹ تقسیم کیے گئے اور گروپ فوٹو لی گئی اور شرکاء نے ایچ آر سی پی کی اس تربیتی ورکشاپ کو سراہا اور کہ ضلع میں ایسی ورکشاپ کی ضرورت تھی جس میں ہمیں اپنے حقوق کی آگاہی ملے جس کی مدد سے ہمیں اپنے حقوق حاصل کرنے کا راستہ ملا اور اس پیغام کو ہم اپنی کمیونٹی، محلے تک ضرور پہنچائینگے۔

ٹنڈوالله یار 14,13 ستمبر

موضوعات:

1) حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار،

2) جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق،

3) مذہبی ومسلکی ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل،

4) میڈیا کیا ہے؟ اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار،

5) انتہا پسندی کیا ہے؟اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل۔

سہولت کار

پروگرام آفیسر حفیظ بزدار، یجنل کوآرڈینیٹر جمیلہ منگی، ضلعی کوآرڈینیٹر سرون کمار، شیراز چانڈیو، جمال مسعود۔شرکاء میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواتین و حضرات شامل تھے۔

اغراض ومقاصد

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی)

اس ورکشاپ میں شرکت کرنے پر ایچ آر سی پی آپ سب کا شکر گزار ہے۔ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جاسکے۔اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہا پسندی ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ایچ آر سی پی نے پاکستان کے مختلف اضلاع اور تحصیل کی سطح پر تربیتی نشستوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات سے بچا جا سکے جو ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہیں۔ملک میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی نے انسانی حقوق کی پامالی اور مذہبی اختلافات میں اضافہ کردیا ہے۔ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا چاہیے۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

دنیا کے 190 ممالک انسانی حقوق کے پابند ہیں۔یہ جدوجہد 18 ماہ چلی تھی۔ ہمارے آئین میں بھی ان انسانی حقوق کی فراہمی کی ضمانت دی گئی ہے۔اس میں مردوں، عورتوں، بچوں اور چھوٹی قوموں سمیت تمام انسانوں کے حقوق کی فراہمی شامل ہے۔موجودہ انسانی حقوق کے چارٹر میں معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی حقوق شامل ہیں۔

عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا بہت بڑا کردار ہے۔حق مانگنے والا مانگ نہیں رہا اور دینے والا دے نہیں رہا۔2006ء میں RTI منظور ہوا جس کو Right to information کہا جاتا ہے جس میں آرٹیکل 19A کے تحت معلومات تک رسائی کا حق سب کو دیا گیا ہے۔اب کوئی بھی شخص کسی بھی سرکاری ادارے کے سربراہ کو درخواست دے کر معلومات حاصل کرسکتا ہے۔اگر کسی ادارے کا سربراہ انکار کرے تو پھر یہی درخواست اعلیٰ افسران کو دی جاسکتی ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

شیراز چانڈیو

جمہوریت (Democracy) یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے عوام کی حکومت۔جمہوریت ایسے نظام حکومت کو کہتے ہیں جس میں مذہبی، اقتصادی اور سیاسی آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے۔اور ہر انسان کے بنیادی حقوق کا احترام کیا جاتا ہے۔اسی لئے تو جمہوریت اور انسانی حقوق لازم و ملزم ہیں۔حقوق وہ جو ہمیں آئین میں ملے ہیں یعنی زندہ رہنے کا حق، اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق، جسمانی اذیت، انسانیت سوز سلوک سے چھٹکارے کا حق، تقریر اور تحریر کا حق شامل ہیں۔پاکستان میں جمہوریت اس لیے مستحکم نہیں ہوسکی کہ یہاں ساٹھ برسوں میں سے چونتیس برس تک فوج نے براہ راست حکومت کی ہے۔اس کے منفی اثرات نے ہماری سماجی اور معاشرتی رہن سہن کے تاروپود کو بکھیر دیا ہے۔ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جس معاشرے میں انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں، وہاں معاشی ترقی کا تصور ناپید ہوتا ہے۔

میڈیا کیا ہے، اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

حفیظ بزدار

میڈیا لفظ میڈیم سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے راستہ۔

میڈیا کی بنیادی اقسام درج ذیل ہیں:۔

ریاستی میڈیا

الیکٹرانک میڈیا اور

پرنٹ میڈیا

آج کا میڈیا نجی کاروبار بن چکا ہے۔میڈیا میں خبر اور رپورٹنگ بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔انتہا پسندی کے فروغ میں میڈیا کا کردار اہم ہے۔ ہمارے ہاں میڈیا ایک ریاست کی

طرح کام کر رہا ہے۔ جو لوگوں کو جزا اور سزا دینے کا فیصلہ دیتا ہے۔ اس صورتحال نے ملک کے مجموعی حالات کو متاثر کیا ہے۔ ایک اچھے رپورٹر کے لئے پیشہ ورصحافی ہونا اور صحافت کے اصولوں سے واقفیت رکھنا بے حد ضروری ہے۔ رپورٹر کو سچا ہونا چاہئے اور وہ تحقیق کو بنیاد بنا کر رپورٹنگ کرے۔ اس کے علاوہ رپورٹر بننے کے لئے اس کا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا بنیادی شرط ہونی چاہئے۔

انتہا پسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

مسعود جمال

عمومی طور جب ہم انتہا پسندی کا ذکر کرتے ہیں تو ہمارے ذہن مذہبی انتہا پسندی کی طرف مُڑ جاتے ہیں اور ایسا ہونا اس لیے بھی فطری ہے کہ معاشرتی سطح پر ہم اس کے سب سے زیادہ شکار ہیں۔ انتہا پسندی کی چند اقسام آپ ساتھیوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

1) مذہبی انتہا پسندی
2) سماجی انتہا پسندی
3) ریاستی انتہا پسندی

مذہبی انتہا پسندی:۔

مذہبی انتہا پسندی کا سادہ مفہوم عقیدے کی بنیاد پر انسانوں کی برتری اور کمتری کا تعین کرنا ہے اور اسی حوالے سے ان کے ساتھ سلوک کرنا انتہا پسندی کی سب سے زیادہ خطرناک قسم ہے کیونکہ انسانی تاریخ میں لوگ اسی وجہ سے غیر انسانی سلوک کا نشانہ بنتے ہیں۔ یہ تمام انسانوں کا بنیادی حق ہے کہ اپنے عقیدے کو برحق سمجھیں لیکن کسی کے عقیدے کو بزور طاقت تبدیل کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔

سماجی انتہا پسندی

ہم سب اپنی زندگی میں کہیں نہ کہیں اس کا شکار ہوتے ہیں۔ سماجی رویوں اور ضابطوں کے حوالے سے انتہا تک چلے جانا سماجی انتہا پسندی کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے سماج میں بچیوں کی کم عمری میں شادیاں یا شادی طے کرتے وقت لڑکی کی مرضی نہ جاننا، کاروکاری کے نام پر قتل وغیرہ سماجی انتہا پسندی کی تعریف میں آتے ہیں۔

سیاسی انتہا پسندی

پاکستانی سماج میں اس کے بہت سے مظاہر ملتے ہیں طاقت کے زور پر کسی کے ووٹ کا حق چھین لینا، دوسروں کے سیاسی نظریات کا احترام نہ کرنا سیاسی انتہا پسندی ہے ووٹ معاشرے کے ہر فرد کا حق ہے لیکن جب کوئی ڈرا دھمکا کر یا لالچ دے کر اس حق کو پامال کرتا ہے تو وہ سیاسی انتہا پسندی کا مرتکب ہوتا ہے۔

لائحہ عمل

پاکستان اس وقت انتہا پسندی جیسے مسئلے دو چار ہے جس کے اثرات ہمارے معاشرے کو تیزی سے اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اس مرض سے چھٹکارہ حاصل کریں۔ ہمیں چاہئے کہ ان تمام مسائل کا مل کر مقابلہ کریں۔ ملک کو اس تباہی سے بچانے کی مل کر کوشش کریں۔ ہمیں رواداری اختیار کرنی ہوگی، ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنا ہوگا اور اپنے آپ میں تحمل پیدا کرنا ہوگا۔

مذہبی ومسلکی ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کا لائحہ عمل

رواداری کا مطلب ہے تمام افراد کا بلالحاظ رنگ و نسل، جنس وعقیدہ، ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا، ایک دوسرے کی اچھائیوں کی تقلید کرنا اور خامیوں اور کمزوریوں کو نظرانداز کرنا۔ رواداری انسان کا فطری جذبہ ہے جبکہ نارواداری حیوانی جذبات کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا نام ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ رواداری قوموں کو استحکام اور ترقی کی ضمانت دیتی ہے اور عدم رواداری قوموں کے زوال کے اسباب پیدا کرتی ہے۔ اسلام چند رسومات اور عبادات کا یا زندگی کے بے لچک قواعد کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک ہمہ پہلو طریق زندگی ہے۔ اسلام لوگوں کو زندگی گزارنے کے بنیادی اصول فراہم کرتا ہے اب یہ لوگوں کا کام ہے کہ وہ ان اصولوں کی روشنی میں اپنے مقام اور حالات کے مطابق زندگی گزاریں۔ پاکستان کے مسلمان بھی دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرکے ایک اچھی مثال قائم کرسکتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شامل ہوکر ہم ترقی کرسکتے ہیں۔ اندرون سندھ اور پاکستان کے تمام شہروں میں دیگر مذاہب کی عبادت گاہیں موجود ہیں جن میں چرچ، مندر اور گردوارے شامل ہیں۔ سب شہریوں کو ان عبادت گاہوں کا احترام اور ان کی حفاظت کرکے رواداری کی مثال قائم کرنی چاہیے۔ بالخصوص مسلمانوں کو ان عبادت گاہوں کی حفاظت اور احترام بھی اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح وہ اپنی مسجدوں کا احترام کرتے ہیں۔ ہمیں ان شرپسندوں کی بھرپور مخالفت کرنی چاہیے جو ہمارے ملک کے امن کو تباہ کرنے اور ہمارے قومی اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں۔

رواداری کا مطلب ہے تمام افراد کا بلالحاظ رنگ و نسل، جنس وعقیدہ، ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا، ایک دوسرے کی اچھائیوں کی تقلید کرنا اور خامیوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کرنا۔ رواداری انسان کا فطری جذبہ ہے جبکہ نارواداری حیوانی جذبات کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا نام ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ رواداری قوموں کو استحکام اور ترقی کی ضمانت دیتی ہے اور عدم رواداری قوموں کے زوال کے اسباب پیدا کرتی ہے۔

دورانِ ورکشاپ دو وڈیو ڈاکومنٹریز بھی دکھائی گئیں ایک ''ہم انسان'' دوسری ''مذہبی ہم آہنگی اور رواداری''

شرکاء کی رائے

ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے اور گروپ فوٹو لی گئی اور شرکاء نے ایچ آر سی پی کی تربیتی ورکشاپ کو سراہا کہ اسے وقت کی ضرورت قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس سے ہمیں اپنے حقوق کی آگاہی ملتی ہے جس کی مدد سے ہم اپنے حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کرسکتے ہیں اور اس پیغام کو ہم اپنی کمیونٹی، محلے تک ضرور پہنچائیں گے۔

دورانِ ورکشاپ ایچ آر سی پی ٹیم کے مشاہدات:

دورانِ ورکشاپ ایچ آر سی پی نے مشاہدہ کیا کہ ضلع ٹنڈو اللہ یار میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات تسلسل کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور مذہبی انتہا پسندی بھی پائی جاتی ہے، ضلع میں صحت اور تعلیم کا بحران ہے۔

مٹھی، تھرپارکر 17,16 ستمبر

موضوعات:

1) حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار،

2) طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت،

3) انتہا پسندی کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل،

4) میڈیا کیا ہے؟ اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار، اور

5) انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

سہولت کار

پروگرام آفیسر حفیظ بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر جمیلہ منگی، ضلع کوآرڈینیٹر دلیپ کمار، شوکت تبسم، بھورول، ڈاکٹر ہیرانند جبکہ

شرکاء میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات شامل تھے۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

حفیظ بزدار پروگرام آفیسر (ایچ آر سی پی)

اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہاپسندی ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ایچ آر سی پی نے پاکستان کے مختلف اضلاع کیا ورتحصیل لیول پرتربیتی نشستوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے تا کہ تیزی سے بڑھتے ہوئے اس کے اثرات سے بچا جا سکے جو ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہیں۔

حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

انسانی حقوق کی تکریم اور انسانی بقاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔جب پہلے انسان نے دوسرے کی زندگی کا حق تسلیم کیا تو یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔جب 10 دسمبر 1948ء کوانسانی حقوق کا چارٹر سامنے آیا جس میں تمام انسانوں کے حقوق کو برابری ملی ہے۔پاکستان کا آئین انسانی حقوق کے عالمی منشور کی روشنی میں تیار کیا گیا تھا اس پر عملدرآمد ہمارا فرض ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

بھورومل

تعلیم ایک ایسا زیور ہے جوانسان کی مخفی صلاحیتوں کو ظاہر کرتی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد جو نصاب سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے،اس کا زوراسلامائیزیشن پر ہے،اقلیت کواپنے مذہبی نصاب سے دور رکھا گیا ہے۔اگر دیکھا جائے تو نصاب میں بہت سے ایسے مضامین شامل ہیں جو بے معنی ہیں۔ ہمارے تعلیمی نصاب اور طرز تعلیم میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے،آج کے مسائل کے حل کے لیے ماضی پرستی کا درس دیا جاتا ہے اور دوسروں کے مذاہب،ثقافت اور زبان کے بارے میں منفی رویہ کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ضرورت ہے کہ نسل میں تخلیقی اندازفکر کو پروان چڑھایا جائے۔ جب تک ہم ملک کو مذہبی کشمکش سے دور نہیں رکھیں گے،ہم زوال کی طرف ہی بڑھتے چلے جائیں گے۔

تعلیمی پالیسی

ضیاءالحق نے 1980ء میں جس تعلیمی پالیسی کو نافذ کیا، اس کا مقصد مدارس کے تصور کو ابھارنا تھا۔اس کے نتیجے میں سماجی اور ثقافتی سطح پر تصادم کی صورتحال پیدا ہوگئی جس کا نتیجہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔

انتہاپسندی کیا ہے،اس کی مختلف اقسام ہماری زندگیوں پراس کے اثرات اوران کی روک تھام کیلئے لائحہ عمل

ہیرانند

انتہاپسندی کے معنی کسی بھی کام میں حد سے گزر جانا ہے۔انتہاپسندی ایک ذہنی رویہ ہے جو مسائل کے غیرموزوں حل پر زور دیتا ہے۔انتہاپسند اپنی بندوق کی قوت سے حالات اپنے حق میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔آج پاکستان کو انتہاپسند کارروائیوں اور سرگرمیوں کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔شاید کوئی دن ایسا ہو جس دن انتہاپسند اپنی کارروائیاں نہ کرتے ہوں۔

انتہاپسندی کی کئی اقسام ہیں۔

سماجی انتہاپسندی،

معاشی انتہاپسندی،

مذہبی انتہاپسندی،

سیاسی انتہاپسندی،

ہمیں انتہاپسندی کی ان تمام اقسام کواپنے سماج سے نکال باہر کرنا ہوگا۔تبھی ہم سماجی، اقتصادی اور ثقافتی ترقی کے حصول میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

میڈیا کیا ہے؟ اس کی اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اورانتہاپسندی کے انسداد یافروغ میں میڈیا کا کردار،

حفیظ بزدار

ہمارے ہاں میڈیا کو، چاہے وہ حکومتی ہو،نجی ہو یا متبادل میڈیا، ذاتی اور طبقاتی مفادات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کے باعث عام آدمی تک اصل حقائق نہیں پہنچ پاتے۔ ہمارا میڈیا سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرنے میں مہارت رکھتا ہے۔اس کی وجہ مالکان کا خود کو ہر لحاظ سے طاقتور بنانے کا جنون اور کم تعلیم یافتہ اور میڈیا کے اصول وضوابط سے بے بہرہ خبریں تیار کرنے والے وہ لوگ ہیں جو خود کو صحافی کہلانے پر مصر ہوتے ہیں۔

انتہاپسندی کے انسداد میں ادب،ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

شوکت تبسم

ادب عربی زبان کا لفظ ہے اور مختلف النوع مفہوم کا حامل ہے،ظہوراسلام سے قبل عربی زبان میں یہ لفظ ضیافت اور مہمان نوازی کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔بعد میں ایک اور مفہوم بھی شامل ہوا جسے ہم شائستگی کہہ سکتے ہیں۔عربوں کے نزدیک مہمان نوازی لازمہ شرافت سمجھی جاتی ہے،چنانچہ شائستگی،سلیقہ اورحسن سلوک بھی ادب کے معنوں میں داخل ہوئے،جو مہمان داری میں شائستہ ہوگا وہ عام زندگی میں بھی شائستہ ہوگا اس سے ادب کے لفظ میں شائستگی بھی آگئی۔اس میں خوش بیانی بھی شامل ہے،اسلام سے قبل خوش بیانی کواعلیٰ ادب کہا جاتا تھا،نرمی اور شائستگی یہ سب چیزیں ادب کا جزو بن گئیں،بنوامیہ کے زمانے میں بصرہ اورکوفہ میں زبان کو مزید فروغ حاصل ہوا۔اسی زمانے میں گرامر اور صرف ونحو پر کتب لکھی گئیں۔ادب کے لیے ضروری ہے کہ اس میں تخیل اور جذبات ہوں ورنہ ہر تحریر ادب کہلا سکتی ہے۔خواہشِ تخلیق انسان کی فطرت میں ہے۔جبلی خواہش سے آرٹ پیدا ہوتا ہے،آرٹ اور دوسرے علوم میں یہی فرق ہے کہ اس میں کوئی مادّی نفع مقصود نہیں ہوتا،یہ بے غرض مسرت ہے۔ادب آرٹ کی ایک شاخ ہے جسے فن لطیف بھی کہہ سکتے ہیں۔میتھیو آرنلڈ کے نزدیک وہ تمام علم جو کتب کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے وہ ادب کہلاتا ہے۔کارڈینل نیومین کہتا ہے انسان افکار،خیالات اوراحساسات کا اظہار زبان اورالفاظ کے ذریعے کرتا ہے جوادب کہلاتا ہے۔نارمن جودک کہتا ہے کہ ادب سے مراد وہ تمام سرمایہ ہے جو خیالات واحساسات کے ساتھ تحریر میں آتا ہے۔

انتہاپسندی کے انسداد میں فنون لطیفہ کا کردار

انتہاپسندی کا سب سے بڑا نقصان ہے کہ اس کے نتیجے میں سوچ پر پردہ پڑ جاتا ہے، لوگ سوچنے سمجھنے سے محروم ہوجاتے ہیں۔اوران کی عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اورانسان فیصلہ نہیں کر پاتا۔فنون لطیفہ اس منفی عمل کو روک سکتے ہیں۔

دورانِ ورکشاپ دو ویڈیو ڈاکومنٹریز بھی دکھائی گئیں۔ ایک ہم ’’انسان‘‘ اور دوسری ’’مذہبی ہم آہنگی اور رواداری‘‘۔

شرکاء کی رائے

ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے اور گروپ فوٹو لی گئی۔ شرکاء نے ایچ آر سی پی کی تربیتی ورکشاپ کو سراہا اور کہا کہ تحصیل میں ایسی ورکشاپ کی ضرورت تھی جس میں ہمیں اپنے حقوق سے آگاہی ہوئی۔شرکاء کا کہنا تھا کہ وہ اس آگہی کو عام لوگوں تک پہنچائیں گے۔

دوران ورکشاپ ایچ آر سی پی ٹیم کا مشاہدہ:

دورانِ ورکشاپ ایچ آر سی پی نے مشاہدہ کیا کہ ضلع مٹھی تھرپارکر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی عام ہے سماجی اور سیاسی انتہاپسندی بھی پائی جاتی ہے،ضلع میں صحت اور تعلیم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں۔جس سے لوگوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

صحت

تعلقہ ہسپتال کی تعمیر کا مطالبہ

شہداد کوٹ 3 اکتوبر کو تحصیل نصیر آباد میں تعلقہ ہسپتال کی تعمیر کے لیے شہریوں کی طرف سے احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ اس موقع پر رہنماؤں کا کہنا تھا کہ پانچ سالوں سے نصیر آباد کو تعلقہ تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے لیکن چار لاکھ شہری آبادی میں صرف ایک رورل ہیلتھ سینٹر ہے۔ جو طبی سہولتوں کے لیے ناکافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہریوں کی جدوجہد کی وجہ سے تعلقہ ہسپتال کا اعلان کیا گیا ہے لیکن اس کی تعمیر نہیں کی جارہی، انہوں نے کہا کہ شہر بنیادی ضرورتوں اور سہولتوں سے محروم ہے۔ انہوں نے کہا کہ سول ہسپتال تعمیر کر کے، نصیر آباد شہر کو تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی مسائل کو حل کیا جائے۔ (ندیم جاوید)

پولیو کارکن پر بم حملہ، تین افراد جاں بحق

مہمند ایجنسی پاکستان کے قبائلی علاقے مہمند ایجنسی میں حکام کے مطابق پولیو کے ایک کارکن پر ہونے والے بم حملے میں ان سمیت تین افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ واقعہ 15 اکتوبر کی صبح مہمند ایجنسی کے دور افتادہ علاقے تحصیل صافی میں علینگار کے مقام پر پیش آیا۔ انھوں نے کہا کہ انسداد پولیو کے شعبے سے وابستہ ایک کارکن محمد گل اپنے دو رشتہ داروں کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ ان کے گھر کے قریب نصب بم دھماکے میں نشانہ بنائے گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں دو افراد اس پولیو ورکر کے رشتہ دار بتائے جاتے ہیں۔ سرکاری اہلکار کا کہنا تھا کہ علاقے میں انسداد پولیو کی کسی مہم کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ دھماکے میں نشانہ بننے والے تینوں افراد پولیو کارکن بتائے جاتے ہیں جو علاقے میں انسداد پولیو کے مہمات میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ ان کے مطابق زخمی شخص تحصیل صافی میں انسداد پولیو کا فوکل پرسن ہے جبکہ مرنے والے افراد ان کے ساتھ کام کرتے تھے۔ مہمند ایجنسی میں پولیو مہم کا کوئی باقاعدہ اعلان نہیں ہوتا تاہم اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ علاقے میں پولیو ٹیمیں گھر گھر جا کر بچوں کو پولیو کے قطرے پلاتی ہیں۔ مہمند ایجنسی میں اس سے پہلے پولیو کارکنوں پر کم ہی حملے دیکھنے میں آئے ہیں جبکہ دیگر قبائلی ایجنسیوں کے مقابلے میں یہاں پولیو کے خلاف ردعمل بھی زیادہ شدید نہیں رہا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس ایجنسی میں پولیو سے متاثرہ افراد کی تعداد بھی کم رہی ہے۔ خیال رہے کہ پاکستان میں گذشتہ چند ہفتوں کے دوران پولیو کے کیسسز میں بتدریج اضافہ دیکھنے میں آیا ہے اور بیشتر متاثرہ بچوں کا تعلق قبائلی علاقوں اور خیبر پختونخواسے ہے۔

(نامہ نگار)

16,757 بچے پولیو ویکسین سے محروم

اسلام آباد 29 ستمبر کو تین کروڑ اکتالیس لاکھ ساٹھ ہزار بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کے لیے ایک ملک گیر مہم کا آغاز ہوا تاہم پہلے روز پشاور میں والدین کے انکار کے باعث 16,757 بچے ویکسین سے محروم رہ گئے۔ البتہ حفاظتی ٹیکوں کے توسیع پروگرام کے منیجر رانا صفدر کا کہنا ہے کہ ویکسین سے محروم بچوں کے والدین کے کوائف حاصل کر لئے گئے ہیں اور ان بچوں کو شہر کی بااثر شخصیات کے تعاون سے قطرے پلوائے جائیں گے۔ وزارت نیشنل ہیلتھ سروسز کے سیکرٹری ایوب احمد شیخ نے ای پی آئی کی عمارت میں کنٹرول سنٹر کا افتتاح کیا جو کہ مرکز ہنگامی اقدامات (ای او سی) کی ابتدائی شکل ہے جس کی تجویز آزاد مانیٹرنگ بورڈ (آئی ایم بی) نے دی تھی جو کہ بین الاقوامی خیراتی اداروں کی وساطت سے کام کرتا ہے۔ ای او سی جو کہ کوائف جمع کرنے کے لیے صوبائی اور وفاقی سطح پر کام کرے گا اور فوری ردعمل کو یقینی بنائے گا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ وفاقی حکومت مہم کے دوران ہر بچے کو پولیو کے قطرے پلانے کے حوالے سے صوبوں کی مدد کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ تاہم انسدادی مرکز کے کام تک جو کوائف اکٹھے گئے وہ تشویش ناک تھے۔ وزارت کے ایک عہدیدار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ سکیورٹی خدشات کے باعث پشاور میں پولیو مہم کا دورانیہ کم کر کے ایک دن کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ سابقہ تجربات یہ ظاہر کرتے تھے کہ پولیو ٹیموں پر عام طور پر مہم کے دوسرے یا تیسرے دن حملہ کیا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ پشاور میں ایک روزہ مہم کے دوران چوراسی فیصد (754,383) میں سے (635,378) بچوں کو قطرے پلائے گئے جبکہ 28,934 بچے اپنے پتے پر دستیاب نہیں تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قابل تشویش امر یہ ہے کہ 16,757 بچوں کو اس لیے ویکسین نہیں دی جاسکی کیونکہ ان کے والدین نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر رانا صفدر نے ڈان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ والدین کا قطرے پلوانے سے انکار کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ انہوں نے بتایا کہ پشاور کی 97 یونین کونسلوں میں سے 45 کو حساس قرار دیا گیا تھا۔ لہذا وہاں صرف ایک روزہ مہم کا انعقاد کیا گیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ بچوں کے متعلق کوائف دستیاب ہیں، ان اس کا تجزیہ کیا جائے گا تا کہ ان کے قبیلے، زبان اور مکتبہ فکر کا پتہ لگایا جاسکے۔ اس کے بعد بچوں کو قطرے پلوانے کے لیے علاقے کی بااثر شخصیات سے مدد لی جائے گی۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

بچوں کی اموات کے خلاف سوسائٹی فار ہیومن رائٹس کی احتجاجی ریلی

بہاولنگر بہاولنگر سوسائٹی فار ہیومن رائٹس ضلع بہاولنگر نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں غیر معیاری اور زہریلی ادویات کی بنا پر 120 بچوں کی ہلاکت کے المناک واقعہ کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی۔ شرکاء ریلی نے اپنے ہاتھوں میں کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر مختلف مطالبات درج تھے۔ مظاہرین نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال انتظامیہ کے خلاف نعرے لگائے۔ ریلی میں شہر کی سماجی شخصیات اور سوسائٹی فار ہیومن رائٹس کے کارکنان نے شرکت کی۔ ریلی مختلف بازاروں سے ہوتی ہوئی اسسٹنٹ کمشنر چشتیاں کے دفتر پہنچی۔ اس موقعہ پر احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے سوسائٹی فار ہیومن رائٹس کے ضلعی صدر چوہدری سیف الرحمان، اللہ داد پراچہ اور دیگران نے کہا کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال میں معصوم بچوں کی اموات محکمہ صحت کے افسران کی غفلت، لاپرواہی و ذاتی مفادات کا نتیجہ ہیں۔

(نامہ نگار)

دنیا بھر میں 80 فیصد پولیو کیسز کی ذمہ داری پاکستان پر عائد ہوتی ہے

اسلام آباد عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے کہا کہ دنیا بھر میں رپورٹ ہونے والے تقریباً 80 فیصد کیسز کی ذمہ داری پاکستان پر عائد ہوتی ہے۔ اس صورتحال کی وجہ تقریباً پاکستان میں بچوں کو پولیو ویکسینیشن کا نہ ملنا ہے۔ جس کا بنیادی سبب شمالی اور جنوبی وزیرستان میں شدت پسندوں کی طرف سے پولیو ویکسینیشن پر عائد پابندی، اور پولیو ورکرز کو لاحق عدم تحفظ اور ان کی ہلاکتیں ہیں۔ پاکستان عالمی سطح پر پولیو کے خاتمے کے حصول کے لیے سب سے بڑا واحد خطرہ ہے۔ ڈبلیو ایچ او کی رپورٹ میں کہا گیا کہ پولیو کے خاتمے کے منصوبے کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ پولیو کو ویکسینیشن میں درپیش مسائل اور پولیو ورکرز کو درپیش خطرات کا ازالہ کیا جائے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

مزید 10 بچوں میں پولیو کی تصدیق

اسلام آباد نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ میں پولیو کے 10 کیسز کی تصدیق ہوگئی ہے جس کے بعد اس سال یہ تعداد بڑھ کر 184 ہوگئی ہے۔ نئے کیسز میں سے دو خیبر پختونخوا کے علاقے بنوں میں منظر عام پر آئے جہاں گاؤں بچکی وزیر سے تعلق رکھنے والے دس ماہ کے بچے اور گاؤں زبوں خیل سے تعلق رکھنے والی چھ ماہ کی بچی میں پولیو وائرس کی تصدیق ہوگئی۔ خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں میرا اکا خیل کے گاؤں نواز خان میں ایک چھ ماہ کے بچے میں، عجب طلب کے گاؤں مشن درنگ میں ایک سات ماہ کی بچی اور ایک پندرہ ماہ کی بچی میں اور میرا اکا خیل کے گاؤں گڈ ملنگ میں ایک بارہ ماہ کی بچی میں پولیو کی تصدیق ہوگئی۔ خیبر پختونخوا میں جن بچوں میں پولیو وائرس کی تصدیق ہوئی ان میں بونیر کونسل کوگا سے تعلق رکھنے والی ایک چار سالہ اور تحصیل مردان کی یونین کونسل مایر سے تعلق رکھنے والا ایک چودہ ماہ کا بچہ شامل ہے۔ سندھ میں دونوں کیسز کراچی کے علاقے گڈاپ میں منظر عام پر آئے۔ جہاں موسیٰ مارکیٹ کے علاقے افغان آبادی میں ایک ماہ کی بچی اور جنجر گوٹھ کے علاقے یوسی پانچ میں ایک دو سالہ بچے میں پولیو وائرس کی تصدیق ہوگئی۔ عہدیدار کا کہنا تھا جو طالبا کی جانب سے جون 2012ء میں عائد کردہ پابندی کے باعث فاٹا میں پولیو مہم کا انعقاد نہیں کیا جاسکا۔ ان کا کہنا تھا سندھ اور خیبر پختونخوا میں معذور بچوں کے والدین نے انہیں ویکسین پلوانے سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ لندن میں آزاد نگرانی بورڈ کا ایک اجلاس منعقد ہوگا جہاں پاکستان اپنے موقف کا دفاع کرے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئی ایم بی پی نے 2 جون کو پاکستان کے لیے تجاویز جاری کی تھیں جن میں وزیر اعظم کے سیل کو غیر موثر قرار دیا گیا تھا۔ بورڈ نے تجویز دی کہ یکم جولائی سے پہلے ایک ''مرکز ہنگامی اقدامات برائے پولیو'' قائم کیا جائے۔ حفاظتی ٹیکوں کے توسیع پروگرام کے منیجر ڈاکٹر رانا صفدر نے کہا کہ یہ مرکز وسط اکتوبر تک قائم کر دیا جائے گا۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

پولیو کا پھیلاؤ نہ روکا گیا تو مریضوں کی تعداد میں دس گنا اضافہ ممکن ہے

پولیو کے خاتمے کے لیے اپنی کوششوں کو دگنا کریں، وزیراعظم کا وزراعلیٰ کو خط۔ پاکستان کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ اگر پولیو وائرس کے پھیلاؤ کو نہ روکا جاسکا تو ملک میں پولیو کے مریضوں کی تعداد دس گنا تک بڑھ سکتی ہے۔ وزیراعظم ہاؤس سے منگل کو جاری ہونے والے ایک بیان کے مطابق نواز شریف نے یہ بات چاروں صوبائی وزراعلیٰ کے نام ایک خط میں کہی ہے۔ پاکستان دنیا میں پولیو سے سب سے زیادہ متاثرہ ملک ہے اور رواں برس یہاں پولیو کے نئے مریضوں کی تعداد 220 سے تجاوز کر چکی ہے جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔ میاں نواز شریف نے خط میں لکھا ہے کہ 'بلاشبہ پولیو کے حوالے سے صورتحال خطرناک ہے اور نیشنل ایمرجنسی ایکشن پلان کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔' انھوں نے کہا 'یہ پیش گوئی کی جا رہی ہے کہ اگر پولیو وائرس کے پھیلاؤ کو نہ روکا گیا تو آئندہ چند برسوں میں پولیو کیسز کی تعداد دس گنا بڑھ سکتی ہے۔' وزیراعظم نے وزرائے اعلیٰ سے کہا کہ امن وامان کے لحاظ سے خراب صورتحال سے دوچار علاقوں میں رسائی کو یقینی بنانے، متاثرہ علاقوں سے ملک کے دیگر حصوں میں پولیو وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے اور پولیو وائرس سے پاک ہو جانے والے صوبوں کو مستقل بنیادوں پر اس سے پاک رکھنے کے اقدامات کیے جائیں۔

پولیو کے ریکارڈ مریض

پاکستان دنیا کے ان تین ممالک میں سے ہے جہاں اب بھی پولیو کا وائرس پایا جاتا ہے لیکن جہاں افغانستان اور نائجیریا میں اس سال پولیو کے نئے مریضوں میں کمی آئی ہے وہیں پاکستان میں ایک برس میں پولیو کے نئے مریضوں کی تعداد کا 14 سال پرانا ریکارڈ بھی ٹوٹ گیا ہے۔ صوبائی حکام کے نام خط میں وزیراعظم نے دنیا سے پولیو کے خاتمے کے لیے انڈی پینڈینٹ مانیٹرنگ بورڈ کی جانب سے پولیو کو عالمی ایمرجنسی قرار دینے پر بھی بات کی اور پاکستان پر سفری پابندیوں کا حوالہ بھی دیا۔ خیال رہے کہ سنہ 2014 کے آغاز پر اقوام متحدہ کے ادارہ برائے صحت نے پولیو کے مرض کے پھیلاؤ کی وجہ سے پاکستانیوں پر بیرون ملک سفر کے حوالے سے پابندیاں عائد کی تھیں۔ میاں نواز شریف نے اپنے مراسلے میں ہدایت کی ہے کہ وزرائے اعلیٰ اپنی کوششوں کو دگنا کریں اور اور پولیو کے خاتمے کے لیے وفاقی حکومت اور صوبائی سطح پر رابطے بھی قائم کریں۔ وزیراعظم نے ان سے کہا ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں خطرے سے دوچار علاقوں کی نشاندہی کریں اور وہاں کی ضروریات پورا کریں۔ خیال رہے کہ پاکستان دنیا کے ان تین ممالک میں سے ہیں جہاں اب بھی پولیو کا وائرس پایا جاتا ہے لیکن جہاں افغانستان اور نائجیریا میں اس سال پولیو کے نئے مریضوں میں کمی آئی ہے وہیں پاکستان میں ایک برس میں پولیو کے نئے مریضوں کی تعداد کا 14 سال پرانا ریکارڈ بھی ٹوٹ گیا ہے۔ پاکستان میں پولیو کے مریضوں کی تعداد میں اضافے کی وجہ والدین کی جانب سے قطرے پلوانے سے انکار اور پولیو کے خلاف چلائی جانے والی مہم کے عملے پر بڑھتے ہوئے حملوں کو قرار دیا جاتا ہے۔ دسمبر 2012 سے اب تک پولیو مہم میں شریک ہیلتھ ورکرز اور ان کی حفاظت پر مامور پولیس اہلکاروں پر حملوں میں سمیت 60 سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

میونسپل کمیٹی کی ناقص کارکردگی

شہدادکوٹ 2 اکتوبر کو سوشل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن اور شہری تنظیموں کی طرف سے میونسپل کمیٹی شہدادکوٹ کے چیف آفیسر اسرار مگسی، ریاض گنواس اور مقبول شاہانی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ اس موقع پر وقار حیدر، ممتاز جعفری اور ذوالفقار علی نے کہا کہ مذکورہ میونسپل عملے کی غفلت کی وجہ سے شہری گندا پانی پینے پر مجبور ہیں۔ انہوں نے کمشنر، ڈی سی او اور مذکورہ عملے کو ہٹا کر صفائی اور صاف پانی کے مسئلہ کو حل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(ندیم جاوید)

مزید 29 افراد میں ڈینگی کی تصدیق

لاہور ایک سرکاری اہلکار کے مطابق ان نئے کیسز کے بعد پنجاب میں ڈینگی سے متاثرہ افراد کی تعداد 455 سے تجاوز کر چکی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ شیخوپورہ اور لاہور کے بعد سب سے زیادہ کیسز راولپنڈی میں رپورٹ ہوئے ہیں۔ صوبے میں بڑھتے ہوئے ڈینگی کیسز اور صورتحال کے پیش نظر لاہور کے جنرل ہسپتال میں چھ اضافی ایڈیشنل ڈاکٹرز اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں گے۔ ایک اعلامیہ کے مطابق یہ میڈیکل ٹیم تمام مریضوں کا طبی معائنہ کر کے انہیں سہولیات فراہم کریں گی، جبکہ ان ڈاکٹرز، نرسز اور طبی عملے کی تمام چھٹیاں بھی منسوخ کر دی گئی ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

پاکستان میں ایبولا وائرس پھیلنے کا خدشہ

عالمی ادارہ صحت کے پاکستان کے لیے نمائندے ڈاکٹر مشیل تھیرن نے کہا ہے کہ جلد یا بدیر ایبولا وائرس پاکستان پہنچ جائے گا جس کے بعد اس انفیکشن کو پھیلنے سے روکنا پاکستان کے لیے بڑا چیلنج ہوگا۔ اسلام آباد میں ایبولا وائرس کے بارے میں حکومت پاکستان اور مسلح افواج کے ایک مشترکہ اجلاس میں شرکت کے بعد بی بی سی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر مشیل نے کہا کہ ایبولا جس تیزی سے مختلف ملکوں میں پھیل رہا ہے اس کے پیش نظر یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ وائرس پاکستان نہیں پہنچے گا۔'اصل مسئلہ اس وائرس کے حامل کسی فرد کو ملک میں داخل ہونے سے روکنا نہیں ہے، بلکہ اصل چیلنج اس انفیکشن کو دوسرے افراد تک منتقل ہونے سے روکنا ہے۔ اس مقصد کے لیے وفاقی وزیر نیشنل ہیلتھ سروسز سائرہ افضل تارڑ کی زیر سربراہی چاروں صوبوں اور گلگت بلتستان کے محکمہ صحت کے حکام، ایئر پورٹس اور امیگریشن کے افسران، فوجی نمائندوں اور غیر ملکی تنظیموں کا مشترکہ اجلاس اسلام آباد میں ہوا جس میں ایبولا وائرس کے پاکستان میں ممکنہ پھیلاؤ کو روکنے کے لیے اقدامات تجویز کیے گئے۔ ان میں ایئر پورٹس پر اس وائرس کی تشخیص کے لیے سکریننگ کے آلات اور ہسپتالوں میں اس مرض کے لیے خصوصی وارڈ بنانا شامل ہے۔ اس میٹنگ کے بارے میں وفاقی حکومت کی جانب سے جاری ہونے والے بیان کے مطابق اجلاس میں چاروں صوبوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک رابطہ کمیٹی بنانے کا بھی فیصلہ کیا گیا جو ایبولا کے بارے میں سرکاری اقدامات کو عملی جامہ پہنائے گی۔ یہ وائرس بہت مہلک ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مشیل نے اجلاس کے بارے میں کہا کہ ایبولا کے خلاف لڑائی کی بہت اہم شروعات ہیں:'میں نے میٹنگ میں زور دیا ہے کہ حکومت کے یہ تمام اقدامات ایک ماہ کے اندر مکمل ہو جائیں کیونکہ ہمارے پاس ابتدائی کام کرنے کے لیے زیادہ وقت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ وائرس تیزی سے دنیا میں پھیل رہا ہے اس لیے پاکستان کو بھی اس کے لیے فوراً تیاری کرنا ہوگی۔ ڈاکٹر مشیل نے کہا کہ دنیا کا کوئی ایئر پورٹ اس مرض کے حامل مریض کو اپنے ملک میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتا اس لیے اسے حکومت کی ناکامی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حکومت کو اس انفیکشن کو پھیلنے سے روکنے کے لیے دو طرح کے اقدامات کرنے ہیں، ایک تو ہوائی اڈوں پر سکریننگ وغیرہ اور دوسرا ایبولا کے بارے میں عوام میں آگاہی پیدا کرنا۔ ڈاکٹر مشیل کے مطابق اس مرض کے بارے میں ایئر پورٹوں پر تعینات اہلکاروں اور عوام کو آگاہی دینا اس مرض کے خلاف دفاع کا سب سے موثر ہتھیار ہے۔'معلومات ہوں گی تو ہی اس مرض سے لڑا جا سکتا ہے اس لیے حکومت کو بہت جلد اس مرض کے بارے میں آگاہی مہم شروع کرنا ہوگی۔ انھوں نے بتایا کہ بدھ کے روز ہونے والے اجلاس میں طے کیا گیا ہے کہ حکومت اس مرض کے بارے میں اخبارات، ٹیلی وژن اور ریڈیو پر بہت جلد اشتہاری مہم شروع کرے گی۔ ڈاکٹر مشیل نے ایبولا کے خلاف 15 اکتوبر کو طے پانے والے مجوزہ حکومتی اقدامات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک ماہ کے اندر حکومت یہ اہداف حاصل کر لیتی ہے تو یہ اس کی بڑی کامیابی ہوگی۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

پاکستان کا پولیو پروگرام، انتہائی ناکام قرار

اسلام آباد ایک عالمی ادارہ نے پاکستان سے دنیا بھر میں پولیو وائرس پھیلنے کے سنگین خدشات کی تصدیق کرتے ہوئے تجویز دی ہے کہ ملک کا انسداد پولیو پروگرام نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کے حوالے کر دیا جائے۔ گلوبل پولیو ایریڈیکیشن انیشیٹیو کے انڈیپنڈنٹ مانیٹرنگ بورڈ (آئی ایم بی) نے اس مرض سے نمٹنے کے حوالے سے پاکستان کی کوششوں کو 'انتہائی ناکام' قرار دے دیا۔ خیال رہے کہ عالمی خیراتی اداروں کے لئے کام کرنے والا آئی ایم بی ہر چھ مہینے بعد پولیو وائرس سے نبرد آزما ملکوں کی کارکردگی پر ایک رپورٹ جاری کرتا ہے۔ نومبر، 2012 میں آئی ایم بی نے پاکستان پر سفری پابندیاں لگانے کی تجویز دی تھی جس پر آخر کار رواں سال پانچ مئی سے عمل درآمد شروع کر دیا گیا۔ تیس ستمبر، برطانیہ میں ہونے والے آئی ایم بی کے آخری اجلاس میں قومی صحت و خدمات (این ایچ ایس) کی وزیر سائرہ افضل تارڑ، وزیر اعظم کی پولیو کیلئے فوکل پرسن اور ایم این اے عائشہ رضا فاروق نے پاکستان کی نمائندگی کی تھی۔ حالیہ رپورٹ پولیو کے خلاف پاکستان کی لڑائی کے خلاف فرد جرم ہے جس میں بارہا ملک سے برآمد ہونے والے پولیو وائرس کو 'پاکستان پولیو وائرس' کا نام دیا گیا۔ رپورٹ میں مشورہ دیا گیا عالمی ادارہ صحت کے ماہرین کی ایک خصوصی کمیٹی وائرس سے متاثرہ ملکوں سے آنے والے مسافروں کو درست ویکسینیشن سرٹیفیکیٹ یقینی بنانے پر ہی اپنی حدود میں داخل ہونے کی اجازت دے۔ رپورٹ میں زور دیا گیا کہ اس مشورہ پر جلد از جلد عمل کیا جانا چاہیئے۔ وزارت برائے قومی صحت وخدمات کیا یک اہلکار نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈان کو بتایا کہ اگر آئی ایم بی کی تجاویز پر عمل درآمد ہوتا ہے تو اس سے پاکستانیوں کا بیرون ملک سفر بہت مشکل ہو جائے گا۔ 'پولیو ویکسینیشن سرٹیفیکیٹ پاسپورٹ جتنی اہمیت ہی اختیار کر جائے گا اور دوسرے ملک پاکستانیوں کو اس سرٹیفیکیٹ کے بغیر کسی صورت اپنی حدود میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

پڑوسیوں کے لئے خطرہ

رپورٹ کا کہنا ہے کہ پاکستان پڑوسی ملکوں کے لئے بھی ایک خطرہ ہے کیونکہ پاکستان سے آیا پولیو وائرس افغانستان، مشرق وسطی، شام اور عراق میں ہونے والی ہلاکتوں اور معزوریوں کی بنیادی وجہ ہے۔ رپورٹ کے مطابق، آئی ایم بی نے جس سے بھی بات کی، اس نے پاکستان میں پولیو کے خاتمہ کے حوالے سے مایوسی کا اظہار کیا۔ 'اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی عزم، علاقائی و مقامی رہنماؤں کی مدد، عوامی صحت کی قیادت و انتظام اور سول سوسائٹی کی شمولیت انتہائی ناکافی ہے۔ آئی ایم بی نے اپنی تجاویز میں پاکستان پر زور دیا کہ وہ نائجیریا میں کامیاب ہونے والے پولیو پروگرام کی طرز پر اپنا پروگرام چلائے۔ ایک اور تجویز انٹیلی جنس اور رابطوں کے لئے این ڈی ایم اے کی نگرانی میں ایک مضبوط ایمرجنسی آپریشنز سینٹر سے متعلق ہے۔ رپورٹ نے حکومت سے ایک جذباتی اپیل میں کہا کہ وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر کام کرنے والے پولیو رضا کاروں کی قربانیوں کو ضائع ہونے سے ہر صورت بچائے۔' گزشتہ دو سالوں سے شمالی وزیرستان میں پولیو وائرس کی گردش ایک پیچیدہ عنصر ہے۔ اس قبائلی علاقے میں طالبان کی پابندی نے تقریباً ڈھائی لاکھ بچوں کو پولیو ویکسین سے محروم کئے رکھا'۔ 'انیس جولائی، 2014 کو ایک موقع اس وقت ملا جب پاکستان فوج نے علاقے میں آپریشن کا آغاز کیا۔ آپریشن سے پہلے تقریباً تمام ہی خاندان اور بچے علاقے سے نکل گئے جس کی وجہ سے عارضی ٹرانسٹ پوسٹوں پر ماضی میں محروم رہ جانے والے بچوں کو پولیو ویکسین مل سکی۔ رپورٹ کے مطابق، شمالی وزیرستان تک رسائی نہ ہو سکنے کی وجہ اب کوئی معنی نہیں رکھتی۔ رپورٹ نے سیکورٹی خدشات اور رسائی نہ ملنے کی وجوہات کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے دلیل دی کہ فوجی آپریشن کی وجہ سے بہت سے بچے شمالی وزیرستان سے محفوظ علاقوں میں منتقل ہو چکے ہیں لہذا ان تک رسائی اب ممکن ہے۔ رپورٹ کا کہنا ہے پنجاب میں سامنے آنے والے پولیو کیسوں کی وجہ سیکورٹی خدشات نہیں ہو سکتے، اور یہی معاملہ کراچی کا ہے جہاں کے کئی اضلاع سے پولیو کیس رپورٹ ہوئے۔ دوسری جانب، وزارت قومی صحت وخدمات کے ایک جاری بیان میں کہا گیا کہ رپورٹ میں بتائی گئی کچھ تجاویز (مثلاً ای او سی کو مضبوط بنانا) پر پہلے ہی عمل کیا جا چکا۔ بیان کے مطابق، پاکستان نیا آئی بی ایم کی سفارشات پر 2015 سے انجیکشن کے ذریعے دی جانے والی پولیو ویکسین متعارف کرانے کا حتمی منصوبہ تیار کر لیا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **25** ستمبر سے **25** اکتوبر تک کے دوران ملک بھر میں **181** افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں **61** خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران **76** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **37** خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **109** افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور **29** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں **97** نے زہر کھا/پی کر، **30** نے خود کو گولی مار کر اور **33** نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے **278** واقعات میں سے صرف **6** واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25 ستمبر	عبدالحمید بگھیو	مرد	20برس	ـ	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	مورو، سندھ	ـ	لالہ عبدالحلیم
25 ستمبر	شہباز	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	چونگی امرسدھ، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
25 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بصرہ کالونی، مریدکے	ـ	روزنامہ نوائے وقت
25 ستمبر	عمران	مرد	26برس	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	109رب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
25 ستمبر	مقبول احمد	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چکیرا، غلام محمد آباد، فیصل اباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
25 ستمبر	افضل	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع رکاں، منڈی بہاؤالدین	ـ	روزنامہ نیوز
26 ستمبر	سلمیٰ	خاتون	37برس	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	طاہر کالونی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ ڈان
26 ستمبر	سکینہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بی چک 20، قصور	ـ	روزنامہ دنیا
26 ستمبر	دانش	مرد	18برس	ـ	غیر شادی شدہ	امتحان میں ناکامی پر	خود کو گولی مارکر	مظفر پور، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26 ستمبر	ابرار	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہر خورانی	چک 224رب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26 ستمبر	سراج	مرد	60برس	ـ	ـ	ـ	خود کو گولی مارکر	بہادرآباد، کراچی	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26 ستمبر	شاہد	مرد	35برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	لیاقت آباد، کراچی	ـ	روزنامہ نوائے وقت
27 ستمبر	زہرہ شنبانی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ امید علی، صالح پٹ، سکھر، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
27 ستمبر	کوثر پروین جونیجو	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ پیر محمد لاکھو، قمبر، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
27 ستمبر	عبدالکریم جتوئی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	گوٹھ نیو جتوئی، اوباڑو، گھوٹکی، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
27 ستمبر	محمد عمر جعفری	مرد	15برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	گوٹھ گاہی جعفری، کشمور، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
27 ستمبر	عبدالحمید	مرد	17برس	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	محلہ شوکت آباد، سمندری، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
27 ستمبر	ثریا	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	عبدالمالک، شیخوپورہ	ـ	روزنامہ نئی بات
27 ستمبر	احمد سعد	مرد	26برس	ـ	ـ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	محلہ ڈھانڈلہ، بھکر	ـ	روزنامہ جنگ
27 ستمبر	مسرت بی بی	خاتون	29برس	ـ	ـ	ـ	زہر خورانی	صادق آباد، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ
27 ستمبر	مہران علی	مرد	16برس	ـ	ـ	ـ	زہر خورانی	سنجر پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ
27 ستمبر	رقیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	ٹرین تلے کود کر	بستی فیض آباد، دھنوٹ	ـ	روزنامہ نئی بات
29 ستمبر	ـ	مرد	24برس	ـ	غیر شادی شدہ	شادی میں تاخیر پر	زہر خورانی	سمن آباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
29 ستمبر	ن	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	محلہ عارف آباد، منڈی بہاؤالدین	ـ	روزنامہ جنگ
29 ستمبر	پریتم جی	مرد	24برس	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	بستی میاں جی، بہاولپور	ـ	ایکسپریس ٹریبون
29 ستمبر	کرن	خاتون	16برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	عبداللہ برج کلے، فیصل آباد	ـ	ایکسپریس ٹریبون
29 ستمبر	افتخار	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	فیصل آباد	ـ	ایکسپریس ٹریبون
29 ستمبر	معشوق علی	مرد	18برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	خیر پور میرس	ـ	روزنامہ کاوش
30 ستمبر	ذوالفقار علی	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مارکر	گوٹھ امام بخش، نواب شاہ	ـ	روزنامہ کاوش
30 ستمبر	ظفر اللہ لاشاری	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خود کو گولی مارکر	حیدرآباد	ـ	روزنامہ کاوش
30 ستمبر	نیاز علی	مرد	20برس	ـ	ـ	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	ٹنڈو	ـ	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30ستمبر	سترام میگھواڑ	مرد	17برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	شادی لارج، بدین	-	روزنامہ کاوش
30ستمبر	اختر علی	مرد	18برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چک55این پی، رحیم یار خان	درج	روزنامہ جنگ ملتان
30ستمبر	نوشین	خاتون	19برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جھنگ روڈ، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
30ستمبر	نجمہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ مبارک، مریدکے	-	روزنامہ جنگ
یکم اکتوبر	شبنم ڈنگراج	خاتون	20برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	جام صاحب، نوابشاہ	-	لالہ عبدالحلیم
یکم اکتوبر	صائمہ	خاتون	22برس	-	-	-	زہرخورانی	ریلوے کالونی	-	روزنامہ امت
یکم اکتوبر	ردا	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	-	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم اکتوبر	فیصل	مرد	17برس	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	مین بازار، وزیرآباد	-	روزنامہ نئی بات
یکم اکتوبر	فوزیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کودکر	نارنگ منڈی	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم اکتوبر	فتح دری خان	مرد	-	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بڈانہ، لالیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم اکتوبر	نازیہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اعوان چوک، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم اکتوبر	سنی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	موضع ٹھٹھہ کوٹ، گجرات	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم اکتوبر	مبارک	مرد	24برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چاڑباہ، سیالکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم اکتوبر	-	مرد	18برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چک55این پی، بہاولپور	-	ایکسپریس ٹربیون
یکم اکتوبر	عرفان	مرد	27برس	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گوالمنڈی، لاہور	-	روزنامہ ڈان
یکم اکتوبر	خرم	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	لیاقت آباد، لاہور	-	روزنامہ ڈان
یکم اکتوبر	یاسین	مرد	18برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ این بلاک، عارف والا	-	روزنامہ جنگ
یکم اکتوبر	سکو بھیل	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میرواہ گورچانی، میرپوخاص	-	روزنامہ کاوش
2اکتوبر	سرمدرستمانی	مرد	18برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	واہی پاندی، دادو	-	روزنامہ کاوش
2اکتوبر	محمد نعیم	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	-	ایکسپریس ٹربیون
3اکتوبر	فیاض	مرد	48برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	یوحنا آباد، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
3اکتوبر	شوکت	مرد	45برس	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	چھت سے کودکر	قصور	-	روزنامہ نئی بات
3اکتوبر	فرحان علی	مرد	24برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	شاہکوٹ روڈ، سانگلہ ہل	-	روزنامہ نئی بات
3اکتوبر	انعم	خاتون	24برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
3اکتوبر	راشد	مرد	18برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	تاندلیانوالہ، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
3اکتوبر	کرن	خاتون	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلّہ کینال پارک، مریدکے	-	روزنامہ نوائے وقت
3اکتوبر	محمد یاسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	رینالہ خورد	-	روزنامہ جنگ
3اکتوبر	کرتھو بھیل	مرد	27برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میرواہ گورچانی، میرپوخاص	-	روزنامہ کاوش
4اکتوبر	علی غلام وسان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	گاؤں ننگر وسان، ٹنڈوجام	-	لالہ عبدالحلیم
4اکتوبر	بچائی	خاتون	32برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	سندڑی، میرپورخاص	-	روزنامہ کاوش
5اکتوبر	لیلوکولھی	مرد	26برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ بوہار، اسلام کوٹ، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
5اکتوبر	آصف شاہ	مرد	32برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	ساگر کالونی، حیدرآباد	-	لالہ عبدالحلیم
5اکتوبر	-	مرد	18برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ شمس پور، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹربیون
5اکتوبر	حنا	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	راہوالی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
5اکتوبر	-	مرد	-	-	-	-	نہر میں کودکر	نہر ایل بی ڈی سی ایل، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
5اکتوبر	محمد صابر	مرد	17برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں ہوند، عارف والا	-	روزنامہ جنگ
5اکتوبر	الطاف حسین	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میراں حیات، خان گڑھ	-	روزنامہ جنگ ملتان
5اکتوبر	محمد قاسم	مرد	45برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	اڈاخانپور، رحیم یار خان	درج	روزنامہ جنگ ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6اکتوبر	فرزانہ سرکی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹھل، جیکب آباد، سندھ	-	روزنامہ کوشش
6اکتوبر	زاہد جمالی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	-	روزنامہ کوشش
6اکتوبر	ویری کوہلی	مرد	28برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ حیدر شاہ، ڈگری، میرپور خاص	-	روزنامہ کاوش
9اکتوبر	سمیرا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ماچھیوال، وہاڑی	-	روزنامہ نئی بات
9اکتوبر	فرزانہ	خاتون	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ رشید آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
9اکتوبر	مسرت	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	241رب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
9اکتوبر	عباس	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	415 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
9اکتوبر	باغ علی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	123ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
9اکتوبر	محمد عامر	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	426 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
9اکتوبر	اللہ معافی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شمس پور، قصور	-	روزنامہ دنیا
9اکتوبر	-	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	پھالیہ		روزنامہ دنیا
9اکتوبر	اللہ دتہ	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	ستیانہ روڈ، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
9اکتوبر	منیر احمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھجور محلّہ، خانقاہ ڈوگراں	-	روزنامہ جنگ
9اکتوبر	ساجد شیخ	-	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جوہی، دادو	-	روزنامہ کاوش
9اکتوبر	رینا شیخ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جوہی، دادو	-	روزنامہ کاوش
9اکتوبر	سگھڑی میگھواڑ	خاتون	12برس	بچی	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	کنویں میں کود کر	گوٹھ چارنور، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
9اکتوبر	عامر سولنگی	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	دادو	-	روزنامہ کاوش
9اکتوبر	شازیہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں بوریا خانقاہ ڈوگراں	-	روزنامہ جنگ
10اکتوبر	معشوق علی	مرد	22برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	جوئیانوالہ، شیخوپورہ	-	روزنامہ نوائے وقت
10اکتوبر	لیاقت علی	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	سرگودھا	-	روزنامہ نوائے وقت
10اکتوبر	عرفان مسیح	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع بھلہ، ڈسکہ	-	روزنامہ نوائے وقت
10اکتوبر	ذیشان	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	مہاجر کالونی، ہارون آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
10اکتوبر	شازیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
10اکتوبر	شمائلہ	خاتون	28برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بھیرہ، سرگودھا	-	روزنامہ جنگ
10اکتوبر	عبدالحمید	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	زہرخورانی	محلّہ پیرشاہ، کمالیہ	-	روزنامہ جنگ
10اکتوبر	زرینہ	خاتون	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں 79ای بی، عارف والا	-	روزنامہ جنگ
10اکتوبر	ذیشان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گلشن اقبال کالونی، بہاولپور	-	روزنامہ نئی بات
10اکتوبر	شہزاد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	کوٹلی قاضی، منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ نئی بات
10اکتوبر	نوید عباسی	مرد	26برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	مہر ٹیکسٹائل کالونی، حیدرآباد	-	لالہ عبدالحلیم
10اکتوبر	آصف مکرانی	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے کود کر	جلال مری، شہداد پور	-	لالہ عبدالحلیم
10اکتوبر	عارف تالپور	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں شیر خان پالپور، شہداد پور	-	لالہ عبدالحلیم
10اکتوبر	گلاب میگھواڑ	مرد	35برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	پھندا ڈال کر	گاؤں بھگوڑ، مٹھی	-	لالہ عبدالحلیم
10اکتوبر	فرید چاچڑ	مرد	21برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گاؤں چنالی چاچڑ، اوباڑو	-	لالہ عبدالحلیم
10اکتوبر	شاہد حسین	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ چنالی، اوباڑو، سندھ	-	روزنامہ کاوش
10اکتوبر	اشفاق	مرد	25برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	زہرخورانی	چک 173ڈبلیو بی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
11اکتوبر	مرتضٰی	مرد	-	-	-	-	ٹرین تلے کود کر	چک 289رب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
11اکتوبر	اشرف چانڈیو	مر	22برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہو کر	زہرخورانی	-	-	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	پپو ملاح	مرد	30برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	بدین	-	لالہ عبدالحلیم

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11اکتوبر	نورمحمد لغاری	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں کوڑو لغاری، ڈہرکی	ـ	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	حاجانی	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیرپور	ـ	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	سلمٰی	خاتون	برس17	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں بندوالی، نوابشاہ	ـ	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	دُرناز بی بی	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جیکب آباد	ـ	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	مکیش	مرد	25برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سامارو، عمرکوٹ	ـ	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	غلام فرید چاچڑ	مرد	19برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ چنالی، اوباڑو، گھوٹکی، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
11اکتوبر	محمد کاشف	مرد	45برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گلستان جوہر، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
12اکتوبر	سنگیتا میگھواڑ	خاتون	22برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	عمرکوٹ	ـ	لالہ عبدالحلیم
12اکتوبر	محمد منیر	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبراشتہ	زہرخورانی	سرسید ٹاؤن، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12اکتوبر	محمد عتیق	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	جوہر ٹاؤن، لاہور	ـ	روزنامہ خبریں
13اکتوبر	عربی مہر	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانپور مہر، گھوٹکی، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
13اکتوبر	س م	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک173 ڈبلیوبی، مترو	ـ	روزنامہ خبریں
13اکتوبر	یاسین	مرد	36برس	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سدھار، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13اکتوبر	کرشمہ کماری	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	چھت سے کود کر	تھانہ کینٹ، حیدرآباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13اکتوبر	اظہر	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	عارف والا	ـ	روزنامہ جنگ
13اکتوبر	نادیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	عارف والا	ـ	روزنامہ جنگ
13اکتوبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	نہر میں کود کر	جہاز گراؤنڈ، ساہیوال	ـ	روزنامہ جنگ
13اکتوبر	زرینہ شوکت	خاتون	38برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سوساں روڈ، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
13اکتوبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	زہرخورانی	کوٹہ، بریکوٹ، سوات	درج	راولپنڈی نیوز
13اکتوبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	شاہ ڈیری، کبل، سوات	درج	راولپنڈی نیوز
13اکتوبر	عابد	مرد	16برس	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	بلدیہ ٹاؤن، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
14اکتوبر	طاہر	مرد	40	ـ	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	گلشن راوی، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
14اکتوبر	شہناز بی بی	خاتون	35برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گجرات	ـ	روزنامہ جنگ
14اکتوبر	شازیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہیڈ فقیراں	ـ	روزنامہ جنگ
14اکتوبر	کیول میگھواڑ		ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نیوں کوٹ، حیدرآباد	ـ	روزنامہ کاوش
14اکتوبر	ظہیراں انڑ	خاتون	35برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	ٹنڈو محمد خان	ـ	روزنامہ کاوش
14اکتوبر	بہادر	ـ	30برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لانڈھی، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
14اکتوبر	ـ	مرد	30برس	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	اورنگی ٹاؤن، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
15اکتوبر	گہرام لاشاری	مرد	28برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	تنگوانی، کشمور، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
15اکتوبر	شہباز	مرد	25برس	ـ	غیرشادی شدہ	منگنی ٹوٹنے پر دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	محلّہ مبارک پورہ، چک جھمرہ	ـ	روزنامہ جنگ
15اکتوبر	عاصم	مرد	25برس	ـ	غیرشادی دشدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	62 جنوبی، سرگودھا	ـ	روزنامہ جنگ
15اکتوبر	نوید شاہ	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	گرین ٹاؤن، لاہور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
15اکتوبر	طاہر	مرد	45برس	ـ	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گلشن راوی، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
15اکتوبر	سجاد	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	احمد پور شرقیہ	ـ	خواجہ اسداللہ
15اکتوبر	خالدہ	خاتون	17برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمال الدین والی، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
15اکتوبر	سدرہ	خاتون	17برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	روزنامہ جنگ ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16اکتوبر	صابر علی اعوان	مرد	24برس	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	کشمور، سندھ	-	روزنامہ کاوش
16اکتوبر	جلال الدین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	مٹہ، سوات	-	فضل ربی
16اکتوبر	محمد آصف	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	بہاولپور	-	ایکسپریس ٹربیون
16اکتوبر	سعدیہ	خاتون	16برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گاؤں شیخ بھکر، بہاولپور	-	ایکسپریس ٹربیون
16اکتوبر	فہیم احمد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	مریدکے	-	روزنامہ جنگ
16اکتوبر	وسیم	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
16اکتوبر	راشد	مرد	22برس	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	بلال کالونی، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
17اکتوبر	وحید ماچھی	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	شکارپور، سندھ	-	روزنامہ کاوش
17اکتوبر	رائمل میگھواڑ	مرد	17برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	کنویں میں کود کر	ڈاہلی، چھاچھرو، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
17اکتوبر	زرینہ	خاتون	15برس	-	-	زبردستی نکاح کروانے پر	پھندا ڈال کر	سرجانی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
18اکتوبر	فیض محمد سبزوئی	مرد	30برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کندھ کوٹ، کشمور	-	روزنامہ کاوش
18اکتوبر	شمشاد	خاتون	19برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی غوث پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
18اکتوبر	روبینہ	خاتون	24برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانپور	-	روزنامہ جنگ ملتان
18اکتوبر	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہرہ	-	راولپنڈی نیوز
18اکتوبر	مہوش بی بی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ زرگراں، واربرٹن	-	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	فضلاں بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چک 187ج ب، بھوآنہ، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	محمد عمر	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	قصبہ 4جی ڈی، اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
19اکتوبر	شاہد	مرد	-	-	-	ذہنی معذوری	خودکو گولی مارکر	نشتر کالونی، لاہور	-	روزنامہ نیوز
19اکتوبر	شہباز	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	-	-	روزنامہ خبریں
19اکتوبر	نواز	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
19اکتوبر	کامران	مرد	25برس	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	سرجانی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
19اکتوبر	رخسانہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نواں کوٹ، خانپور	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	سجاد حسین	مرد	-	-	-	-	دریا میں کود کر	بہاولپور، ملتان	درج	روزنامہ جنگ
20اکتوبر	صغیر مراد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیروزہ لیاقت پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
20اکتوبر	شائستہ بی بی	خاتون	16برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	خانپور، رحیم یارحان	-	روزنامہ جنگ
21اکتوبر	ذیشان	مرد	26برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	اعظم بستی، کراچی	-	روزنامہ جنگ
21اکتوبر	نوید بھٹی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ٹنڈو الہیار	-	روزنامہ کاوش
21اکتوبر	ذوالفقار بھٹو	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ٹیاری	-	روزنامہ کاوش
21اکتوبر	ماکوڑو	مرد	60برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صالح پٹ، خیرپور	-	روزنامہ کاوش
21اکتوبر	نازش کامران	خاتون	28برس	-	-	-	زہرخورانی	نارتھ کراچی	-	روزنامہ جنگ
22اکتوبر	محمد نواز	مرد	22برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	جیکب آباد، سندھ	-	روزنامہ کاوش
23اکتوبر	فریدہ	خاتون	40برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	شہدادکوٹ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
23اکتوبر	نعمان	مرد	32برس	-	-	-	پھندا ڈال کر	نارتھ کراچی	-	روزنامہ جنگ
24اکتوبر	محمد اعظم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	جلال پور، بھٹیاں	-	روزنامہ جنگ
25اکتوبر	راشدہ بی بی	خاتون	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسانگی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ
25اکتوبر	نذیر احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	لسکانی والا، لیہ	-	روزنامہ جنگ

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26 ستمبر	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	ـ	سندھ اسمبلی، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	شاہد نسیم	مرد	24برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کینال پارک، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	سیف اللہ	مرد	22برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اڈہ گلمرک، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	حفصہ مظہر	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رکن پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	کانجی	مرد	25برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 160 پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	فرحان احمد	مرد	18برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نواں کوٹ خانپور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	ریحانہ بی بی	خاتون	28برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	نسیم بی بی	خاتون	35برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بنگلہ شرمی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	مقصود بی بی	خاتون	35برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہادر پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26 ستمبر	عطیہ واحد	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گجر پورہ، لاہور	ـ	روزنامہ خبریں
26 ستمبر	فوزیہ	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دھرم پورہ، لاہور	ـ	روزنامہ خبریں
26 ستمبر	اسد محمود	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شیرانوالہ گیٹ، لاہور	ـ	روزنامہ خبریں
26 ستمبر	عبدالحمید بگھیو	مر	25برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مورو، نوشہرو فیروز، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
26 ستمبر	ادب علی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں وڈا بھیلا، گمبٹ، خیر پور	ـ	عبدالمنعم ابڑو
26 ستمبر	ادب بھیلار	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیر پور میرس، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
28 ستمبر	جنسار علی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فقیر آباد، خیر پور میرس، سندھ	ـ	روزنامہ عوامی آواز
28 ستمبر	فیروز رند	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیٹھارجہ، خیر پور میرس، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
28 ستمبر	شبانہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ اٹل مرادانی، گھوٹکی، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
28 ستمبر	نادیہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ اٹل مرادانی، گھوٹکی، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
29 ستمبر	عائشہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لوہاری گیٹ، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
29 ستمبر	فیاض	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملت پارک، لاہور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
29 ستمبر	محمد عمران	مرد	22برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک ہٹی، پاکپتن	ـ	روزنامہ ایکسپریس
29 ستمبر	رضیہ بی بی	خاتون	19برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قبصہ وجھ، سرگودھا	ـ	روزنامہ جنگ
یکم اکتوبر	محمد شریف سولنگی	مرد	50برس	ـ	شادی شدہ	ـ	پھندا ڈال کر	میر پور خاص	ـ	لالہ عبدالحلیم
2 اکتوبر	حشمت علی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	واہی پاندی، دادو	ـ	روزنامہ کاوش
2 اکتوبر	نظام دین	مرد	25برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	خانپور	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	شبانہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	آدم والی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	اشباء بی بی	خاتون	19برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	روشن بھیٹ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	عبدالکریم	مرد	18برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بندور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	عبدالرحمان	مرد	21برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	اقبال ہوسٹل، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	مظہر علی	مرد	26برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	عبداللہ ٹاؤن، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	صباء بی بی	خاتون	22برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کوٹ فقیرا، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	خالدہ بی بی	خاتون	25برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ڈہرکی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2 اکتوبر	نجمہ بی بی	خاتون	18برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بستی مٹھا، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
3 اکتوبر	بھوجو کولہی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شادی لارج، بدین	ـ	روزنامہ کاوش
4 اکتوبر	رتنی	خاتون	7برس	بچی	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4 اکتوبر	جبار سومرو	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
5اکتوبر	نیلم شہزادی	خاتون	19برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	چوہنگ، لاہور	-	روزنامہ مشرق
9اکتوبر	راضی کوہلی	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	میر پور خاص	-	روزنامہ کاوش
10اکتوبر	نعمت اللہ خان	مرد	25برس	-	غیر شاید شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	راجو خانانا، بدین	-	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	صنم کھوسو	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	دادو	-	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	نائلہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں علی حیدر قاضی، دادو	-	لالہ عبدالحلیم
11اکتوبر	حبیب اللہ بھلکانی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	محلّہ غریب آباد، کندھ کوٹ	-	لالہ عبدالحلیم
12اکتوبر	اکرم	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	زہر خورانی	باغبانپورہ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
12اکتوبر	امجد علی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ باڈہ، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
12اکتوبر	فرزانہ شیخ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کنب شہر، خیر پور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
12اکتوبر	مجاہد حسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سوبھوڈیرو، خیر پور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
13اکتوبر	علی محمد	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خانپور مہر، گھوٹکی، سندھ	-	روزنامہ کاوش
13اکتوبر	اظہر علی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سوبھوڈیرو، خیر پور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
13اکتوبر	حسین گل	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیر پور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
14اکتوبر	محمد طلحہ	بچہ	-	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو آگ لگا کر	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
18اکتوبر	شہناز	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گرین ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ خبریں
18اکتوبر	کنول	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گرین ٹاؤن	-	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	احسن	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	کاہنہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	شوکت	مرد	-	-	شادی شدہ	-	زہر خورانی	پیپلز کالونی، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
19اکتوبر	ہاشمی چنو	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گمبٹ، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
19اکتوبر	صابر علی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیر پور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
20اکتوبر	نادیہ	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	خانپور	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	شبیر احمد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	اوباڑو	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	اللہ ڈیوریا	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	-	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	آمنہ	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	خانپور	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	زرینہ	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	کشمور، سندھ	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	سونیا	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	عمر علی	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سنجر پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اکتوبر	تسلیم بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	بغداد کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
21اکتوبر	شاہ علی	مرد	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	تنگوانی، کشمور	-	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	مطیہ میمن	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیر پور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	اختیار شاہ	مرد	20برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ظاہر پیر، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
22اکتوبر	ارم بی بی	خاتون	24برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	چک پی 141، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
22اکتوبر	خورشید احمد	مرد	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	راجن پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
22اکتوبر	ریشماں بی بی	خاتون	18برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	خانپور	-	روزنامہ جنگ ملتان
23اکتوبر	ثانیہ جویو	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شہداد کوٹ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
23اکتوبر	روبینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خود کو آگ لگا کر	گاؤں دس آر، جہانیاں	درج	روزنامہ جنگ ملتان
25اکتوبر	رضیہ بی بی	خاتون	18برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	کالونی ظفر آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
25اکتوبر	شمشاد	خاتون	16برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	احسان پور، رحیم یار خان		روزنامہ جنگ ملتان

اقلیتیں

دیوالی کو قومی تعطیل قرار دینے کا مطالبہ

اسلام آباد پاکستانی پارلیمان کے ایک رہنما ڈاکٹر رمیش کمار نے کہا ہے کہ انھوں نے یہ مطالبہ قومی اسمبلی کے سپیکر کے سامنے پیش کیا کہ ہندوؤں کے اہم تہوار دیوالی کو قومی تعطیل قرار دیا جائے۔ ڈاکٹر رمیش کمار برسر اقتدار پارٹی پاکستان مسلم لیگ ن اور پاکستان ہندو کونسل کے سینیئر رکن ہیں۔ انھوں نے بی بی سی کو بتایا: 'دیوالی کے دن کو عام تعطیل کا دن قرار دینے سے پاکستان کی بین الاقوامی شبیہ بہتر ہوگی۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس سے یہ پیغام بھی جائے گا کہ حکومت پاکستان اقلیتوں کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھتی۔ پاکستان میں تقریباً اسی لاکھ ہندو رہتے ہیں جو ملک کی آبادی کا چار فیصد ہیں۔ انھوں نے حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ہندوؤں کو دیوالی کے موقعے پر بونس بھی دیا جائے۔ ڈاکٹر رمیش نے کہا کہ پاکستان میں زیادہ تر ہندو صوبہ سندھ میں رہتے ہیں جو کہ زیادہ تر غریب ہیں۔ انھوں نے کہا کہ گذشتہ حکومتیں ہندوؤں کو سالانہ بونس دیا کرتی تھیں لیکن اس حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد ابھی تک ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ حکومت کی جانب سے ابھی اس بارے میں کوئی بیان سامنے نہیں آیا ہے۔ نامہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ پہلا موقع نہیں ہے جب ہندو برادری کی جانب سے یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے اس سے پہلے بھی اس بارے میں باتیں ہوتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر رمیش نے کہا کہ دیوالی کو قومی تعطیل قرار دیا جائے اور ہندوؤں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کیے جائیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ہندوؤں کی فلاح و بہبود کو اپنی ترجیحات کا حصہ بنائے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

توہین رسالت کے الزام میں ایک پاکستانی مسیحی خاتون کو سزائے موت

لاہور 16 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں توہین رسالت کی ملزمہ آسیہ بی بی کی سزائے موت کو برقرار رکھا جسے چار برس قبل ٹرائل کورٹ نے سزائے موت سنائی تھی۔ پانچ بچوں کی ماں آسیہ بی بی پر ننکانہ کے قریب واقع گاؤں میں اس کی ہمسایہ عورتوں نے توہین رسالت کا الزام عائد کیا تھا جس پر 19 جون، 2009ء کو اسے گرفتار کیا گیا تھا۔ نومبر 2010ء میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے اسے سزائے موت سنائی تھی جسے لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ 16 اکتوبر کو سماعت کے دوران، آسیہ بی بی کے وکیل نے موقف اختیار کیا کہ پولیس نے مقدمے کے اندراج سے قبل قانونی تقاضے پورے نہیں کیے تھے۔ مقدمہ کے اندراج میں 6 دنوں کی تاخیر پولیس کی بدنیتی ظاہر کرنے کے لیے کافی تھی۔ اس کا مزید کہنا تھا کہ گواہوں کے بیانات میں بھی فرق تھا۔ عدالت نے دونوں فریقین کے وکلاء سے پوچھا کہ کیا توہین رسالت کے لیے واحد سزا سزائے موت ہی ہے؟ شکایت دہندہ کے وکیل نے جواب دیا کہ 1991ء میں وفاقی شرعی عدالت (ایف ایس سی) نے وفاقی حکومت کو ضابطہ فوجداری پاکستان کی دفعہ C-295 میں ترمیم کر کے 'عمر قید' کا لفظ حذف کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اس کے مطابق ایف ایس سی نے قرار دیا تھا کہ اگر مقررہ وقت میں مجوزہ ترمیم نہ کی گئی تو 'عمر قید' کا لفظ حذف سمجھا جائے گا۔ حکومت نے ایف ایس سی کے فیصلے کو چیلنج کیا تھا مگر بعدازاں اپیل واپس لے لی تھی۔ وکیل نے کہا کہ اس وجہ سے اب پی پی سی کی دفعہ C-295 کے لیے واحد سزا سزائے موت ہے۔ وکیل استغاثہ کا مزید کہنا تھا کہ ٹرائل کورٹ نے تمام قانونی تقاضوں کو پورا کیا تھا۔ دونوں اطراف کو سننے کے بعد جسٹس انوار الحق کی سربراہی میں لاہور ہائی کورٹ کے بنچ نے آسیہ بی بی کی اپیل کو مسترد کر دیا اور اس کی سزائے موت کو برقرار رکھا۔ سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے جیل میں آسیہ بی بی سے ملاقات کی تھی اور اس کی سزا اور تضحیک مذہب کے قانون پر تنقید کی تھی۔ چند ماہ بعد وہ اپنے سکیورٹی گارڈ ممتاز قادری کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ سابق اقلیتی وزیر شہباز بھٹی کو بھی 2011ء میں محض اس وجہ سے قتل کر دیا گیا کہ انہوں نے تضحیک مذہب کے قانون میں ترمیم کا مطالبہ کیا تھا۔ آسیہ بی بی کے وکیل شاکر چوہدری کا کہنا ہے کہ وہ سپریم کورٹ میں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کریں گے۔ آسیہ بی بی کھیتوں میں کام کر رہی تھی جب اسے پانی لانے کے لیے کہا گیا تھا۔ مسلمان مزدور خواتین نے یہ کہتے ہوئے اس پر اعتراض کیا کہ غیر مسلم ہونے کی وجہ سے وہ پانی کے برتن کو نہیں چھو سکتی۔ وہ خواتین ایک مقامی مولوی کے پاس گئیں اور اسے بتایا کہ آسیہ بی بی نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔ آسیہ بی بی کے خلاف ابتدائی شکایت درج کروانے والے قاری سلیم سمیت ایک درجن سے زائد مذہبی رہنما 16 اکتوبر کو عدالت میں موجود تھے۔ قاری سلیم نے عدالتی احاطہ سے باہر نکل کر کہا کہ ''ہم آج کے فیصلے پر اپنے مسلمان بھائیوں میں مٹھائی تقسیم کریں گے'' مولویوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور مذہبی نعرے لگائے۔ پاکستان کے تضحیک مذہب قانون کو انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے تنقید کا سامنا رہا ہے جن کا کہنا ہے کہ قانون اکثر اوقات ذاتی تنازعات طے کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ تضحیک مذہب کے ملزموں کا دفاع کرنے والے وکلاء اور ان کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے ججوں پر بھی تضحیک مذہب کا الزام عائد کر دیا جاتا ہے اور انہیں ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔ گزشتہ ماہ اڈیالہ جیل میں جیل کے محافظ نے تضحیک مذہب کے الزام میں سزائے موت کے 70 سالہ قیدی جو کہ ذہنی مریض بھی رہا ہے، کو گولی مار کر زخمی کر دیا تھا۔ مذکورہ جیل میں ممتاز قادری بھی بند ہے جسے سزائے موت سنائی گئی تھی مگر بعض لوگوں نے اسے سلمان تاثیر کو قتل کرنے پر ہیرو قرار دیا تھا۔ اس برس تضحیک مذہب کے واقعات اور تضحیک مذہب کے ملزموں پر حملے کرنے کے واقعات میں نہایت اضافہ ہوا ہے۔ ان لوگوں کے خلاف بھی تضحیک مذہب کے مقدمات درج کیے گئے جنہوں نے قانون میں اصلاح کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ پاکستان میں توہین رسالت کی سزا سزائے موت ہے۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

احمدی قبرستان کی بے حرمتی

جڑانوالہ چک 96 گ ب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں معقول تعداد میں احمدی گھرانے قیام پذیر ہیں اور احمدی مرحومین کے لیے الگ قبرستان مختص ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے بعض شرپسند عناصر کا اصرار تھا کہ احمدی مرحومین کی قبروں پر نصب کتبوں پر تحریر شدہ کلمہ طیبہ و دیگر تحریرات کو مٹا دیا جائے۔ اس ضمن میں رابطہ کر کے سرکاری انتظامیہ کو جماعت احمدیہ کے اصولی موقف سے آگاہ کیا جاتا رہا۔ تاہم بدقسمتی سے ان مذہبی عناصر کے بے بنیاد مطالبہ پر متعلقہ پولیس اسٹیشن جڑانوالہ نے کاروائی کرتے ہوئے 9 مارچ کو مذکورہ قبرستان کے بیشتر احمدی مرحومین کے کتبوں سے کلمہ طیبہ و دیگر مقدس تحریرات/آیات کو مٹا دیا ہے اور کتبوں کو توڑ دیا ہے۔ 1984 سے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے بعد سے ملک بھر میں 238 افراد جماعت مذہبی منافرت کی نذر ہو چکے ہیں جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں قاتلانہ حملوں کا شکار ہوئے ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ اشتعال انگیز لٹریچر کے ذریعہ افراد جماعت احمدیہ کو واجب القتل قرار دیا جا رہا ہے۔ ان حساس نوعیت کے معاملات کی بابت قبل ازیں بھی متعدد مرتبہ ارباب اختیار کو مناسب لائحہ عمل اور کاروائی کے لئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے مگر بظاہر کوئی کاروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ (سلیم الدین)

عورتیں

خواتین کا سکیورٹی فورسز کیخلاف مظاہرہ

مہمند ایجنسی پاکستان کے قبائلی علاقے مہمند ایجنسی میں قبائلی خواتین اور بچوں نے سکیورٹی فورسز کی طرف سے گھروں پر چھاپے مارنے کے خلاف مظاہرہ کیا ہے جبکہ جنوبی وزیرستان کے علاقے شکئی میں دھماکے میں ایک شخص ہلاک ہوا ہے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ مہمند ایجنسی کے تحصیل حلیم زئی کے علاقے دربہ خیل کے درجنوں خواتین اور بچوں نے سکیورٹی فورسز کی طرف سے گھروں پر چھاپے مارنے اور 'بے گناہ لوگوں کی گرفتاری کے خلاف' اچانک مرکزی مہمند باجوڑ شاہراہ پر نکل کر احتجاج شروع کر دیا۔ مظاہرین نے علاقے کے مرکزی سڑک کو ہر قسم کے ٹریفک کے لیے بند کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ پولیٹکل انتظامیہ کی طرف سے یقین دہانیوں کے بعد خواتین اور بچوں نے اپنا احتجاج ختم کیا اور بعد میں مہمند باجوڑ شاہراہ ٹریفک کیلیے کھول دی گئی۔ خواتین کا مطالبہ مقامی صحافیوں کے مطابق خواتین کا مطالبہ تھا کہ دو دن پہلے سکیورٹی فورسز کی طرف سے علاقے میں گھروں پر چھاپوں کے دوران گرفتار کیے جانے والے افراد کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ خیال رہے کہ گزشتہ چند دنوں کے دوران مہمند ایجنسی میں سکیورٹی فورسز اور پولیو کارکنوں پر حملوں میں تیزی آ رہی ہے جس سے علاقے میں ایک مرتبہ پھر حالات کشیدگی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ امر بھی اہم ہے کہ قبائلی علاقوں میں خواتین اور بچوں کی طرف سے سڑکوں پر احتجاج کم ہی دیکھنے میں آئے ہیں۔ ادھر جنوبی وزیرستان میں حکام کا کہنا ہے کہ ایک ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں ایک شخص ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔ جنوبی وزیرستان کی پولیٹکل انتظامیہ کے ایک اہلکار کے مطابق جمعے کی صبح جنوبی وزیرستان کے علاقے تحصیل شکئی میں شیر خواہ کے مقام پر دھماکہ ہوا ہے۔ انھوں نے کہا کہ دو افراد سڑک پر جا رہے تھے کہ اس دوران ان کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کا نشانہ بنایا گیا۔ اہلکار کے مطابق دھماکے میں باخان نامی ایک شخص ہلاک جبکہ ایک زخمی ہو گیا۔ بعض مقامی ذرائع کا کہنا ہے کہ مرنے والے شخص قبائلی ملک بتائے جاتے ہیں تاہم سرکاری طور اس بات کی تصدیق نہیں کی جا سکی۔ ابھی تک اس حملے کی ذمہ داری کی تنظیم کی جانب سے قبول نہیں کی گئی۔ قبائلی علاقوں میں طالبان مخالف قبائلی سرداروں اور مشران پر حملوں کا سلسلہ گزشتہ کئی برسوں سے جاری ہے جس میں سینکڑوں افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ کالعدم تنظیمیں ان حملوں کی ذمہ داری وقتاً فوقتاً قبول کرتی رہی ہیں۔

(نامہ نگار)

خواتین پر تشدد کے 421 واقعات

کراچی خیر پور سندھ کے وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ کا آبائی ضلع ہے، یہ صوبے ان اضلاع کی فہرست میں اول درجے پر جہاں اس سال کی تیسری سہ ماہی کے دوران خواتین کے خلاف تشدد کی سب سے زیادہ واقعات ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ سندھ میں خواتین کے خلاف تشدد کی صورتحال پر سہ ماہی رپورٹ (جولائی تا ستمبر 2014ء) کے مطابق صوبے میں خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد کے تمام 421 واقعات میں سے 72 واقعات کا تعلق صرف خیر پور سے تھا۔ ایک غیر سرکاری تنظیم عورت فاؤنڈیشن، جو خواتین سے متعلق مسائل پر کام کر رہی ہے، کی جانب سے تیار کردہ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 421 واقعات میں 534 خواتین اور لڑکیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، لیکن ان میں سے صرف 66 کیسز کی ایف آئی آر درج کی گئی۔ ان تین ماہ کی مدت کے دوران اخبارات میں شایع ہونے والے اعداد و شمار کی بنیاد پر تیار کی گئی اس رپورٹ کا کہنا ہے کہ خواتین کے خلاف تشدد کا مسئلے کی جڑ سماجی روایات اور معاشی انحصار میں پوشیدہ ہیں، جبکہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک مردوں کی اجارہ داری کے نظام کا نتیجہ ہیں۔ صنفی بنیاد پر تشدد سے خواتین کے کمتر کردار، ان کے سیاست میں کم سے کم سطح پر شراکت، ان کی کمتر تعلیمی سطح و مہارت اور کام کے محدود مواقع کو برقرار رکھنے میں مدد دی ہے۔ رپورٹ کا کہنا ہے کہ غلط الفاظ کے ساتھ درج کی جانے والی ایف آئی آر سے بھی مؤثر حل کے لیے مقدمات تک خواتین کے لیے رسائی کے حق کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اکثر اوقات اس طرح کے واقعات سے پولیس کو مطلع نہیں کیا جاتا، جبکہ پولیس کو رپورٹ کیے گئے کچھ واقعات کو پولیس اپنے روزنامچے میں درج نہیں کرتی۔ یہاں تک کہ اگر چند کیسز درج بھی ہو جائیں تو مناسب انکوائری نہیں کی جاتی اور یہ معاملہ بالآخر التواء کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی نوٹ کی گئی ہے کہ دیہی علاقوں کے ساتھ ساتھ خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات شہری علاقوں میں بھی بڑھتے جا رہے ہیں، جو باعثِ تشویش ہے۔ جیسا کہ 421 کیسز میں سے 197 شہری علاقوں سے رپورٹ کیے گئے تھے۔ متاثرہ خواتین کی ازدواجی حیثیت کے بارے میں اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 534 خواتین میں سے 249 (59 فیصد) شادی شدہ تھیں، جبکہ 67 غیر شادی شدہ۔ نامکمل رپورٹوں کی وجہ سے 218 خواتین کی ازدواجی حیثیت معلوم نہیں ہو سکی۔ خواتین کے خلاف تشدد کے جرائم کی نوعیت کچھ یوں تھی، قتل (76 خواتین)، غیرت کے نام پر قتل (57 خواتین)، خودکشی (49 خواتین) جرگہ (41)، اغوا (41) زخمی (39)، ریپ اور گینگ ریپ (21/5)، جنسی حملہ (17) تشدد (17) اور اقدام خودکشی (19)۔ 91 متاثرہ خواتین کی عمر 19 سے 36 برس کے درمیان تھیں، 66 چھوٹی بچیاں تھیں، اور 13 کی عمر 37 سال سے زیادہ تھی۔ جبکہ دیگر 364 تشدد سے متاثرہ خواتین کی عمروں کا تعین نہیں کیا جا سکا۔ ان تین ماہ کے دوران اضلاع کے حساب سے کیسز کی تعداد کچھ یوں تھی، خیر پور 72، جیکب آباد 46، لاڑکانہ 45، شکار پور 28، سانگھڑ 27، سکھر 23، بے نظیر آباد 21، گھوٹکی 21، نوشہرو فیروز 16، میر پور خاص 15، کشمور 15، تھر پارکر 14، کراچی 12، جامشورو 12، دادو 11، حیدر آباد 9، بدین 8، قمبر شہداد کوٹ 8، ٹھٹھہ 7، مٹیاری 4، عمر کوٹ 4، ٹنڈو محمد خان 2 اور ٹنڈو الہ یار ایک۔ رپورٹ میں عورت فاؤنڈیشن کی سربراہ مہناز رحمان نے حکومت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ گھریلو تشدد، ریپ، جنسی طور پر ہراساں کرنا اور صنفی بنیاد پر دیگر تشدد کے خلاف تمام خواتین کے قانونی تحفظ کو یقینی بنائے، اور متاثرہ خواتین کو امدادی خدمات فراہم کرکے ان کی سلامتی اور احترام کا مناسب تحفظ کرے۔ (بشکریہ

شوہر نے بیوی کو قتل کر دیا

رجانہ 186 گ ب کے رہائشی محسن علی کی شادی 7 ماہ قبل سمیرا بی بی سے ہوئی تھی۔ محسن علی کو شبہ تھا کہ اس کی بیوی سمیرا بی بی نے بدچلنی کی راہ اختیار کر لی ہے۔ یکم ستمبر کو اسی بات پر ہونے والے جھگڑے کے بعد محسن علی نے طیش میں آ کر ڈنڈے کے وار کر کے سمیرا بی بی کو بدترین تشدد کا نشانہ بنا ڈالا۔ تشدد کے نتیجہ میں سمیرا بی بی موقع پر ہی ہلاک ہو گئی جبکہ محسن علی فرار ہو گیا۔ پولیس نے اطلاع ملنے پر موقع پر پہنچ کر نعش قبضہ میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لئے ہسپتال منتقل کر دی۔

(نامہ نگار)

چوری کا الزام لگا کر اغواء کر لیا

گوجرہ بااثر افراد نے گھریلو ملازمہ پر چوری کا الزام لگا کر اغوا کر لیا اور تشدد کا نشانہ بنایا۔ چک 303 ج ب کے محنت کش عابد علی کی بیوی فرزانہ بی بی گاؤں کے زمیندار ریاست علی کے گھر ملازمت کرتی تھی جسے زیورات کے چوری کے الزام میں نوکری سے فارغ کر دیا گیا بعد ازاں ریاست علی نے اپنے ساتھیوں عمران، محمود، عمر اور حاجی بشیر کے ہمراہ اسے گھر سے اغوا کر لیا اور قید میں رکھ کر تشدد کا نشانہ بناتے رہے۔ شوہر نے منت سماجت کر کے بیوی کو آزاد کرایا۔ پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

پانی پر بنیادی معلومات اور مشترکہ نگرانی کی ضرورت

پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات پانی کے معاملات سے پیدا ہونے والی کشیدگی سے خاصے متاثر ہوتے ہیں۔ خشک موسموں میں پاکستان کے کچھ لوگ بھارت پر پانی ''چوری'' کرنے کا الزام لگاتے ہیں اور جب موسم برسات لگتا ہے تو وہ بھارت پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ پاکستان کو ڈبونا چاہتا ہے۔ 2010ء میں ''امن کی آشا'' نے سنٹر فار ڈائیلاگ اینڈ ری کنسلی ایشن کے تعاون سے نئی دہلی میں بھارت اور پاکستان کے درمیان پانی سے متعلق امور پر ایک کانفرنس کا اہتمام کیا تھا جس میں دونوں ملکوں کے ماہرین نے شرکت کی۔ ہم اس کانفرنس کے چند متعلقہ حصے ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی پر ہونے والے مباحثے پر حقائق کی بجائے غلط فہمیوں کا غلبہ رہا۔ پاکستان کے سرسبز علاقوں کا انحصار ان دریاؤں کے پانیوں پر ہے جن کا منبع جموں اور کشمیر میں ہے۔ ساٹھ برس تک دونوں ملک ان پانیوں میں سے اپنا حصہ پرامن طور پر حاصل کرتے رہے لیکن اب پاکستان کے بعض حلقے الزام لگاتے ہیں کہ بھارت ان دریاؤں پر بہت سے ڈیم تعمیر کر کے پانی کی فراہمی روک سکتا ہے یا پاکستان میں آنے والے حالیہ تباہ کن سیلابوں کے حوالے سے پاکستانیوں کا کہنا ہے کہ بھارت دریاؤں میں سیلابی پانی زیادہ مقدار میں چھوڑ کر پاکستان کو بدترین سیلابوں کا شکار بنا دیتا ہے۔

کانفرنس کی میز پر آمنے سامنے بیٹھے دونوں ملکوں کے واٹر مینجمنٹ کے اعلیٰ ترین ماہرین اور اری گیشن انجینئروں نے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی۔ جس میں عمومی طور پر مخاصمت کا عنصر ابھر کر سامنے آیا لیکن اس کا بنیادی مقصد ایک دوسرے کے نکتہ نظر کو بہتر طور پر سمجھنا اور بحث کے راستے کو رکاوٹوں سے صاف کرنا تھا۔ کانفرنس کی اس صورتحال پر کچھ تند خُو مبصروں نے اپنے تبصروں میں کہا کہ ایسی صورتحال دونوں ملکوں کو جنگ کی طرف لے جاسکتی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس بحث مباحثے کا مرکزی نکتہ 1960ء کا سندھ طاس معاہدہ تھا جس میں پاکستان میں دریاؤں کے بہاؤ کا تعین کیا گیا تھا۔ اور جس میں دونوں ملکوں کے درمیان دریائی پانیوں سے متعلق پیدا ہونے والے تنازعات کے متفقہ حل کا فنی طریق کار وضع کیا گیا ہے۔

پاکستان میں افواہ یہ ہے کہ بھارت دریائے ستلج اور چناب پر ایک سو سے زیادہ ڈیم تعمیر کر رہا ہے جس سے اٹھارہ کروڑ لوگوں کو غذا مہیا کرنے والی سرسبز وشاداب کھیتیاں بنجر ہوجائیں گی۔

چند پاکستانی ماہرین اسی نکتہ نظر کے ساتھ چپکے رہے جبکہ زیادہ تر پاکستانی ماہرین اس بات کے قائل دکھائی دیتے تھے کہ بھارت یہ ڈیم تعمیر کر کے سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ بھارت نے چند درجن چھوٹے منصوبے تیار کئے ہیں جنہیں چھوٹے آبی ذخیرے کہا جاتا ہے جن سے بوقت ضرورت کم مقدار میں بجلی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور یہ دریائی بہاؤ کو روکتے نہیں بلکہ پانی کو بہت ہی کم فاصلے تک لے جا کر ان سے بجلی کی ٹربائنیں چلائی جاتی ہیں۔

اجلاس میں جموں وکشمیر میں 330 میگاواٹ کے کشن گنگا ہائیڈرو الیکٹرک پراجیکٹ کی تعمیر کے معاملے پر بھی تکرار ہوئی اور سندھ طاس معاہدے کی روشنی میں مسئلہ کے حل میں ناکامی کی صورت میں پاکستان اس مسئلہ کو بین الاقوامی ثالثی کے ذریعے حل کرانے کے لئے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے پاس جائے گا جو امپائر مقرر کرے گا۔

سنٹر فار پالیسی ریسرچ سے تعلق رکھنے والے ایک آبی ماہر بی جے ورغیز کا کہنا تھا کہ ''چھوٹے چھوٹے آبی ذخیروں پر تعمیر کئے گئے منصوبے دریاؤں کو خشک نہیں کرتے بلکہ صرف نئے ڈیموں کو بھرنے کے وقت پانی کم ہوجاتا ہے۔ چاہے 50 منصوبے ہوں یا ایک سو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ آپ بہتے پانی کو ذخیرہ نہیں کرسکتے''۔

ایک سابق بیوروکریٹ راما سوامی آئیر نے اس بات پر اتفاق کیا کہ بھارت اور پاکستان دونوں ہی واٹر مینجمنٹ کے حوالے سے بہترین مثالیں نہیں ہیں۔ ہمارے پاس بنیادی معلومات ہی نہیں ہیں جن سے ہمیں معلوم ہوسکے کہ بھارت واقعی سندھ طاس معاہدے پر دھوکہ بازی کر رہا ہے یا بیوقوف بنا رہا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دونوں طرف کے ماہرین متفق نظر آئے کہ ایسے اعداد وشمار یا بنیادی معلومات موجود نہیں ہیں جن کو بنیاد بنا کر کوئی موثر بحث کی جاسکے۔

اس نکتہ پر کانفرنس کے شرکاء نے اصرار کیا کہ دونوں ملک مشترکہ طور پر بنیادی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اسے لوگوں تک پہنچائیں تاکہ فضا میں چھائی دھند چھٹ سکے۔ پاکستان کی طرف پانی کے بہاؤ کو ناپنے کے لئے ایک مشترکہ طریق کار وضع کیا جائے جس سے دونوں ملکوں کے درمیان بداعتمادی کو دور کیا جاسکے۔ جیسا کہ بنگلہ دیش کے معاملے میں کیا جاچکا ہے۔ کلیدی معاملات اور میڈیا پر ہونے والی سابقہ کانفرنسوں کی طرح یہ کانفرنس بھی اس طرح منظم کی گئی تھی کہ بند کمرے میں اس کے اجلاس ہوئے جن میں دونوں ملکوں کے وفود نے اپنے اپنے موقف پیش کئے اور ان پر کُھل کر بحث مباحثہ ہوا۔

پانی کی شراکت داری کے علاوہ کانفرنس میں ہمالیائی علاقے میں ماحولیاتی اور فضائی آلودگیوں سے پیدا ہونے والے چیلنجوں پر بھی گفتگو ہوئی۔ اس کے علاوہ واٹر شیڈ مینجمنٹ میں تعاون پر بھی تفصیلی بات چیت ہوئی۔

(امن کی آشا کے تحت ''پانی زندگی ہے'' کے موضوع پر ہونے والی یہ کانفرنس 30-29 جولائی 2010ء کو ''سنٹر فار ڈائیلاگ اینڈ ری کنسلی ایشن'' کے تعاون سے نئی دہلی میں منعقد ہوئی)

کانفرنس کی میز پر آمنے سامنے بیٹھے دونوں ملکوں کے واٹر مینجمنٹ کے اعلیٰ ترین ماہرین اور اری گیشن انجینئروں نے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی۔ جس میں عمومی طور پر مخاصمت کا عنصر ابھر کر سامنے آیا لیکن اس کا بنیادی مقصد ایک دوسرے کے نکتہ نظر کو بہتر طور پر سمجھنا اور بحث کے راستے کو رکاوٹوں سے صاف کرنا تھا۔ کانفرنس کی اس صورتحال پر کچھ تند خُو مبصروں نے اپنے تبصروں میں کہا کہ ایسی صورتحال دونوں ملکوں کو جنگ کی طرف لے جاسکتی ہے۔

جوابی غلط فہمیاں

تعاون کے لئے پانی کو بطور وسیلہ استعمال کرنے پر ماہرین کا اصرار

پانی کو کشیدگی کی بجائے اعتماد پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔مندوبین کا اظہار خیال

دونوں ملکوں کے ماہرین کی بند کمرے میں منعقد ہونے والی گول میز کانفرنس دو روز تک جاری رہی جس میں نہ صرف یہ کہ ماہرین نے متعلقہ موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا بلکہ ان کے درمیان زوردار بحث مباحثہ بھی ہوا۔ ان لوگوں نے موضوع کے حوالے سے اپنی اپنی ماہرانہ آراء کا اظہار کیا اور اپنے اپنے نکتہ نظر اور تجربے سے ایک دوسرے کو آگاہی دی۔ان ماہرین میں پاکستان کے خالد معتد اللہ، ڈاکٹر ضیغم حبیب، رافع عالم، سلیمان نجیب خان اور ایوب قطب اور بھارت کے رام سوامی آئیر، آر رنگا چاری، روی چوپڑا، وریندر کمار، پریم شنکر جھا اور بی۔ جی۔ ورغیز شامل تھے۔ جاوید شاہ میری اور زبیر احمد ڈار نے جموں وکشمیر کا جغرافیائی تناظر پیش کیا۔

پاکستانی مندوبین نے پاکستان کو درپیش پانی کے بحران سے پیدا ہونے والی تشویش کے بارے میں کانفرنس کو آگاہی دی۔ انہوں نے دریاؤں کے کنارے پر بسنے والے لوگوں کے حقوق سے متعلق تشویش کا اظہار کیا اور تمام مندوبین نے اتفاق کیا کہ اس کی وجہ وقت پر معلومات کا میسر نہ ہونا اور دونوں ملکوں کے درمیان موجود کشیدگی ہے۔ انہوں نے پاکستان میں پائے جانے والے اس احساس پر بھی گفتگو کی کہ بھارت پاکستان کے حصہ کے پانی کے بہاؤ کو اپنی طرف موڑ دیتا ہے جس کی بھارتی ماہرین نے تفصیل کے ساتھ تردید کی۔ بہر حال، دریاؤں میں پانی کا بہاؤ کم تو ہوا ہے اور اس کی وجہ علاقے میں آنے والی ماحولیاتی تبدیلیاں ہیں۔

مندوبین نے اس پر اتفاق کیا کہ پانی، اپنے سیاسی، ماحولیاتی اور فنی پہلوؤں کے سبب، کشیدگی کی بجائے دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کے لوازم کے طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اس مسئلہ کو مستقبل کے حوالے سے جانچنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ دونوں ملکوں کے لئے 1960ء کے سندھ طاس معاہدے، جس کے تحت سندھ طاس کے دریاؤں کے پانی کو دونوں ملکوں میں تقسیم کیا گیا، کے جہاں منفی پہلو ہیں، وہیں اس کے مثبت پہلو بھی ہیں۔ اس کے باوجود یہ ایک ایسا قابل عمل معاہدہ ہے جس نے نہ صرف وقت کا بلکہ جنگ کا مقابلہ بھی کیا ہے۔

> پاکستانی مندوبین نے پاکستان کو درپیش پانی کے بحران سے پیدا ہونے والی تشویش کے بارے میں کانفرنس کو آگاہی دی۔ انہوں نے دریاؤں کے کنارے پر بسنے والے لوگوں کے حقوق سے متعلق تشویش کا اظہار کیا اور تمام مندوبین نے اتفاق کیا کہ اس کی وجہ وقت پر معلومات کا میسر نہ ہونا اور دونوں ملکوں کے درمیان موجود کشیدگی ہے۔

کانفرنس کے شرکاء نے تازہ ترین معلومات کی شراکت داری پر زور دیا تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔ انہوں نے اس ضرورت پر بھی اتفاق کیا کہ دونوں ملک اندرونی طور پر اپنے اپنے پانی کے وسائل کے بہتر انتظام وانصرام پر توجہ دیں۔ مزید برآں پانی کے بڑھتے ہوئے بحران کا مقابلہ کرنے کے لئے دونوں ملک مشترکہ طور پر اقدام کریں تاکہ علاقے میں انسانی جانوں اور روزی روزگار کا تحفظ کیا جا سکے اور دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں سدھار ممکن ہو سکے۔

بحث کے دوران سندھ طاس میں پانی کے فشار کا سبب بننے والے عوامل پر بھی غور کیا گیا۔ یعنی موسمیاتی تبدیلی، گلیشئر کے پگھلاؤ، بارشوں کی ترتیب میں ہونے والے تغیر وتبدل اور بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث پانی کے استعمال میں ہونے والے اضافے (زیرزمین پانی کے استعمال میں اضافہ اور دریا سے براہ راست پانی حاصل کرنا) پر تفصیلی غور کیا گیا۔

مندوبین نے اتفاق کیا کہ تجربات کا تبادلہ، خصوصاً کامیابیوں کی کہانیوں سے ایک دوسرے کو آگاہ رکھنا، دونوں ملکوں کے بہتر مفاد میں ہوگا۔ مندوبین نے اس پر بھی اتفاق کیا کہ پاکستان بھارت تعلقات کو بہتر بنانے، اعتماد بڑھانے، شفافیت اور جواب دہی اور پانی کے فشار کو کم کرنے کے لئے جن ٹھوس اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

1۔ دونوں حکومتیں سابقہ انڈس واٹر کمیشن کی بہاؤ سے متعلق معلومات کو شائع کریں۔

2۔ پانی کے وسائل اور فراہمی کے بارے میں شفافیت اور جواب دہی کو یقینی بنایا جائے اور اس سے متعلق تمام معلومات عوام تک پہنچائی جائیں۔

3۔ کلیدی اور اہم مقامات پر دریائی بہاؤ پر مشترکہ طور پر نظر رکھتے ہوئے اسے جانچا اور پرکھا جائے۔

4۔ مغربی دریاؤں میں پانی کے بہاؤ میں کمی کے ذمہ دار عوامل کا مشترکہ طور پر جائزہ لیا جائے۔

5۔ سمندروں یا طاسوں کی طرف رواں پانی کے بہتر انتظام وانصرام، جنگلوں کے تحفظ، مقامی سطح پر پانی کی دستیابی میں باقاعدگی پیدا کرنے کا عمل اور بجلی کی پیداوار کے متبادل طریقوں کے لئے مشترکہ اجتماعی سوچ اپنائی جائے۔

بچے

کمسن بچیوں کا اغواء

پارا چنار 30 ستمبر کو لوئر کرم ایجنسی کے علاقے سمیر میں سکول سے گھر جانے والی دو بچیوں آٹھ سالہ منیلہ اور چھ سالہ عالیہ کو نامعلوم افراد نے اغواء کرلیا۔ وقت پر گھر نہ پہنچنے پر ان کے رشتہ داروں نے انہیں جگہ جگہ تلاش کیا اور لوگوں سے پوچھ گچھ کے بعد انہیں صورتحال کا پتہ چلا۔ بچیوں کے والد جاوید حسین کا کہنا تھا کہ ان کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ دونوں بچیاں قریبی گاؤں گوساڑ کے شاہ پبلک سکول کے کلاس دوئم اور کلاس اول میں پڑھ رہیں تھیں۔ سکول کے پرنسپل یوسف علی نے حکام سے بچیوں کی بحفاظت برآمدگی اور اغواء کاروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ (محمد حسن)

امام بارگاہ پر دستی بم حملہ، بچی ہلاک

کراچی سندھ کے دارالحکومت کراچی میں امام بارگاہ کے قریب دھماکہ ہوا جس میں ایک بچی ہلاک اور متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ ڈان نیوز کے مطابق دھماکہ اسلامی ریسرچ سینٹر میں محرم الحرام کے حوالے سے خواتین کی مجلس کے بعد ہوا جس میں ڈیڑھ سالہ بتول ہلاک جبکہ 2 بچوں اور خواتین سمیت 8 افراد زخمی ہوئی ہیں۔ عائشہ منزل کے علاقے میں واقع اسلامک ریسرچ سینٹر پر دستی بم (کریکر) پھینکا گیا جو کہ سینٹر کے ساتھ واقع روڈ پر گرا، مجلس ختم ہونے کے بعد باہر نکلنے والی خواتین اس کی زد میں آ گئیں۔ ایڈیشنل آئی جی کراچی غلام قادر تھیبو کا کہنا تھا کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے پل سے کریکر پھینکا۔ غلام قادر تھیبو نے مزید کہا کہ حملے کے وقت امام بارگاہ پر پولیس اہلکار تعینات تھے۔ عینی شاہدین کا کہنا تھا کہ امام بارگاہ کے قریب واقع پل (عائشہ منزل فلائی اوور) کے اوپر سے کریکر پھینکا گیا، حملہ آوروں کا نشانہ امام بارگاہ تھی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ دستی بم پلاسٹک کی تھیلی میں ڈال کر پھینکا گیا تھا۔ ریسکیو ذرائع کے مطابق دھماکے سے ایک گاڑی کو بھی نقصان پہنچا۔ زخمیوں کو فری طور پر اسپتال منتقل کیا گیا جبکہ پولیس اور رینجرز نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔ بعدازاں بم ڈسپوزل اسکواڈ کا عملہ بھی پہنچ گیا جس نے تلاشی شروع کر دی۔ ڈان نیوز کے مطابق بم ڈسپوزل اسکواڈ نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ حملے میں استعمال ہونے والا دستی بم دیسی ساختہ نہیں ہے بلکہ یہ روسی ساختہ کریکر تھا جس سے تباہی دیسی ساختہ بم کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ (نامہ نگار)

تشدد سے ہر پانچ منٹ میں ایک بچہ ہلاک ہوتا ہے

اسلام آباد اقوامِ متحدہ کے ذیلی ادارے یونیسف نے ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ دنیا میں ہر پانچ منٹ میں تشدد کی وجہ سے ایک بچہ ہلاک ہوتا ہے۔ یونیسف نے بچوں کے خلاف ہر قسم کا استحصال ختم کرنے کے لیے 2030ء تک نئے اہداف متعین کرنے پر زور دیا ہے۔ یونیسف کی برطانیہ شاخ کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بچوں کی زیادہ اموات جنگ زدہ علاقوں سے باہر ہوتی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق 20 برس سے کم عمر لاکھوں نوجوان خود کو اپنے گھروں، سکولوں اور محلوں میں غیر محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ رپورٹ میں بڑھتی ہوئی شہری آبادی، نوجوانوں کی بے روزگاری اور عدم مساوات کو خطرات پیدا کرنے کے لیے موردِ الزام ٹھہرایا گیا ہے۔ یونیسف برطانیہ نے 'خطرات میں گھرے بچے: بچوں کے خلاف تشدد ختم کرنے کے لیے اقدامات' نامی رپورٹ خطرے سے دوچار بچوں کے لیے مہم کے آغاز کے موقعے پر شائع کی ہے۔ رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ اگر دنیا بھر میں حکومتوں نے اقدامات نہیں کیے تو آئندہ سال 20 برس سے کم عمر کے 345 بچے روزانہ کے حساب سے ہلاک ہو سکتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ خوف میں رہنے والے بچوں کو محفوظ محسوس کرنے کا موقع ملے۔ یونیسف یو کے کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر کی رپورٹ کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ تشدد کے شکار بچوں کے دماغ میں اس فوجی کے دماغ جیسی نقل و حرکت ہوتی ہے جس نے میدانِ جنگ میں وقت گزارا ہو۔ اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ ان میں 30 فیصد سے زائد بچے لمبے عرصے تک نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوں۔ یونیسف کا کہنا ہے کہ غربت میں رہنے والے بچے تشدد کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ لاطینی امریکہ میں بلوغت تک پہنچنے والے لڑکوں کے تشدد سے ہلاک ہونے کے امکانات برطانیہ کے مقابلے میں 70 گنا زیادہ ہیں۔ یونیسف یو کے کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر ڈیوڈ بل نے کہا کہ 'ہم چاہتے ہیں کہ خوف میں رہنے والے بچے خود کو محفوظ محسوس کر سکیں۔ انھوں نے کہا: 'عالمی سطح پر اہداف متعین کرنے سے ہی دنیا کو بچوں کے لیے محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔' یونیسف یو کے کا کہنا ہے کہ صرف 41 ممالک نے بچوں پر تشدد کے سلسلے میں واضح پابندی عائد کی ہے۔ لیکن رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امیر ممالک اس حوالے سے لاپروائی کے مرتکب نہیں ہو سکتے کیونکہ کوئی بھی ملک ایسا نہیں جہاں بچوں کو مکمل طور پر تحفظ حاصل ہو۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

ڈھائی کروڑ بچے تعلیم کے حق سے محروم

لاہور پاکستان میں تعلیم کے شعبے میں کام کرنے والی تنظیم الف اعلان نے اپنی ایک تازہ رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان میں ڈھائی کروڑ بچے تعلیم کے حق سے محروم ہیں جن میں 50 فیصد سے بھی زیادہ بچوں کا تعلق پنجاب سے ہے۔ پاکستان میں 5 سے 16 سال کے عمر کے درمیان پانچ کروڑ 30 بچے ہیں جن میں سے تقریباً دو کروڑ 70 لاکھ بچے سکول جاتے ہیں لیکن باقی ماندہ سکول جانے سے محروم ہیں۔ الف اعلان کے تعلیم کے لیے مہم کے سربراہ مشرف زیدی نے ہمارے ساتھی ظہیرالدین بابر سے اپنی تازہ رپورٹ پر بات کرتے ہوئے بتایا کہ 'پاکستان میں 5 سے 16 سال کے درمیان 5.3 کروڑ بچے ہیں جن میں 27 ملین بچے سکول جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ 'سکول جانے والے بچوں میں زیادہ تر ریاستی اداروں میں پڑھ رہے ہیں لیکن بڑھتی ہوئی تعداد نجی اداروں میں پڑھ رہی ہے اور وہ بچے بھی شمار کیے گئے ہیں جو مدرسوں میں پڑھ رہے ہیں۔ مشرف زیدی نے سکول نہ جانے والے بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ ایک بڑی تعداد ان کی ہے جو پیچھے رہ گئے ہیں اور سکول نہیں جاتے وہ تقریباً ڈھائی کروڑ بچے ہیں۔ یہ بچے کسی طرح کے سکول میں نہیں جا رہے۔ نہ وہ مدرسے میں ہیں، نہ سرکاری سکول میں اور نہ نجی سکول۔ وہ کسی طرح کے سکول میں نہیں جا رہے۔ یہ بچے سکول سے باہر ہیں۔ ایک بڑی تعداد ان کی ہے جو پیچھے رہ گئے ہیں اور سکول نہیں جاتے وہ تقریباً ڈھائی کروڑ بچے ہیں۔ یہ بچے کسی طرح کے سکول میں نہیں جا رہے۔ نہ وہ مدرسے میں ہیں، نہ سرکاری سکول میں اور نہ نجی سکول۔ وہ کسی طرح کے سکول میں نہیں جا رہے۔ یہ بچے سکول سے باہر ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ پنجاب میں تعلیم کی صورتحال کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ پچھلے کئی دہائیوں سے یہاں پالیسی اور فنڈز اور توجہ کا فقدان رہا ہے اب حالات قدرِ بہتر ہیں لیکن اعداد و شمار کے مطابق ایک کروڑ سے زیادہ بچے سکول سے باہر ہیں اور ان میں اکثریت ان بچوں کی ہے جن کی عمریں پرائمری سکول کی عمر سے زیادہ ہیں یعنی ان کی عمریں نو اور دس سے زیادہ ہیں۔ انھوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ جس ملک میں 5 سے 16 کے درمیان کے بچے سکول نہ جا رہے ہوں تو آج سے 10 سے کے بعد کا سوچیئے کہ آج جو 10 سال کا بچہ ہو وہ 10 سال بعد 20 سال کا ہوگا اور وہ سکول نہ گیا ہو اس کے پاس کوئی تعلیم نہ ہو اس کا مستقبل ہوگا۔ جو بچے سکول نہ گئے ہوں اور پڑھ لکھ نہ پائیں ہوں تو ان کا کیا چانس ہے کہ وہ زندگی میں کسی کے ساتھ مقابلہ کر پائیں گے اور اس ملک کا کیا چانس ہے بین الاقوامی طور پر جس ملک نے اتنے سارے بچوں کو اس طرح پالا ہو جو پڑھ لکھ نہ پائیں۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

کاری، کاروکہہ کر مارڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہدحق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 24 ستمبر سے 23 اکتوبر تک 19 افراد پر کاروکاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔جن میں 17 خواتین اور 2 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
24 ستمبر	ہیر جکھرانی	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	بندوق	۔	ملا اسماعیل گوٹھ، حیدرآباد۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
25 ستمبر	پیروزاں گولاٹو	خاتون	۔	شادی شدہ	غالب گولاٹو	بندوق	خاوند	گوٹھ سانول گولاٹو، سرحدی پٹی، بخشاپور، کشمور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
26 ستمبر	گلستاں شیخ	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	شہمیر شیخ	۔	باپ	حرکالونی چونڈکو، خیرپورمیرس۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز
27 ستمبر	زینب میر بحر	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	۔	خاوند	گوٹھ دائم میر بحر، گھوٹکی۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
29 ستمبر	شاہدہ شر	خاتون	۔	شادی شدہ	سندر شر	بندوق	خاوند	گوٹھ رکھیل شر، گڑھی یاسین، شکارپور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز
30 ستمبر	گنج بخت چانڈیو	خاتون	۔	شادی شدہ	الاہی بخش چانڈیو	بندوق	خاوند	گوٹھ شیر محمد چانڈیو، ہمایوں، شکارپور۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
02 اکتوبر	امینہ دستی	خاتون	۔	شادی شدہ	در محمد دستی	بندوق	خاوند	گوٹھ محمد شریف دستی، گڑھی خیرو، جیکب آباد۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کوشش
04 اکتوبر	میراں ماڑیچو	خاتون	26 برس	شادی شدہ	سادو ماڑیچو اور ساتھی	زہر خورانی	خاوند	گوٹھ خوش خیر محمد بیسانی، اکری چودگی، خیرپورمیرس	۔	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز
09 اکتوبر	اختر لانگاہ	مرد	۔	شادی شدہ	حفیظ کلہوڑو	بندوق	پڑوسی	ذوالفقار باغ لاڑکانہ۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
09 اکتوبر	ع مہر	خاتون	۔	۔	۔	۔	۔	گوٹھ بکھی مہر، رضا گوٹھ، پنوعاقل، سکھر۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز
09 اکتوبر	روبینہ سولنگی	خاتون	22 برس	شادی شدہ	شاہ بخش سولنگی	۔	خاوند	آچار سولنگی، کوٹ غلام محمد	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
12 اکتوبر	سلمہ ٹگڑ	خاتون	20 برس	شادی شدہ	عاشق ٹگڑ	بندوق	خاوند	گوٹھ اسلام ٹگڑ، سرحد، گھوٹکی۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
14 اکتوبر	نور خاتون شر	خاتون	25 برس	شادی شدہ	رمضان شر	گلا گھونٹ کر	دیور	گوٹھ غلام حسین شر، خانپور، شکارپور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
16 اکتوبر	نور جہاں چانڈیو	خاتون	40 برس	شادی شدہ	جمن چانڈیو	بندوق	خاوند	گوٹھ ڈتل چانڈیو، پھلگری، حیدرآباد۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
16 اکتوبر	عابدہ چانڈیو	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	جمن چانڈیو	بندوق	باپ	گوٹھ ڈتل چانڈیو، پھلگری، حیدرآباد۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
16 اکتوبر	مسماۃ بچل دشتی	خاتون	45 برس	شادی شدہ	احمد دشتی	۔	خاوند	نادر شاہ محلہ کشمور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
19 اکتوبر	شاہنواز کٹو	مرد	30 برس	شادی شدہ	صالح، شہزادو پہنیار	بندوق	۔	نزد میاں صاحب، شکارپور۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
20 اکتوبر	رخسانہ دھمیو	خاتون	۔	شادی شدہ	برادری والے	بندوق	رشتے دار	نزد بچل بھیو، چک لکھی، شکارپور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
23 اکتوبر	شہمیدہ پھلپوٹو	خاتون	21 برس	شادی شدہ	پرویز پھلپوٹو	بندوق	خاوند	گوٹھ داؤد پھلپوٹو، خیرپورمیرس۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **12** ستمبر سے **23** اکتوبر تک **80** افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں **68** خواتین شامل ہیں۔ **48** واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور **4** واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12 ستمبر	ف	خاتون	۔	شادی شدہ	مختاو	۔	اقبال نگر، رحیم یار خان	درج	۔	روزنامہ جنگ
13 ستمبر	محمد اظہار	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	محسن گورایہ	اہل علاقہ	موضع ٹھٹھی حمزہ، کوٹ ادو	۔	۔	روزنامہ خبریں
14 ستمبر	م	بچی	۔	غیر شادی شدہ	حسنین	اہل علاقہ	چک امیر حمزہ، علی پور چٹھہ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
14 ستمبر	علی رضا	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	باسط	اہل علاقہ	رشید پارک، جڑانوالہ، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
14 ستمبر	الف بی بی	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	فہیم، امجد	اہل علاقہ	آکسفورڈ سائنس اکیڈمی، بہاولپور	درج	۔	روزنامہ خبریں
14 ستمبر	ت	خاتون	۔	۔	آصف	اہل علاقہ	ڈسکہ	درج	۔	روزنامہ روزنامہ نیوز
15 ستمبر	ن	بچی	8 برس	غیر شادی شدہ	معراج	اہل علاقہ	ڈجکوٹ، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	م	خاتون	۔	شادی شدہ	نواز، ریاض	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	ک	خاتون	۔	.	ارشد	اہل علاقہ	محلّہ فرید آباد، پاکپتن	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	ف	خاتون	۔	.	محمد رمضان	اہل علاقہ	قبولہ، پاکپتن	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ف	خاتون	۔	شادی شدہ	مختار	اہل علاقہ	اقبال نگر، رحیم یار خان	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
16 ستمبر	محمد زین	بچہ	6 برس	غیر شادی شدہ	محمد صدیق	استاد	ہیڈ راجکاں	۔	۔	روزنامہ خبریں
18 ستمبر	۔	خاتون	۔	.	۔	اہل علاقہ	فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ ڈان
19 ستمبر	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	راولپنڈی	۔	۔	روزنامہ خبریں
20 ستمبر	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	عرفان سندھو	استاد	گاؤں نند کا تکیہ، قصور	۔	۔	روزنامہ نئی بات
21 ستمبر	س ب	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	پرانی بھٹی، شرقپور	۔	۔	روزنامہ خبریں
22 ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	۔	۔	ریان پرہ، مرید کے	درج۔	۔	روزنامہ جنگ
22 ستمبر	ز	خاتون	۔	شادی شدہ	صابر	۔	علی پور	درج	۔	روزنامہ جنگ
22 ستمبر	ع	بچی	9 برس	غیر شادی شدہ	سعید	۔	بستی وتھانہ میران پور، میلسی	درج	۔	روزنامہ جنگ
22 ستمبر	ص	خاتون	۔	شادی شدہ	ریاض، مشتاق، نور محمد، امجد	اہل علاقہ	ہتھاڑ کی، بہاولنگر	۔	۔	روزنامہ خبریں
23 ستمبر	طارق	مرد	۔	غیر شادی شدہ	عزیز احمد، اسماعیل	۔	تھانہ چوک اعظم، رفیق آباد	درج	۔	روزنامہ جنگ
23 ستمبر	ب	خاتون	۔	شادی شدہ	شاہد رسول	۔	کبیر والہ	درج	۔	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/ نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
23 ستمبر	ع	خاتون	۔	۔	فیاض، نعیم، منظور	اہل علاقہ	خانیوال چوک، وہاڑی	درج	۔	روزنامہ جنگ
23 ستمبر	ن	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	کاشف	۔	گوجرانوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ نیوز
26 ستمبر	ط	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	علی ریاض	اہل علاقہ	ڈی ٹائپ کالونی، فیصل آباد	درج		ایکسپریس ٹریبون
27 ستمبر	ص	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	ارشد، محسن، اشتیاق	اہل علاقہ	رشید پارک اچھرہ، لاہور	۔	۔	روزنامہ نئی بات
27 ستمبر	م	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	عابد	اہل علاقہ	بادامی باغ، لاہور	درج	۔	روزنامہ نئی بات
27 ستمبر	ر	خاتون	۔	۔	منیر	اہل علاقہ	جنوبی چھاؤنی، لاہور	درج	۔	روزنامہ نئی بات
27 ستمبر	ی	خاتون	۔	۔	ارشاد	اہل علاقہ	گاؤں کھڑک سنگھ، اوکاڑہ	درج	۔	روزنامہ نیوز
27 ستمبر	حبیب	بچہ	9 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	راوی روڈ، لاہور	درج	۔	روزنامہ جنگ
27 ستمبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ خبریں
29 ستمبر	م	خاتون	۔	۔	رمضان، اکرم	اہل علاقہ	کوڑے شاہ، ساہیوال	۔	۔	روزنامہ خبریں
29 ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	اللہ دتہ	اہل علاقہ	شہزاد ٹاؤن، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
29 ستمبر	ن	خاتون	۔	۔	غلام دستگیر	اہل علاقہ	احمد آباد، پتوکی	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
29 ستمبر	ک	خاتون	۔	۔	مراد علی	اہل علاقہ	چک 145 گ ب، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
29 ستمبر	الف	خاتون	۔	۔	رمضان	اہل علاقہ	شمار، قائد آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
29 ستمبر	الف ح	خاتون	۔	۔	شاہد، راحت	اہل علاقہ	گاؤں برونی، شکرگڑھ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
30 ستمبر	۔	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	ماڑی ٹھاکراں، سادھوکے	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
30 ستمبر	م	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	تصور	اہل علاقہ	چک 128 ج ب، چنیوٹ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
30 ستمبر	ندیم	مرد	۔	غیر شادی شدہ	ذوالفقار	اہل علاقہ	اوکاڑہ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
30 ستمبر	م	خاتون	۔	شادی شدہ	فیاض	رشتہ دار	رکن پور، بہاولپور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
یکم اکتوبر	۔	بچی	۔	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک آہ، ڈی این پی، بہاولپور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
2 اکتوبر	۔	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	کوٹ نجیب اللہ، ہری پور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
4 اکتوبر	۔	خاتون	24 برس	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک 295 گ ب، فیصل آباد	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
4 اکتوبر	۔	خاتون	21 برس	۔	۔	رشتہ دار	چک 633 گ ب، فیصل آباد	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
4 اکتوبر	الف	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	تنویر	اہل علاقہ	قائداعظم چوک، بہاولپور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
4 اکتوبر	ش	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	عمر فاروق	اہل علاقہ	قائداعظم چوک، بہاپور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
4 اکتوبر	ع	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	حامد	اہل علاقہ	موضع پن، پسرور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
4 اکتوبر	ر	خاتون	16 برس	۔	مقبول	اہل علاقہ	رضیہ کالونی، پسرور	درج	۔	روزنامہ خبریں
4 اکتوبر	الف	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	اکرم مسیح	اہل علاقہ	بٹی عطاراں والی، نارنگ منڈی	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
4 اکتوبر	الف	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	عدنان	اہل علاقہ	چک 237 ای بی، گگومنڈی	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4اکتوبر	ع	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	عثمان، یاسین	اہل علاقہ	شورکوٹ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
4اکتوبر	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	نواز	اہل علاقہ	چناب نگر	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
5اکتوبر	ک	خاتون	۔	۔	عمار، غلام عاس، ساجد	اہل علاقہ	85/6آر، ساہیوال	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
6اکتوبر	ش	خاتون	30برس	۔	ناصر، جہانگیر	اہل علاقہ	چاہ باقروالا، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ ایکسپریس
6اکتوبر	ک	خاتون	۔	۔	محمد حسین	اہل علاقہ	قصبہ لدھیوال، اوکاڑہ	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
6اکتوبر	ر	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	عظیم	اہل علاقہ	بٹالہ کالونی، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ خبریں
9اکتوبر	۔	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	قیصر	اہل علاقہ	بارہ کہو، اسلام آباد	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
9اکتوبر	ف	بچی	7برس	غیرشادی شدہ	کاشف	اہل علاقہ	39/9آر، اوکاڑہ	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
9اکتوبر	ث	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	قلعہ کالروالا، نارنگ منڈی	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
9اکتوبر	ثناء	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	اشفاق	اہل علاقہ	ملت ٹاؤن، گوجرہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
9اکتوبر	ج	خاتون	65برس	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	گاؤں مانگٹ، شیخوپورہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
9اکتوبر	س	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	وسیم	اہل علقاہ	چک 6 گ ب، ننکانہ صاحب	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
9اکتوبر	ع	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	عدنان	اہل علاقہ	پیپلز کالونی، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
10اکتوبر	۔	خاتون	۔	۔	۔	اہل علاقہ	تاج کالونی، سرگودھا روڈ، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
10اکتوبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	حسنین	اہل علاقہ	فیصل آباد	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
12اکتوبر	۔	بچی	۔	غیرشادی شدہ	افتخار	اہل علاقہ	ڈیفنس، لاہور	درج	۔	روزنامہ ایکسپریس
13اکتوبر	ر	بچی	7برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چوک ملانوالہ، شاہ جمال	درج	۔	روزنامہ خبریں
15اکتوبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	سادھوکے	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
15اکتوبر	عبداللہ	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	۔	۔	باغبانپورہ، لاہور	درج	۔	روزنامہ نیوز
16اکتوبر	نادر	مرد	۔	غیرشادی شدہ	صغیر، حماد	اہل علاقہ	محمد نگر	درج	گرفتار	روزنامہ نئی بات
16اکتوبر	ع	خاتون	۔	۔	مدثر	اہل علاقہ	محلّہ محمد پورہ، نارنگ منڈی	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
16اکتوبر	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	معراج پورہ، شیخوپورہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
17اکتوبر	ث	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	اشفاق	اہل علاقہ	چک 70 رب، فیصل آباد	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
19اکتوبر	م	۔	۔	غیرشادی شدہ	ذوالفقار، نوید، عرفان	اہل علاقہ	منڈی عثمان والا، لاہور	درج	۔	روزنامہ دنیا
21اکتوبر	س	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	عبدالحمید	اہل علاقہ	اوکاڑہ	درج	۔	روزنامہ نیوز
23اکتوبر	۔	خاتون	30برس	۔	۔	اہل علاقہ	ہربنس پورہ، لاہور	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
23اکتوبر	۔	بچی	3برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	خانیوال	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
23اکتوبر	ش	خاتون	۔	۔	عاصم، کیفی، ضیاء	اہل علاقہ	محلّہ عثمان غنی، فیصل آباد	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
23اکتوبر	ع	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	عاصم، بلال، آفتاب	اہل علاقہ	چونگی امرسدھو، لاہور	۔	۔	روزنامہ خبریں

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

واجبات کی عدم ادائیگی پر کاشتکاروں کا احتجاج

ٹوبہ ٹیک سنگھ 16 اکتوبر کو ٹوبہ ٹیک سنگھ پیر محل/ کمالیہ کے کاشتکاروں نے مقامی شوگر ملز سے گنے کی رقوم کی عدم ادائیگی پر شوگر ملز کے سامنے احتجاجی دھرنا دیا، مظاہرین نے ملز انتظامیہ کے خلاف نعرے بازی کی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کاشتکاروں نے کہا کہ کاشت کار رقم کے حصول کے لیے 10 ماہ سے خوار ہو رہے ہیں لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ واجبات کی بروقت ادائیگیاں نہ ہونے کی وجہ سے کاشتکاروں کیلئے دیگر فصلوں کے اخراجات برداشت کرنا دشوار ہو چکا ہے۔ بعد از اں شوگر ملز انتظامیہ نے مظاہرین کو یقین دلایا کہ تمام رقوم 15 نومبر تک ادا کر دی جائیں گی جس پر مظاہرین منتشر ہو گئے۔ اس حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے شوگر ملز کے جی ایم مسعود قریشی اور جی ایم کین خالد اقبال گوندل نے کہا کہ شوگر ملز ایک مثالی ادارہ ہے جس نے کاشت کاروں کو ہمیشہ بروقت ادائیگیاں کیں لیکن اس سال ملک میں جاری معاشی بحران کے باعث ادائیگیوں میں دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری جانب ملز انتظامیہ نے مظاہرین کو 14 نومبر تک بقایا جات ادا کرنے کی یقین دہانی کروائی ہے۔

(اعجاز اقبال)

طویل لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج

شہداد کوٹ 2 اکتوبر کو شہری تنظیموں کی طرف سے سکھر الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین کے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز تھے جن میں طویل لوڈ شیڈنگ کے خلاف نعرے درج تھے۔ اس موقع پر میڈیا سے باتیں کرتے ہوئے گل محمد، فیصل خان اور ظہیر احمد نے کہا کہ شہر میں غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے بجلی بند ہونے کے سبب شہری پریشانیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے بیروزگاری بھی بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے فوری طور پر غیر اعلانیہ طویل لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ کیا جائے۔

(ندیم جاوید)

مالی امداد کے مستحقین سے رشوت لی جاتی ہے

گنجھے پاکستان پیپلز پارٹی کی سابقہ وفاقی حکومت نے غریب افراد کی امداد کے لیے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی سکیم شروع کی تھی۔ ضلع گھنجے میں انکم سپورٹ پروگرام کے تحت رقوم تقسیم کرنے والے عملے کے اراکین مستحقین سے رشوت کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان کو فراہم کی جانے والی رقم سے کٹوتی کرتے ہیں۔ شہریوں کا مطالبہ ہے کہ اس مسئلے کا فوری نوٹس لیا جائے۔

(بانو عباس)

صحافی پر حملے کی مذمت

نوابشاہ نوابشاہ: پاکستان کے صوبہ سندھ کے ضلع نوابشاہ کے مقامی صحافیوں نے اپنے ساتھی اور ان کے اہل خانہ پر حملے کی مذمت کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ سندھ پر زور دیا کہ وہ ان واقعات کا نوٹس لیتے ہوئے صحافیوں کے تحفظ کی یقین دہانی کروائیں۔ گزشتہ روز ہفتے کو نوابشاہ پریس کلب کے اراکین کے ایک اجلاس میں سینیئر صحافی مرغوب حسین رضوان کا کہنا تھا کہ گزشتہ مہینے گیارہ ستمبر کو وہ حیدرآباد کے علاقے عبداللہ ٹاؤن میں اپنے انکل کے گھر پر موجود تھے جب ایڈیشنل آئی جی سندھ غلام قادر تھیبو کے بھانجے واجد تھیبو چھ مسلح افراد کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور ان پر اور ان کے رشتے داروں کو مارنا شروع کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ جب انہوں نے پولیس کو اس بارے میں بتایا تو نسیم نگر پولیس اسٹیشن کے ایس ایچ او ممتاز بروہی کچھ اہلکاروں کے ہمراہ گھر پر پہنچے اور، بجائے اس واقعہ کا نوٹس لینے کے انہوں نے ان پر اور گھر کے دیگر افراد پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ حملہ آور پولیس کے دباؤ میں تھے اور انہوں نے ان کے اور ان کے باقی گھر والوں ہاتھ رسی باندھ دیے اور موقع سے فرار ہو گئے۔ مرغوب حسین رضوان کا کہنا تھا کہ جب انہوں نے شکایت کے لیے آئی جی سندھ اور دیگر اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کیا تو انہیں دھمکیوں کی فون کالز موصول ہونے لگیں۔ ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے بعد میں اس معاملے پر ایک سیشن عدالت میں درخواست دائر کی جس پر عدالت نے پولیس کو اس واقعہ کا مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا، لیکن جب وہ ایف آئی آر کے لیے پولیس اسٹیشن پہنچے تو ایس ایچ او نے انکار ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس بارے میں انہوں نے سابق صدر آصف علی زرداری، پی پی پی چیئرمین بلاول بھٹو زرداری، ایم این اے فاریال تالپور اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کو ایک خط بھی تحریر کیا تھا۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

ہاریوں کو بازیاب کرا لیا گیا

عمرکوٹ یکم ستمبر سے 30 ستمبر تک پولیس نے سیشن کورٹ کے حکم پر مختلف علاقوں میں زمینداروں کی زمینوں پر چھاپے مار کر جبری طور پر قید کئے گئے 44 ہاریوں کو بازیاب کرالیا۔ جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔ 9 ستمبر کو کنری پولیس نے گوٹھ محمد آباد کے زمیندار چوہدری تنویر کی زمین پر چھاپہ مار کر کولہی قبیلے کے دس ہاری افراد کو بازیاب کرالیا جن میں تین مرد، تین خواتین اور چار بچے شامل تھے۔ 11 ستمبر کو کنری پولیس نے علاقے کے زمیندار عزیز کی زمین پر چھاپہ مار کر 11 ہاریوں کو بازیاب کرالیا۔ 23 ستمبر کو کنری پولیس نے گوٹھ فاروق آباد کے قریب زمیندار ظہور احمد کی زمین سے 8 ہاریوں کو بازیاب کرالیا۔ عدالت نے بازیاب ہونے والے تمام افراد کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کی اجازت دے دی۔

(او کھول)

آئی ڈی پیز کی افغانستان ہجرت کی دھمکی

پشاور خیبر ایجنسی کے آئی ڈی پیز کا وفاقی حکومت کے خلاف احتجاج ہفتہ کو 77 ویں دن میں داخل ہو گیا۔ وفاقی حکومت کی جانب سے مناسب خوارک اور مالی معاونت کی فراہمی میں ناکامی پر آئی ڈی پیز نے 11 اکتوبر کو پشاور پریس کلب کے باہر احتجاج جاری رکھا۔ آئی ڈی پیز نے میڈیا سے گفتگو میں بتایا کہ وہ خیبر ایجنسی میں فوجی آپریشن کے باعث گزشتہ پانچ سالوں سے کیمپوں میں جینے پر مجبور ہیں، تاہم حکومت انہیں دوسرے قبائلی علاقوں کے آئی ڈی پیز جیسی سہولتیں فراہم کرنے میں ناکام رہی۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر حکومت نے ان کے مطالبات پر کان نہ دھرے تو وہ مجبوراً افغانستان ہجرت کر جائیں گے۔ پاکستان تحریک انصاف کے حاجی اقبال آفریدی نے کہا کہ خیبر ایجنسی کے لوگ بحالی امن کی خاطر سیکورٹی فورسز کے ساتھ ہر ممکن تعاون کے لئے تیار ہیں، لیکن اس کے باوجود حکومت کو متاثرین سے کوئی سروکار نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آئی ڈی پیز 77 دنوں سے احتجاج کرتے ہوئے مظاہروں اور پریس کانفرنسوں کے ذریعے اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں، لیکن متعلقہ حکام توجہ دینے کو تیار ہی نہیں۔ حکمران ان کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

کوئٹہ، 10 تا 12 اکتوبر 2014: اوپر: ایچ آر سی پی نے ''انتخابی اصلاحات پر مشاورت'' کا اہتمام کیا
نیچے: ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن نے بلوچستان کا دورہ کیا اور بلوچستان کی صورت حال
معلوم کرنے کے لیے مختلف مکتبہ فکر کے لوگوں سے ملاقات کی

19 اکتوبر، اسلام آباد:
''صحت کا قابل رسائی حق''
پر ایچ آر سی پی کی مشاورتی تقریب

25 اکتوبر، اسلام آباد: کمیشن کی رپورٹ ''ایک نئے بڑے کھیل کا شکار: گلگت۔ بلتستان میں پیش رفت کی جستجو'' کی تقریب رونمائی

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15